خلافت و امامت

صحیحین کی روشنی میں

مصنف

محمد صادق نجمی

مترجم

محمد منیر خان

فہرست

منصب خلافت و امامت فرمان علی علیہ السلام کے پرتو میں :
روش بحث،مقصداورتین سوال
مسئلۂخلافت سے متعلق تین سوال
۱۔ خاندان رسالت کے فضائل صحیحین کی روشنی میں
۲۔ فضا ئل علی علیہ السَّلام صحیحین کی روشنی میں
۳۔ فضائل بنت رسول (ص)؛صحیحین کی روشنی میں
۴۔ حسنین کے فضائل صحیحین کی روشنی میں
حا کم ؛ حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں
شرائط امامت
۳۔ خلفاء اوراسلامی احکام
۱۔ خلیفہ کے حکم سے مسلمانوں کا قتل عام اور اسلامی احکام میں تبدیلی
۲۔ جاگیرفدک اور میراث پیغمبر کی سرگزشت
حد یث” نَحْنُ مَعَا شِرَالَ ْا نْبِیَاءِ لَانَرِثُ وَلَانُو رِثُ“کی حقیقت
۳۔ صلح حدیبیہ اورحضرت عمرکی کٹ حجتی!!
۴۔ واقعۂ قرطاس اور حضرت عمرکارویہ!!
۵۔ حج تمتع اورخلفا ئے اسلام!
آنحضرت(ص)کادورجاھلیت کی بیہودہ رسوم کے خلاف جدوجھدکرنا
حج تمتع کی تحریم کا فتویٰ
حج تمتع کی تحریم کا فتویٰ کیو ں د یا گیا ؟!
ایک نا معقول علت کا تجزیہ
دور عثمان میں حج تمتع کی مخالفت!!
حج تمتع دور معاویہ میں
۶۔ متعہ یامعینہ مدت کانکاح
۱۔ متعہ یعنی چہ؟
عقد دائمی اور متعہ کے مشترک و مختلف احکام
ثبوت جواز متعہ ؛قرآن کی روشنی میں
حدیث رسول (ص)سے ثبوت جواز متعہ
۵۔ تہمتیں اورافتراپردازیاں !
۷۔ نمازتراویح کی حقیقت !!
حضرت علی (ع) کی زبانی نماز تراویح کی رد
۸ ۔ تین طلاقیں اورحضرت عمر!!
۹۔ کیا رونا بدعت ھے ؟!
۱۰۔ حکم نمازِمسافراورحضرت عثمان!!
صحیحین کی روشنی میں حضرت رسول(ص)خدا کی پیشگوئیاں
روزمحشراھلِ بدعت کاحشر !!
بعض صحا بہ کا اعترافِ حقیقت
کتاب ہذا کے منابع تحقیق کی فہرست
ایک یاد دھانی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کتاب:خلافت و امامت صحیحین کی روشنی میں
مؤلف محمد صادق نجمی
مترجم: محمد منیر خان

منصب خلافت و امامت فرمان علی علیہ السلام کے پرتو میں :
”ذَرَعُوا الْفُجورَ،وسَقَوہ الغُرورَ،وحَصَدُوْا الثُّبُورَ،لایُقاسُ بِآلِ محمد(ص) من ہذہ اُلامَّةِ اَحَدٌ؛ وَ لَایُسوَّی بِہِمْ مَنْ جَرَتْ نِعَمَتُہم علیہ اَبَداً،ہُم اَساسُ الدِّین، وَعِمادُ الیقین، اِلیھم یَفِئُ الغَالِی،وبھم یُلْحَقُ التالِّی ،ولَہُم خَصائِصُ حَقِّ الوِلَایَةِ، وَ فِیھِم الوَصِیَّةُ وَالْوِراثَةُ،اَلْآنَ اِذْرَجَعَ الْحَقُّ اِلیٰ اَھلہ، ونُقِل اِلیٰ مُنْتَقَلِہِ!“ [1]
انہوں نے فسق و فجور کی کاشت کی ،غفلت و فریب کے پانی سے اسے سینچا اور اس سے ہلاکت کی جنس حاصل کی، اس امت میں کسی کو آل محمد(علیهم السلام) پر قیاس نہیں کیا جاسکتا،جن لوگوں پر ان کے احسانات همیشہ جاری رهے ہوں ،وہ ان کے برابر نہیں ہوسکتے، وہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون هیں ، آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا هے اور پیچھے رہ جانے والوں کو ان سے آکر ملنا هے، حق ولایت کی خصوصیات انہیں کے لئے هیں،انهیں کے بارے میں پیغمبر(ص) کی وصیت اور انہیں کے لئے نبی کی وراثت هے، اب یہ وقت وہ هے کہ حق اپنے اهل کی طرف پلٹ آیا اور اپنی صحیح جگہ پر منتقل ہوگیا ۔

روش بحث،مقصداورتین سوال
قارئین کرام !جیسا کہ عنوانِ بحث سے ظاهر هے کہ آئندہ هم صحیحین کی ان احادیث کو پیش کریں گے جو خلافت سے متعلق هیں ، لہٰذا همارا مقصد یها ں پر صرف اِن احادیث کا نقل کرنا هے نہ کہ مسئلہٴ خلافت کی تحقیق،کیونکہ هماری کتاب علم کلام کی کتاب نہیں هے کہ جس میں مسئلہ خلافت کی تحقیق وتحلیل کریں اور فریقین میں سے ایک گروہ کے عقیدہ کو ثابت کرنے کے لئے محکم اور ٹھوس دلائل پیش کریں،یا پھر دوسرے گروہ کے عقیدہ کو هدف تنقید قرار دے کر حق کو بیان کریں ،بلکہ همارا مقصد یہ هے کہ اهل سنت کی اهم ترین اساسی کتابیں ”صحیحین“کے مختلف ابواب میں نقل کردہ وہ حدیثیں جو براہ راست خلافت سے متعلق هیں،ان کو محترم قارئین کے سامنے پیش کریں،لہٰذا همارے اوپریہ لازم نہیں کہ هم اِن روایات کے تمام تاریخی جزئیات کوجو ان روایتوں کے بارے میں پائے جاتے هیں نقل کریں،یا ان کی عمیق ودقیق تحقیق و تنقید کریں ،کیونکہ:
ا ولاً: یہ بحث همارے موضوع سے خارج هے۔
ثانیاً :اس بحث کیلئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت هے اور حسن اتفاق سے اس موضوع سے متعلق همارے یهاں بهت سی کتابیں لکھی جا چکی هیں ، چنانچہ اگر هم نے کهیں پرخلافت سے متعلق بعض مطالب کو بیان کیا هے تووہ صرف اپنے مطلوب اورمحل بحث احادیث کے مفهوم کی وضاحت کے خاطر هے نہ کہ موضوعِخلافت چھیڑناهے، بهر کیف تمهیدکے طورپر هم پهلے تین سوال پیش کرتے هیں اور ان سوالوں کے جوا بات هر اس شخص سے پوچھنا چاهتے هیں جو خلافت پر اعتقاد رکھتا هے۔

مسئلہٴخلافت سے متعلق تین سوال
مسئلہٴ خلافت رسول اسلام کا وہ اساسی ترین مسئلہ هے جو مسلمانوں کے درمیان ایک،دو،پانچ، دس صدی سے محلِ اختلاف قرار نہیں پایا بلکہ یہ مسئلہ آفتابِ رسالت (ص)کے غروب ہونے کے بعد هی اختلاف کی نظرہوگیا تھا،جیسا کہ عالم اهل سنت جناب شهرستانی اپنی کتاب”الملل والنحل“ میں کهتے هیں :
امت اسلام سب سے زیادہ مسئلہ امامت میں اختلاف کرتی هے، یعنی مسلمانوں کے درمیان سب سے بڑا مسئلہٴامامت اور خلافت کا هے جو سببِ اختلاف قرار پایا هے، کیونکہ اسی مسئلہٴامامت کی وجہ سے ہزاروں لوگوں کی جانیں گئی هیں ، امامت کے علاوہ اور کوئی ایسا مسئلہ نہیں هے جس میں اس قدر اختلاف اور خونریزی ہوئی ہو:
”اعظم خلاف بین الامة خلاف الامامةاذماسل سیف فی الاسلام علی قاعدة دینیة مثل ما سل علی الامامة فی کل زمان...“[2]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھ میں اس ا ختلاف کے وجود میں آنے کی کیفیت اور تاریخ سے کوئی سرو کار نہیں لیکن آیندہ آنے والی احادیث کے لئے تمہید کے طورپر تین مطالب کو بعنوان سوال ذکر کرتے ھیں :

۱۔ جب مسئلۂ خلافت و امامت اتنا اھم مسئلہ ھے تووہ خدا کہ جس نے اسلام کے ماننے والوں کے لئے رسول(ص) کے ذریعہ چھوٹے سے چھوٹے حکم کو بیان کیا ھے ،جیسے سونا ، جاگنا، کھانا، پینا، حمام،غسل کنگھی کرنا ، نامحرم عورتونپر نگاہ ڈالنا ایک لمحہ بھر ھی کیوں نہ ہو، دوسرے کی غیبت کرنا اگرچہ ایک کلمہ کے ذریعہ ھی کیوں نہ ہو،چنانچہ ان احکام کی تعداد واجبات ،محرمات ،مستحبات اور مکروھات میں بےشمار ھے ،یعنی انسان کی زندگی کا کوئی ایسا پہلو ترک نہیں کیا گیا ھے جس میں شریعت کی طرف سے کوئی حکم نہ ھو ،تو پھر یہ کیسے ممکن ھے کہ امامت جیسے اھم مسئلہ کے بارے میں کچھ نہیں کھاگیا ہو؟ !اور امت کو بغیر کسی رھبر اورھادی کے چھوڑ کر خدا نے اپنے حبیب کو اپنے پاس بلالیا؟! اگر کھاجائے کہ خدا اور رسول(ص)نے اس مسئلہ کو خود مسلمانوں کے حوالہ کردیا تھا،تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ھے کہ اسلام کے جزئیات اور فروعات کو خدا ورسول(ص) نے خود مسلمانوں کے حوالے کیوں نہ کیا؟! اوران کو خود کیوں بیان فرمایا ؟! اور جب جزئی اور فرعی احکام جیسے سر منڈوانا، ناخون کٹوانا، حج و زیارات، پیشاب، پاخانہ کے آداب، ھمبستر ہونے کے آداب وغیرہ میں بھی سکوت اور چشم پوشی کرنا قاعدہ ٔ لطف کی بنا پر جائز نہیں،تو پھر یہ کیسے تصور کیا ج ا سکتا ھے کہ خدا وند متعال مسلمانوں کے اھم ترین مسئلۂامامت پر سکوت اختیار کرلے گا؟ !کیا قاعدۂ لطف یہاں پر تقاضہ نہیں کرتا ؟! اور اگر اس نے سکوت اختیار نہیں کیا تو ھ میں اس خلیفہ کانام اور وہ کن شرائط کا حا مل ھے اس کاپتہ بتلائیں ؟!!اوراگر کوئی خلیفہ تعین نہیں ھو اتو خدا کی ذات ھدفِ تنقید قرار پاتی ھے!! "نعوذ باللہ من ذالک" یہ وہ باتیں ھیں جو اس بات کا پتہ دیتی ھیں کہ رسول(ص) نے بحکم خدا ضرور کوئی خلیفہ منتخب کیا تھا اور اگر مان لیا جائے کہ رسول(ص) نے مقرر نہیں فرمایا تو کم سے کم جو رسول(ص) کے بعد اس منصب الٰہی کا بوجھ اٹھائے اس کے لئے کچھ شرائط تو ضرور بیان فرمائے ہوں گے؟!!

۲۔ آیات، احادیث اور رسول(ص) کی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ھے کہ فرزندانِ توحید ھمیشہ قرآن و احادیث کی شرح و تفسیر ، دینی اخلاقی و دنیوی مسائل میں رسول(ص) کی طرف رجوع کرتے تھے، یھی نہیں بلکہ حوادثات ، امور دنیوی اور اپنی زندگی کے جزئی معاملات میں بھی آنحضرت (ص)کو اپنا ملجأ وماوہ سمجھتے اور آپ سے معلومات حا صل کرتے تھے ،یہاں تک کہ اپنی پریشانیوں کے حل اور مریضوں کے معالجہ کے لئے بھی رسول(ص) سے ھی استشفاء کرتے تھے،جیسا کہ صحیح بخاری ،سنن ترمذی ا ور صحیح مسلم میں آیا ھے :

"ایک شخص نے رسول(ص) سے کہا: یا رسول اللہ (ص) ! میرا بھائی پیچش میں مبتلا ھے، رسول (ص)نے فرمایا : اس سے کھو شھد کا استعما ل کرے ، چند دنوں کے بعد وہ شخص پھر آیا اور کھنے لگا :اے رسول خدا(ص)!شھد سے میرے بھائی کی ابھی پیچش ٹھیک نہیں ہوئی ھے، رسول(ص) نے اس سے کہا: شھد کا استعمال جاری رکھے، تیسری مرتبہ پھر اس نے پیچش کی شکایت کی ،رسول(ص) پھر شھد کھانے کی تاکید فرماتے ھیں ،یہاں تک کہ اس کی پیچش ٹھیک ھو جاتی ھے۔"[3]

پس یہاں پر سوال یہ پیدا ہوتا ھے کہ رسول(ص) کی ۲۳ سالہ زندگی میں کسی شخص کے ذھن میں یہ سوال نہ آیا اور کوئی بھی صحا بۂرسول (ص)اس بات کی طرف متوجہ نہیں ھو ا کہ رسول(ص) کے بعد مسئلۂجانشینی کا کیا ہوگا؟!اور نہ ھی کسی مسلمان نے رسول(ص) سے اس بات کو پوچھا: "اے رسول!(ص) آپ نے اسلام کو خونِ دل دے کر پروان تو چڑھا یا ھے مگر اس کی حفاظت آپ کے بعد کون کرے گا؟ ! ھم لوگ آپ کی وفات کے بعد اپنے مسائل کے بارے میں کس طرف رجوع کریں گے؟ !!" آخر تما م مسلمانوں پر غفلت کا پردہ کیوں پڑا رھا ؟! جبکہ سب لوگ یہ جانتے تھے کہ رسول(ص) بھی بشر ھیں لہٰذا آپ(ص) کو بھی موت سے ھمکنار ہونا ھے ،چنانچہ ان آیتوں کو اس
وقت کے سبھی مسلمان سنتے اور پڑھتے ہوں گے:

اور دوسری جانب سب لوگ یہ بھی جانتے تھے کہ مسئلۂخلافت انسان کی دنیاوی اوراخروی زندگی سے جڑا ہوا ھے یعنی یہ وہ مسئلہ ھے جو نبوت کی طرح ا نسان کی زندگی میں عمیق اثر رکھتا ھے،اس کے بغیر نہ انسان کی دنیاوی زندگی کامیاب ھو سکتی ھے اور نہ ھی اخروی، اس کے بغیر نہ روح ا نی کمال تک پہنچا جاسکتا ھے اور نہ مادی اورسب سے زیادہ تعجب تو یہ ھے کہ خود رسول(ص) کو بھی فکر نہ ہوئی کہ میں نے اتنی محنتوں سے اسلام کو پھیلایا ھے لیکن اس کا محا فظ میرے بعد کون ہوگا؟!اس کا اتاپتہ نہیں ! پس نہ رسول کو فکر ہوئی اور نہ ھی اس بارے میں کسی نے ۲۳ سال کے اندر آپ سے سوا ل کیا !!

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

۳۔ خداوند متعال وصیت کے سلسلے میں ارشاد فرماتا ھے:
[6]
مسلمانو!تم کو حکم دیا جاتا ھے کہ جب تم میں سے کسی کو موت واقع ھو نے والی ھو بشرطیکہ مرنے والا کچھ مال چھوڑ جائے تو ماں باپ اور قرابتداروں کے لئے اچھی وصیت کرے ،جو خد ا سے ڈرتے ھیں ان پر یہ ایک حق ھے۔
اسی طرح خودرسول(ص) اسلام اس وظیفۂوصیت کے بارے میں ارشادفرماتے ھیں :
”قال(ص):ماحق امرئ‌مسلم لہ شیء یوصی فیہ یبیت لیلتین،الاووصیتہ مکتوبة عندہ۔“
ایک مسلمان مرد کا اھم ترین وظیفہ یہ ھے کہ وہ دو راتیں نہ گزارے مگر اپنے لئے وصیت نامہ تیار کر کے رکھ لے۔[7]
عبد اللہ ابن عمر کہتے ھیں :
میں نے اس مطلب کو جب سے رسول(ص) سے سنا ھے تب سے کوئی بھی رات ایسی نہیں گزری مگر میرا وصیت نامہ میرے ساتھ تھا۔[8]
محترم قارئین!جب قرآن او راحادیث سے ثابت ھے کہ وصیت کرنا ایک ضروری امر ھے توپھرعقل اس بات کو کیسے تسلیم کرسکتی ھے کہ جو رسول(ص) دوسروں کے حق میں وصیت کے لئے اس قدر تاکید کرے وہ خود وصیت کئے بغیر چلا جائے گا؟! کیایہ کھا جاسکتا ھے کہ رسول(ص) نے کسی کے لئے وصیت نہیں کی تھی ؟!جب کہ آپ کے لئے وصیت کرنا اشد ضروری تھا ؟!کیونکہ رسول (ص)ایک اھم ثروت و ترکہ(دین اور قوانین الٰھیہ)کو چھوڑ کر جارھے تھے، اس سے زیادہ قیمتی اور کوئی ترکہ ہوھی نہیں سکتا تھا ، لہٰذا ان کی حفاظت تو بھت ھی ضروری تھی، ان کے لئے ایک ولی اور سرپرست ھو نا بیحد لازمی تھا ،ان شرائط کے باوجود اگر رسول(ص) اپنے بعد ملتِ مسلمہ اوردین اسلام کا کوئی محا فظ نہ چنیں تو گویا کہ آپ نے سارے جھان کو لاوارث چھوڑدیا!کیا ھمارا وجدان آنحضرت(ص)جیسے دور اندےش اور زیرک ترین شخص کے لئے یہ سوچ سکتا ھے کہ آپ کی عقلِ کامل اس اھم ترین گوشہ کی طرف کبھی متوجہ ھی نہیں ہوئی ! جس کی وجہ سے آپ نے اپنے بیش قیمت ترکہ(قوانین الٰھیہ) اورملتِ مسلمہ بلکہ سارے جھان کو بغیر ولی اور سرپرست کے یونھی چھوڑ دیااورکسی طرح کا انتظام نہیں کیا ؟!!
قطعِ نظر حکمِ عقل و وجدان کے یہ بات بھی تاریخ اسلام سے ثابت ھے کہ جب رسول(ص) کسی جنگ میں کوئی لشکر بھیجتے تھے تو اس کا ایک رھبر اور سپہ سالا ر معین فرماتے تھے اور اس کے ساتھ یہ بھی تاکید کر دیتے تھے کہ اگر فلاں شخص شھید ھو جائے تو فلاں کو اپن ا سپہ سالار چن لینا اور اگر وہ بھی شھید ھو جائے تو فلاں کو سردار منتخب کر لینا، وغیر ہ وغیرہ ، اسی طرح یہ بات تاریخ میں مسلم الثبوت ھے کہ آنحضرت نے اپنی تدفین ،غسل اور ادائیگیٔقرض کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام کو وصیت کردی تھی،لہٰذا ان تاکیدات کے باوجودیہ کیسے سوچا جاسکتا ھے کہ آپ(ص) نے خلافت کے لئے کسی کے حق میں وصیت نہیں کی تھی؟!پس جو رسول(ص)قرض،دفن اور کفن جیسے جزئی مسئلہ کو نہ بھولے وہ خلافت جیسے اھم مسئلہ کو کیسے بھول جائے گا؟!!العجب ثم العجب ۔
محترم قارئین ! ان سوالوں کا جواب اھل سنت نہیں دے سکتے ھیں ، ان کا جواب صرف مذھب اھل تشیع کے نزدیک واضحا ور روشن ھے، کیو نکہ یہ وہ مذھب ھے جو عقیدہ رکھتا ھے کہ نہ خدا و رسول(ص) نے اور نہ ھی رسول(ص)کی زندگی میں مسلمانوں نے اس مسئلۂخلافت کے بارے میں سکوت اختیار کیا اور نہ ھی اسکے اظھارسے امتناع کیااورنہ تساھلی سے کام لیابلکہ جس روز سے رسول(ص)مبعوث برسالت ہوئے اسی دن سے آپ کو مامور کیاگیا تھا کہ آپ نبوت کے ساتھ ساتھ منصب خلافت کے حقدار کا بھی لوگوں کے درمیا ن اعلان کردیں، چنانچہ رسول اسلام(ص) نے بھی اس بارے میں کسی طرح کا ابھام نہیں چھوڑا، بلکہ آپ نے ھر جگہ اپنے متعددخطبات و بیانات میں اپنی جانشینی کے مسئلہ کو پیش کیااور جو لوگ آپ کے بعدمنصبِ خلافت کے حقدارتھے، ان کی پہچان کروائی چنانچہ اوائلِ بعثت میں جب آیۂ نازل ہوئی تو رسول اسلام(ص) نے اپنے خاندان والوں کو دعوت پر بلایا اور کھا نے کے بعد آپ نے تقریر کرنا چاھی،لیکن ابو لھب نے یہ کہہ کر مجمع کو بھکا دیا کہ آپ ساحر ا ور جادو گر ھیں ، کوئی ان کی باتیں نہ سنے ،مجمع متفرق ہوگیا ،لہٰذا رسول اسلام(ص) نے دوسرے دن پھر بلایا اور کھانے کے بعد تقریر کرنا شروع کردی اور اپنی تقریر میں پیغام وحی سنایا اور حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کیلئے اپنی طرف سے جانشین ا ور خلیفہ ہونے کا اعلان کیا اور بعض لوگوں کے نزدیک حضرت علی علیہ السلام کی جانشینی کا مسئلہ مضحکہ خیز بھی قرار پایاکہ ابھی ان کی نبوت کو کوئی مانتا نہیں اور انھیں دیکھو!جانشینی کا اعلان ابھی سے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کررھے ھیں ؟!

” فاخذ رقبتی (علی(ع)) ثم قال : ان ہٰذا اخی ووصی وخلیفتی فیکم فاسمعوا لہ و اطیعوا قال: فقام القوم یضحکون...
[9]“

کیونکہ و ہ لوگ سمجھ رھے تھے کہ ابھی کسی نے ان کی نبوت قبول نھیں کی تو جانشین کو کیسے قبول کریں گے، لیکن رسول(ص) پھلے ھی مرحلے میں ظاھر کر دینا چاھتے تھے کہ جانشینی کا حق علی (ع) و اولاد علی (ع) کا ھے، لہٰذا جو بھی میرا دین قبول کرے وہ اس لالچ میں قبول نہ کرے کہ آئندہ آپ اسے رھبری کا عھدہ سپرد کردیں گے! کیونکہ منصبِ خلافت و ولایت ھر کس و ناکس کو نھیں ملتا بلکہ اس کا وھی حقدار ھے جس کا خدا نے انتخاب کیا ہو۔

اسی طرح آ پ(ص) نے غدیر کے بے آب وگیاہ چٹیل میدان اوررچلچلاتی دھوپ میں آگے جانے والے اور پیچھے رہ جانے والے حجاج کو بلا کر اپنے آخری حج کے بعد بحکم خدا ” من کنت مولاہ فہٰذا علی مولاہ“کہہ کر حضرت علی علیہ السلا م کی خلافت کا اعلان فرمایا۔

اور جب آپ کی عمر کے آخری لمحے گزر رھے تھے ، جب آپ کی پےشانی پر موت کا پسینہ آچکا تھا، اس حساس موقع پر بھی آپ نے اس اھم مسئلہ کو فراموش نھیں کیا، چونکہ آپ کی نظروں میں اللہ کا دین وآئین گردش کررھا تھا ، لہٰذا آپ کے سامنے اس امت کی سرنوشت مجسم تھی کہ جس کی ھدایت میں آپ نے شدید سے شدید مشقتیں اٹھائیں تھیں ، لہٰذا آپ نے حکم دیا کہ مجھے قلم و دوات دیدو تاکہ میں ایک ایسی چیز (مسئلہ جانشینی) لکھتا جاؤں، جو میرے بعد تم کوگمراہ ہونے سے بچا لے۔[10]

اورکبھی آپ(ص) منبر پر تشریف لے جاتے اور فرماتے تھے:

”اِنیّ مخلف فیکم الثّقلین کتاب اللہ وعترتی ماان تمسکتم بھما لن تضلوا ابداً“

اورکبھی اپنے حقیقی خلفاء کے اسم لیتے اور لوگوں کے سامنے ان کا تعارف کراتے، کبھی ان کی تعداد بیان فرماتے: ((الخلفاء بعدی اثنی عشر))اورکبھی ان آیات کو پڑھتے تھے جو آپ کے خلفاء کی شان میں نازل ہوئیں ،کبھی آپ ارشاد فرماتے تھے :

”یا علی انت منی بمنزلةھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی“۔

کبھی اپنے بعد آئندہ اسلام میں ہونے وا لی بدعتوں کا تذکرہ کرکے اپنے گھرے افسوس کا اظھار کرتے تھے جونا حق خلافت کی وجہ سے وجود میں آئیں گی ۔

چنانچہ چودہ صدیوں سے ظالم اور جابر حکومتینمسئلہٴ خلافت کو دھندلااور حقائق کو پوشیدہ کرنے کی سعیٴ لاحا صل کئے جارھی ھیں ، حقائق کو چھپانے میں اپنی تما تر قوّتیں صر ف کردیں ، اپنے تمام وسائل اس مسئلہ میں استعمال کرلئے کہ خلافت کو اس کے حقیقی اور واقعی محور و مرکز سے ہٹا کر دوسری جگہ لیجائیں اور اس کو اصلی لباس سے برھنہ کرکے اس لباس میں پیش کریں جو باطل کا خود بافتہ و ساختہ ھے، لیکن جسے خدا رکھے اسے کون چکھے، آج بھی سنیوں کی اصلی اورمدر ک کی کتاب صحیح بخاری ، صحیح مسلم کے مختلف ابواب اسی طرح مسلمانوں کی دیگرمعتبر کتابوں میں ایسی ایسی روایات موجود ھیں جن سے صحیح واقعیات و حقائق اور حضرت علی اور بقیہ آئمہ علیھم السلام کی خلافتِ بلا فصل کا اثبات ہوتاھے جو شیعوں کا عی ہ ھے ،البتہ صحیحین کے مؤلفین نے کافی کوشش کی ھے کہ ایسی کوئی حدیث نقل نہ کریں جس سے حضرت امیرالمؤمنین (ع)کی خلافت کا اثبات ہوسکے،مگر:

” وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کر ے ‘ ‘

چنانچہ آئندہ فصلوں میں پھلے ھم ان احادیث کو ذکر کر یں گے جو اھل بیت (ع) کی فضیلت کے سلسلے میں صحیح بخاری ا ور صحیح مسلم میں منقول ھیں ،اس کے بعد صحیحین میں نقل کردہ روایات کے مضمون کے مطابق خلفاء کا تعارف پیش کریں گے۔

۱۔ خاندان رسالت کے فضائل صحیحین کی روشنی میں

۱۔ آیت تطھیراوراھل بیت پیغمبر(ص)

۱۔”قالت عائشة:خرج النبی(ص)غداة وعلیہ مرط مرحل من شعراسود، فجاء الحسن ابن علی،فادخلہ،ثم جاء الحسین،فدخل

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

معہ،ثم جاأت فاطمۃ سلام اللہ علیھافادخلھا،ثم جاء علی،فادخلہ،ثم قال: [11]
حضرت عائشہ کھتی ھیں :
ایک مرتبہ حضرت رسول خدا (ص)بوقت صبح گھر سے اس حا لت میں خارج ہوئے کہ آپ کالی چادر اوڑھے ہوئے تھے ، اسی ھنگام حضرت امام حسن ابن علی (ع) آپ کے پاس تشریف لائے، آپ نے شہزادے کو زیرچادر داخل کرلیا ،اس کے بعد حضرت امام حسین (ع)آئے ، وہ بھی زیر چادر آپ کے ساتھ داخل ھو گئے ،اس کے بعد حضرت فاطمہ زھرا (ع) تشریف لائیں ، آپ(ص) نے ان کو بھی زیر چادر داخل کرلیا، اس کے بعد حضرت علی (ع) آئے ، آپ(ص) نے انھیں بھی زیر چادر بلا لیا، اس کے بعد اس آیت کی تلاوت فرمائی:
[12]
-
مذکورہ حدیث مسلم کے علاوہ اھل سنت کی کتب تفاسیر و احادیث میں تواترکے ساتھ نقل کی گئی ھے، جیسا کہ ھم نے بحث”رسول(ص) خداازنظرآیات و احادیث“ میں اس جانب اشارہ کیا تھا ۔
بھر کیف اس آیت کے رسول وآل رسول علیھم السلام کی شان میں نازل ہونے کے بارے کوئی شک وشبہ نھیں چنانچہ جلد اول میں ھم نے اس آیت کے ذیل میں سنیوں کے بعض مدارک کی طرف اشارہ کیا ھے اور اسی جگھاس نکتہ کو بیان کیا کہ اس آیت کے ذریعہ خدا ومند متعال نے اھل بیت(ع) کو ھر گناہ سے پاک رکھنے کی ضمانت لی ھے اور آپ کو معصوم قرار دیا ھے اور یہ کہ آ یتِ تطھیر اس بات پر بھی دلالت کرتی ھے کہ اھلبیت (ع)کبھی سہواً بھی کسی گناہ کا ارتکاب نھیں کرتے کیونکہ سھو و نسیان حکم تکلیفی(عقاب) کو تو برطر ف کر سکتے ھیں لیکن رجس اور حرمت کے ا ثر وضعی اوراس کی ذاتی نجاست کو مرتفع نھیں کر سکتے۔

۲۔ اھل بیت علیھم السلام اور آیۂ مباھلہ
۲۔,,...عن عامر بن سعدبن وقاص عن ابیہ؛قال:امرمعاویۃ بن ابی سفیان سعداً:فقال:ما منعک ان تسب ابا تراب؟فقال:اماما ذکرت ثلاثاً قالھن لہ رسول اللّٰہ ،فلن اسبہ،لان تکون لی واحدہ منھن احب الی من حمر النعم ، سمعت رسول اللّٰہ(ص) یقول لہ خلفہ فی بعض مغازیہ،فقال علی:یارسول اللّٰہ(ص)!خلفتنی مع النساء والصبیان؟فقال لہ رسول اللّٰہ(ص):” اَمَاْ تَرَضیٰ َانْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ہَاْرُوْنَ مِنْ مُوْسٰی اِلَّاَنَّہ ُلَانُبُوَّۃَ بَعْدِیْ“وسمعتہ یقول یوم خیبر:” لاعطین الرایۃ رجلاًیحب اللّٰہ ورسولہ و یحبہ اللّٰہ ورسولہ“قال فتطاولنا لھا،فقال:ادعوا لی علیا،فاتی بہ ارمد، فبصق فی عینہ،ودفع الرایۃ الیہ، ففتح اللّٰہ علیہ،ولما نزلت ہذہ الآیہ: [13] دعیٰ رسول(ص) اللّٰہ عَلِیاً،وفاطمۃ،وحسناوحسیناً فقال:اَللّٰہُمَّ ہٰٓؤُلَآءِ اَھلی“ [14]
ایک روز معاویہ ابن ابی سفیان نے سعد بن ابی وقاص سے کھا: تجھے کس چیز نے روکا ھے کہ ابو تراب (علی (ع)) کو گالی نھیں دیتا؟!“ سعد بن ابی وقاص نے کھا : رسول(ص) خدا نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ایسی تین فضیلتیں بیان کی ھیں جب بھی وہ فضیلتیں مجھے یاد آجاتی ھیں تو میں گالی دینے سے باز رھتا ہوناور اگر ان میں سے ایک فضیلت بھی میں رکھتا ہوتا تو میرے لئے وہ سرخ اونٹوں سے بھتر ہوتی اور وہ تین فضیلتیں یہ ھیں :
۱۔ حضرت علی (ع)ھارون امت محمدیہ :ایک مرتبہ رسول خدا(ص) کسی ایک جنگ میں جانے کے لئے آمادہ ہوئے تو حضرت علی علیہ السلام کومدینہ میں اپنا جانشین مقرر فرمایا، اس وقت حضرت علی (ع) نے رسول(ص) سے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے آپ بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رھے ھیں ؟ اس وقت میں نے اپنے دونوں کانوں سے سنا کہ رسول(ص) نے فرمایا:” اے علی (ع)!کیا تم اس بات سے راضی نھیں کہ تمھاری منزلت میرے نزدیک وھی ھے جو موسی (ع) کے نزدیک ھارون (ع) کی تھی ،بس فرق اتنا ھے کہ تم میرے بعد پیغمبرنھیں ھو لیکن ھارون (ع)، موسیٰ(ع) کے بعد پیغمبر تھے“۔
۲۔ مردِ میدان خیبر:اسی طرح جنگ خیبر کے روز میں نے رسول(ص) سے سنا کہ آپ نے فرمایا:
”کل میں یہ َعلم اس شخص کو دوں گا جو مرد ہوگااور اللہ و رسول (ص)کو دوست رکھتا ہوگا اور اللہ و رسول(ص) اس کو دوست رکھتے ہوں گے۔“
سعد ابن ابی وقاص معاویہ سے کھتے ھیں :ھم سب لوگ اس دن اس َعلم کی تمنا رکھتے تھے، لیکن رسول(ص) خدا نے فرمایا: علی (ع) کو میرے پاس بلاؤ !حضرت علی علیہ السلام کو آپ کے پا س اس حال میں لایا گیا کہ آپ (ع) کی آنکھیں درد میں مبتلا تھیں ، رسول(ص) نے اپنا لعاب دھن علی (ع) کی آنکھوں میں لگایا اور علم دے دیا، چنانچہ خدا نے حضرت علی علیہ السلام کے ھاتھوں جنگ خیبر میں اسلام کو کامیابی عطا فرمائی ۔
۳۔ مصداق آیہ ٔمبا ھلہ: جو میں نے دھنِ رسول(ص) سے سنی وہ یہ ھے کہ جب آیۂمباھلہ نازل ہوئی تو رسول(ص) نے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

علی، فاطمہ ، حسن اور حسین کو بلایا اور فرمایا خدایا!یہ میرے اهل بیت هیں ۔

۳۔ حدیث غد یر اور اهل بیت علیهم السلام

حدثنی یزید بن حیان؛ قال:انطلقت اناوحُصَین بن سَبْرَةَوعمر بن مسلم، الی زید بن ارقم،فلمّا جلسنااليہ، قال لہ حُصَین: یازید !لقد لقیت خیرا کثیرا، رأیت رسول(ص) اللّٰهَ، وسمعت حدیثہ،وغزوت معہ،و صلیت خلفہ، لقد لقیت یا زیدُ !خیرا کثیراً، حدثنا یا زید! م ا سمعت من رسول(ص) اللّٰه، قال یابن اخی:واللّٰه لقد کَبِرت سنی،وقَدُمَ عهدی،و نسیت بعض الذی أعِی من رسول(ص) اللّٰه، فماحدّثتُکم فاقبلوا،ومالا۔فلاتکلفونیہ۔ثم قال:قام رسول(ص) اللّٰه یوما فینا خطیباًبِماءٍ یُدْعیٰ خماًبین مکة و المدینة، فحَمِدَ اللّٰهَ وَ اَثْنیٰ علیہ و وعظ و ذکَّر،ثم قال: اَما بعدُ:الَاَ یا ایها الناس! فانما انا بشر یوشک ان یأتِیَ رسول(ص) ربی، فأُجیب،و اَنَا تَارِکٌ فِیْکُمْ ثَقَلَیْن اَوَّلُهُماَ کتابُ اللّٰه ،فِیْہِ الهُدیٰ وَ النُّورِ، فَخُذُوا بکِتَاَب اللّٰهِ وَاسْتَمْسِکُوُاْ بہ، فَحَث بِکِتَاَبِ اللّٰه وَ رَغَّبَ فِیْہِ، ثم قَاَلَ: وَ اَهل بَیْتِیِ اُذَکِّرُکُمُ اللّٰه فی اَهل بَیْتِیِ اُذَکِّرُ کُمُ اللّٰه فِیِ اَهل بَیْتِیِ اُذَکِرُکُمُ اللّٰه فِی اَهل بَیْتی ثَلَاَثاً،فقال لہ حصین :و من اهل بیتہ؟ یازید !أَلَیس نسائُہ من اهل بیتہ؟ قال: نسائہ من اهل بیتہ، و لکن اهل بیتہ من حُرِمِ الصّدقة بعده ،قال :و من هم؟ قال: هم آلُ عَلی،وآل عقیل، و آل جعفر،وآل عباس، قال: کل هٰؤلاء حُرِمِ الصدقةُ،قال: نعم...۔“

مسلم نے روایت کی هے کہ یزید بن حیاَّن کهتے هیں :

ایک مرتبہ میں و حُصَین بن سبره اور عامربن مسلم، زید بن ارقم کے پاس گئے اور زید بن ارقم کی مجلس میں بیٹھ گئے، حصین زید سے اس طرح گفتگو کرنے لگے:

”اے زید بن ارقم !تو نے خیر کثیر کو حا صل کیا هے کیو نکہ تورسول خدا(ص) کے دیدار سے مشرف هو چکا هے اور حضرت(ص) کی گفتگو سے لطف اندوز هوچکاهے، تونے رسول (ص)کے ساتھ جنگوں میں شرکت کی اور حضرت(ص) کی اقتداء میں نماز پڑهی اس طرح تو نے خیر کثیر کو حا صل کیا هے لہٰذا جو تونے رسول(ص) سے سنا هے اسے همارے لئے بهی نقل کر!زید بن ارقم کهتے هیں : اے برادر زاده !اب تو میں بوڑھا هوگیا هوں اور میری عمر گزر چکی هے، چنانچہ بهت کچھ کلام رسول(ص) میں فراموش کرچکا هوں، لہٰذا جو بهی کہہ رها هوں اسے قبول کرلینااور جهاں سکوت کرلوں اصرار نہ کرنا،اس کے بعد زید بن ارقم کهتے هیں : ایک روز رسول اسلام(ص)مکہ اور مدینہ کے درمیان میدان غدیر خم میں کهڑے هوئے اور ایک خطبہ ارشاد فرمایا اور بعد از حمد و ثنا و موعظہ و نصیحت فرمائی: اے لوگو ! میں بهی تمهاری طرح بشر هوں لہٰذا ممکن هے کہ موت کا فرشتہ میرے سراغ میں بهی آئے اور مجهے موت سے هم کنار هونا پڑے ،(لیکن یہ یاد رکهو) یہ دو گرانقدر امانتیں میں تمهارے درمیان چهوڑے جا رها هوں، ان میں سے پهلی کتاب خدا هے جو هدایت کرنے والی اور روشنی دینے والی هے، لہٰذا کتاب خدا کا دامن نہ چهوٹنے پائے اس سے متمسک رهو اور اس سے بهره مند رهو، اس کے بعد آپ نے فرمایا:

اے لوگو!دوسری میری گرانقدر امانت میرے اهل بیت(ع) هیں اور میرے اهل بیت (ع)کے بارے میں خد ا سے خوف کرنااور ان کو فراموش نہ کرنا (یہ جملہ تین مرتبہ تکرار کیا)زید نے جب حدیث تمام کردی، تو حصین نے پوچها: اهل بیت رسول(ص) کون هیں جن کے بارے میں اس قدر سفارش کی گئی هے؟ کیا رسول(ص) کی بیویاں اهل بیت میں داخل هیں ؟

زید ابن ارقم نے کها: هاں رسول(ص) کی بیویاں بهی اهل بیت(ع) میں هیں مگر ان اهل بیت(ع) میں نهیں جن کی سفارش رسول(ص) فرمارهے هیں ، بلکہ یہ وه اهل بیت(ع) هیں جن پر صدقہ حرام هے۔

حصین نے پوچها : وه کون حضرات هیں جن پر صدقہ حرام هے؟زید بن ارقم نے کها :وه اولاد علی (ع)، فرزندان عقیل و جعفر و عباس هیں !حصین نے کها: ان تمام لوگوں پر صدقہ حرام هے ؟ زید نے کها هاں۔[15]

عرض مؤلف

اس حدیث کو مسلم نے متعددسندوں کے ساتھ اپنی صحیح میں نقل کیا هے لیکن افسوس کہ حدیث کا وه جملہ جو غدیر خم سے متعلق تهاحذف کردیا هے، حا لانکہ حدیث غدیر کے سیکڑوں راویوں میں سے ایک راوی زید بن ارقم بهی هیں جو یہ کهتے تهے :

اس وقت رسول(ص) نے فرمایا : خدا وند متعال میرا اور تمام مومنین کا مولا هے، اس کے بعد علی (ع) کا هاتھ پکڑا اور فرمایا :جس کا میں مولا هوں یہ علی (ع)اس کے مولا و آقا هیں ، خدایا ! جو اس کو دوست رکهے تو اس کو دوست رکھ اور جو اس کو دشمن رکهے تو اس کو دشمن رکھ۔[16]

البتہ زید بن ارقم نے اپنے عقیده کے لحا ظ سے اهل بیت(ع) کے مصداق میں بهی فرق کر دیا هے، حا لانکہ خود

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

رسول(ص) نے اھل بیت (ع)سے مراد آیۂ تطھیر اور آیۂ مباھلہ کے ذیل میں بیان فرما دیا ھے،جیساکہ آپ نے آیۂ تطھیر کی شانِ نزول کے ذیل میں گزشتہ صفحات میں ملاحظہ فرمایا ۔

شدیدتعصب کی عینک

واقعۂغدیر خم اور حدیث ثقلین ان موضوعات و واقعات میں سے ھیں جن کو علمائے اھل سنت نے اپنی معتبر اور بنیادی کتابوں میں تفصیل کے ساتھ نقل کیا ھے،سینکڑوں کتب تاریخ وحدیث اور تفسیر میں علمائے اھل سنت نے ان واقعات اور روا یات کودسیوں سند کے ساتھ قلمبند فرمایا ھے، لیکن امام بخاری اور مسلم کی کوتاہ نظری یہ ھے کہ (جیسا کہ ھم نے جلد اول میں بیان کیا) آپ حضرات نے اپنی آنکھوں پر ایسی تعصب کی عینک لگائی کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی بنیادی اور روز روشن کی طرح واضح و آشکار فضائل جیسے حدیثِ غدیرخم ، وحدیثِ ثقلین وغیرہ نظر نہ آئے !! چنانچہ جو حدیث صحیح مسلم میں آئی ھے اس میں مسلم نے تاریخ اسلام کے مشہور واقعۂ غدیر کے بعض حصے توڑ مروڑ کر ذکر کئے ھیں ۔

مناسب ھے کہ ھم اس جگہ عالم اھل سنت امام غزالی ابوحا مد کے قول کو نقل کردیں جو ھماری گفتگو سے مربوط ھے ،آپ فرماتے ھیں :

اھل سنت کے اکثر علماء نے رسول(ص) کے اس قول کو نقل کیا ھے جسے آپ(ص) نے میدان غدیر میں صحا بہ کے جم غفیر کے درمیان ارشاد فرمایا: ”مَنْ کُنْتُ مَوْلاَہُ فَھٰذَاْ عَلِیٌ مَوْلاَہُ “

اس کے بعد تحریر کرتے ھیں :

بنی کے اس جملے کے بعد حضرت عمر اٹھے اور فرمایا:

”بخ بخ لک یا امیرالموٴ منین اصبحت مولای و مولا کل مومن و مو منة“

مبارک ھو مبارک ھو اے مومنوں کے امیر(علی (ع)) آج آپ میرے اور تمام مومنین مرد وعورت کے مولا بن گئے ۔

امام غزالی فرماتے ھیں :

اس جملہ کا مفہوم حضرت عمر کا علی (ع) کو حا کم مانتے ہوئے ان کی حکومت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا ھے،لیکن بعد میں حبِ ریاست اور پر چمِ خلافت کے اٹھا نے کے شوق نے ان کو آلیا اور لشکر کشی اورفتوحا ت کی حرص نے کاسہٴ ہوا وہوس کو ان کے ھاتھوں میں تھمادیااور اس طرح یہ اسلام سے منحرف ہوکر زمانہٴجاھلیت کی طرف پلٹ گئے اور رسول(ص) کے ساتھ جو عھد و پیمان (غدیر میں)کیا تھا،اس کو فراموش کر کے قلیل قیمت میں فروخت کردیا یہ کتنا بر ا سودا ھے:

”ثم بعد ہٰذا غلب الہوی لحب الریاسة و حمل الخلافة ، عقود البنود وخفقان الہوی ...“[17]

۴۔ اھل بیت (ع)”صلوات“ میں شریکِ رسول(ص)ھیں

اھل سنت کی متعدد کتابوں میں نقل کیا گیا ھے کہ حضرت رسالتمآب (ص)نے تمام مسلمانوں کو حکم فرمایا ھے: جب آپ(ص) پر صلوات بھیجی جائے تو آپ کے اھل بیت علیھم السلا م کو بھی صلوات میں ضرور شریک کیا جائے ،یعنی تنھا رسول(ص) پر صلوات بھیجنا صحیح نہ ہوگا ،جب تک کہ آپ کے اھل بیت (ع)پر صلوات نہ بھیجی جائے گی،اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مقام نبوت کی تعظیم وتکریم کے ساتھ ساتھ اھل بیت(ع)ِ عصمت و طھارت کی بھی تعظیم وتکریم لازم ھے اوراس معاملہ میں آپ (ص)کے اور آپ کے خاندان کے درمیان کسی بھی طرح کا فاصلہ کرنا صحیح نھیں ھے ، چنانچہ کتب اھل سنت میں ایسی بھت ساری روایات موجود ھیں ،لیکن ھم صرف صحیحین سے چند نمونے پیش کر تے ھیں :

۱۔,,,...حدثنا الحکم ؛قال: سمعت عبد الرحمٰن بن ابی لیلی؛ قال: لقینی کعب بن عجرة فقال:الااھدی لک ھدیةً؟ان النبی(ص) خرج علینا فقلنا، یا رسول اللہ ! لقد علمنا کیف نسلم علیک،فکیف نصلی علیک ؟ فقال(ص): قولوا!”اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوعَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ ،کَمَاْصَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبَرَاہِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰہُمَّ بَاْرِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّد،کَمَاْ بَاْرَکْتَ عَلٰی آلِ اِبَرَاْہِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ ۔“

حکم نے عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے نقل کیا ھے :

(ایک دن) کعب ابن عجرہ سے میری(عبد الرحمٰن ابن ابی لیلیٰ) ملاقات ھو ئی، تو اس نے مجھ سے کھا : کیا تو چاھتا ھے کہ تجھے ایک تحفہ پیش کروں؟وہ تحفہ یہ ھے کہ ایک مرتبہ رسول(ص)خدا ھمارے درمیان تشریف لائے، ھم لوگوں نے سلام کیا اور پوچھا:یا رسول اللہ (ص)!ھم نے آپ پر سلام کرنا تو سمجھ لیا !مگر صلوات کس طرح بھیجی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جائے؟ آپ(ص)نے جواب میں فرمایا:
" اَللّٰہُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍوَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ،کَمَاْصَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبرَاہِیْمَ،اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ، اَللّٰہُمَّ بَاْرِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ،کَمَاْ بَاْرَکْتَ عَلٰی آلِ اِبرَاْہِیْمَ، اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَجِیْدٌ۔"
" اے میرے معبود !رحمت نازل کر محمد وآل محمد پر،جس طرح تو نے رحمت نازل کی ابراھیم کی آل پر،بےشک تو بزرگ اور قابل حمد ھے، اے میرے معبود!اپنی برکت نازل فرما محمد وآل محمد پر، جس طرح تونے ابراھیم کی آل پر نازل کی ،بےشک تو صاحب مجد اور لائق تعریف ھے۔"[18]
۲۔,,... عن ابی مسعود الانصاری؛قال: أَتانارسول اللہ ،(ص)ونحن فی مجلس سعد بن عبادة ،فقال لہ بشر بن سعد،امرنا اللہ عزّوجلّ ان نصلی علیک یارسول اللہ !(ص) قال:فسکت رسول اللہ ،حتی تمنینا انہ لم یسئلہ،ثم قال رسول اللہ (ص): قولوا: اَللّٰھمَّ صَلِّ علی محمد وعلی آل محمد ،کما صلیت علی آل ابراھیم،وبارک علیٰ محمدوعلیٰ آل محمد،کما بارکت علیٰ آل ابراھیم فی العالمین،انک حمید مجید ،والسلام کما علمتم۔"
مسلم نے ابومسعود انصاری سے نقل کیا ھیکہ ابومسعود کھتے ھیں :
ھم سعد بن عبادہ کی نشست میں بیٹھے تھے کہ رسول(ص) تشریف لائے ،تو بشر بن سعد نے کھا : یا رسول اللہ(ص)!ھم کو خدا نے آپ پر صلوات بھیجنے کا دستور دیا ھے، مگر ھم کس طرح صلوات بھیجیں ؟
ابو مسعود کھتے ھیں :
رسول(ص) نے اس وقت سکوت فرمایااور اتنی دیر ساکت رھے کہ ھم نے کھا : کا ش بشریہ سوال نہ کرتا،اس وقت آنحضرت(ص) نے فرمایا: صلوات اس طرح بھیجو :
" اللّٰھم صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ کَمَاْ صَلَّیْتَ عَلٰی آلِ اِبرَاْہِیْمَ وَبَارِکْ عَلیٰ مُحَمَّدٍوَّ عَلیٰ آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلیٰ آلِ ابْرَاہِیْمَ فِیْ العَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"
اور سلام اسی طرح بھیجو جو تم جانتے ہو۔[19]

عرض مؤلف
اھل سنت کی کتب صحا ح و مسانیداور تواریخ و تفاسیرمیں دسیوں حدیثیں رسول(ص) اور آل رسول(ص) پر صلوات بھیجنے کے طریقہ کے بارے میں وارد ہوئی ھیں اوران سب میں جامع ترین تفسیر، دُرِّ منثور (سورہٴاحزاب کی تفسیر میں) ھے۔
لیکن آنحضرت(ص)کی آنکھیں بند ہونے کے بعد حکومت اور جاہ طلبی نے اس قدر مسلمانوں کو اندھا کردیا کہ جتنا ھو سکتا تھا اھل بیت (ع)کے فضائل کو چھپایا جانے لگا !چنانچہ صلوات میں بھی دھیرے دھیرے اھل بیت(ص) کے نام کو حذف کرکے، صرف رسول (ص)پر ناقص اور دم بریدہ صلوات بھیجنے پراکتفاء کرنے لگے ،حا لانکہ رسول(ص)خدانے ایسی صلوات بھیجنے سے بارھا منع فرمایا تھا، مگر افسو س آج بھی مسلمانوں کی یھی سیرت ھے کہ رسول(ص) پر دم بریدہ صلوات بھیج کر دشمنی اھل بیت(ع) کاکھلم کھلا ثبوت دے رھے ھیں ، جب کہ علمائے اھل سنت کی آنکھوں کے سامنے آج بھی یہ حدیثیں موجود ھیں ، بلکہ خود یہ لوگ ان حدیثوں کو نقل بھی کرتے ھیں ، لیکن عملی میدان میں اپنی گفتگو اور تحریروں کے اندر ان احادیث کے مضمون اور حکم رسول (ص)کی صریحا مخالفت کرتے ہوئے رسول(ص) پر صلوات بھیجنے کے بارے میں اپنے اباؤاجداد کی سنت پر عمل کرتے ھیں !لہٰذا اس جگہ دقت کرنے سے ھماری سمجھ میں صرف ایک ھی چیز آتی ھے اوروہ ھے اپنے آباؤ اجداد کی طرحا ھل بیت(ع) کے بارے میں شدید تعصب میں مبتلا ہونا!
[20]
" اور جب ان سے کہا جاتا ھے :جو کتاب خدا نے نازل کی ھے اس کی پیروی کرو ،تو وہ (چھوٹتے ھی یہ) کھتے ھیں : نھیں ھم تو اسی طریقہ پر چلیں گے جس پر ھم نے باپ داداؤں کو پایا، بھلا اگرچہ شیطان ان کے باپ داداؤں کو جھنم کے عذاب کی طرف بلاتارھا ہو، تو پھر کیا وہ ان کی پیروی کریں گے۔"

۵۔ کتب اھل سنت میں بارہ اماموں کا ذکر
اھل سنت کی معتبر کتابوں میں بارہ اما م خصوصاً امام مھدی ارواحنا لہ الفداء (عج) کے اوصاف کے بارے میں متعدد روایات موجود ھیں،یھاں تک کہ ان احادیث کی وجہ سے بعض علمائے اھل سنت نے اپنی اپنی کتابوں میں آخری امام کیلئے ایک مستقل فصل قرار دی ھے اور بعض نے امام عصر(ع) کے بارے میں مستقل کتابیں بھی لکھی ھیں،لیکن

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

فی الحال هم صحیحین سے اس بارے میں نقل شدہ روایات پیش کر نے پر اکتفا ء کرتے هیں :
١-,,...عن عبد الملک؛ سمعت جابر بن سمرة ؛قال: سمعت النبی(ص)یقول: یکون اثنیٰ عشراميرا، فقال کلمة، لم اسمعها،فقال ابی: انہ قال: کلهم من قریش“ [21]
عبد الملک نے جابر بن سمرہ سے نقل کیا هے:
میں نے رسول خدا(ص) سے سنا : آپ نے فرمایا: (میرے بعد میرے) بارہ امیر و خلیفہ ہوں گے، جابر کهتے هیں : دوسرا کلمہ میں نے ٹهیک سے نهیں سنا جس میں آنحضرت(ص) نے ان بارہ خلفاء کے بارے میں بتلایا تها کہ وہ کس قبیلہ سے ہوں گے، لیکن بعد میں میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے کها: وہ جملہ جو تم نے نهیں سنا وہ یہ تها کہ وہ تمام خلفاء قریش سے ہوں گے۔
مسلم نے بهی اس حدیث کو آٹھ سندوں کے ساتھ اپنی کتاب میں نقل کیا هے اور ا ن میں سے ایک حدیث میں اس طرح آ یا هے:
”...جابر بن سمرة؛ قال:انطلقتُ الی رسول(ص) اللّٰہ ومعی ابی، فسمعتہ، یقول: لایَزَالُ ہٰذَا الدین عَزِیزاً مَنِیعاً اِلیٰ اِثْنیٰ عَشَرَ خلیفةً؛ قال کلمة ،صَمَّنِیْہَا الناسُ؛ فقلتُ لابی ما قال؟ قال :کلهم من قریش“ [22]
جابر بن سمرہ کهتے هیں :
ایک مرتبہ میں اپنے والد بزرگوار کے ساتھ خدمت رسول خدا(ص) میں مشرف ہوا تو میں نے رسول(ص) سے سنا :آپ فرما رهے تهے: یہ دین الہٰی بارہ خلفاء تک عزیز اور غالب رهے گا،اس کے بعد دوسرا جملہ میں نہ سن سکا کیو نکہ صدائے مجلس سننے سے حا ئل ہوگئی تهی، لیکن میرے پدر بزرگوار نے کها :وہ جملہ یہ تها:یہ تمام بارہ خلفاء قریش سے ہوں گے۔

عرض مؤلف
اس حدیث کومختلف مضامین کے ساتھ اهل سنت کی اهم کتابوں میں کثرت کے ساتھ نقل کیا گیا هے اور یہ حدیث مسلمانوں کے دیگر فرقوں کے بطلان اور مذهب شیعہ کے حق ہونے پر ایک محکم و مضبوط دلیل هے، اس لئے کہ اس حدیث کا مضمون مذهب شیعہ کے علاوہ کسی اور فرقہٴ اسلامی کے رهنماؤں سے منطبق نهیں ہوتا،کیونکہ اهل سنت خلفائے راشدین (جو چار هیں) کے قائل هیں ، یا پهر امام حسن مجتبی (ع) کی خلافت کو ملا دیں توپانچ ہوتے هیں ، لیکن حدیث میں رسول(ص) نے بارہ فرمائے هیں ، لہٰذا ان کے مذهب سے یہ حدیث منطبق نهیں ہوتی اور اگر خلفائے بنی امیہ و بنی عباس کو ملایا جائے توسب سے پهلے یہ کہ ان کی تعداد بارہ سے زیادہ ہوتی هے۔دوسرے یہ کہ ان میں سے اکثرخلفاء اهل فسق و فجور تهے، انهوں نے اپنی ساری عمر گناہوں ،قتل، غارتگری و خونریزی ، شراب نوشی اور زناکاری میں گزاری لہٰذا رسول(ص) ان کو کیسے اپنا جانشین قرار دے سکتے هیں ؟! پهرجس طرح یہ حدیث اهل سنت حضرات کے خلفاء کی تعداد سے منطبق نهیں ہوتی اسی طرح فرقہٴزیدیہ،اسماعیلیہ ، فطحیہ، سے بهی منطبق نهیں ہوتی ،کیونکہ ان کے مذهب کے خلفاء کی تعداد ١٢ سے کم هے، لہٰذا صرف شیعہ اثنا عشریہ کے خلفاء کی تعداد سے منطبق ہوتی هے، ان میں سر فهرست مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور آخر حضرت مهدی حجة ابن الحسن العسکری (عج) ارواحنا لہ الفداء هیں ۔
٢- ... جابر بن عبداللہ وابوسعید قالا: قال رسول اللہ :یکون فی آخر الزمان خلیفة یقسم المال ولا یعدہ۔ [23]
جابر بن عبد اللہ اور ابوسعید نے رسول اکرم(ص) سے نقل کیا هے :
آپ(ص) نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں میرا ایک جانشین و امام ہوگا جو مال و ثروت کو(ناپ و تول کے ساتھ) تقسیم کرے گا نہ کہ گنے گا۔
٣- ... عن ابی سعید؛ قال: قال رسول اللہ : من خلفاء کم خلیفة یحشو المال حشیاً ولا یعدہ عداً۔ [24]
ابو سعید نے رسول خدا(ص) سے دوسری حدیث نقل کی هے ؛ آنحضرت(ص) نے فرمایا: تمهار ے خلفاء اور ائمہ میں سے ایک خلیفہ و امام وہ ہوگا جو مال کو مٹهی سے تقسیم کرے گا نہ کہ عدد و شمار سے۔
امام زمانہ (عج) کے بارے میں فاضل نَوَوی شارح صحیح مسلم؛ مذکور ہ حدیث کی لغت حل کرنے کے بعد لکهتے هیں :
سونا اور چاندی کی اس قسم کی تقسیم ک ا سبب یہ هے کہ اس وقت ان حضرت(ع) کی وجہ سے کثرت سے فتوحا ت ہوں گی جن سے غنائم اورمال وثروت فراوانی سے حا صل ہوگا اور آپ اس وقت اپنی سخاوت اور بے نیاز ی کا اس طرح مظاهرہ فرمائیں گے، اس کے بعد کهتے هیں : سنن ترمذی و ابی واؤد میں ایک حدیث کے ضمن میں اس خلیفہ کا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نام (مھدی) مرقوم ھے، اس کے بعد اس حدیث کو سنن ترمذ ی سے نقل کرتے ھیں کہ رسول(ص) نے فرمایا :قیامت واقع نھیں ہوگی جب تک میرے اھل بیت (خاندان)سے میرا ھمنام، جانشین ظاھر ھو کر عرب پر مسلط نہ ھو جائے۔
اس کے بعد نووی کھتے ھیں :
ترمذی نے اس حدیث کو صحیح جانا ھے اور سنن داؤد میں اس حدیث کے آخر میں یہ بھی تحریر ھے : ” وہ خلیفہ اس زمین کو عدل و انصاف سے اسی طرح بھر دے گا جیسے وہ ظلم و ستم سے بھری ہوگی۔“
۴۔ امام بخاری نے ابو ھریرہ سے نقل کیا ھیکہ آنحضرت نے فرمایا:
”کَیْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ اِبنُ مَرْیَم فِیکُم وَاِمامُکم مِنْکُمْ“[25]
تمھارا اس وقت خوشی سے کیا حال ہوگا جب ابن مریم حضرت عیسی تمھارے درمیان نازل ہوں گے اور تمھارا امام تم میں سے ہوگا؟
ابن حجر نے اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھا ھے کہ امام شافعی اپنی کتاب ”المناقب“ میں تحریر کرتے ھیں :
اس امت میں امام مھدی (ع)کا وجود اور آپ کا حضرت عیسی (ع) کو نماز پڑھانا حد تواتر کے طور پر ثابت ھے۔[26]
ابن حجر اس کے بعد کھتے ھیں :
بدر الدین عینی اس حدیث کی مفصل شرح کرنے کے بعد اس طرح نتیجہ گیری کرتے ھیں :
”حضرت عیسی (ع) کا اس امت مسلمہ کے امام مھدی(ع) کے پیچھے قیامت سے نزدیک آخری زمانہ میں نماز پڑھنا ،اس بات کی دلیل ھے کہ جو لوگ قائل ھیں کہ زمین کبھی حجت خد ا سے خالی نھیں ، وہ درست ھے اور ان کا یہ عقیدہ حق بجانب ھے۔“[27]
اور امام نووی”کتاب تہذیب الاسماء“ میں کلمۂعیسیٰ کے ذیل میں تحریر کرتے ھیں:
” حضرت عیسیٰ(ع) کا آخری زمانہ میں امام مھدی(ع) کے پیچھے نماز پڑھنے کیلئے آنا اسلام کی تائید اور تصدیق کی خاطر ھے ،نہ کہ اپنی نبوت اور مسیحت کو بیان کرنے کے لئے اور خدا وند متعال حضرت عیسیٰ(ع) کو امام مھدی (ع) کے پیچھے نماز پڑھواکر رسول (ص)اکرم کے احترام میں اس امت اسلام کو قابل افتخار بنانا چاھتا ھے۔“[28]
قارئین محترم! یہ تھی چند حدیثیں جوصحیحین میں وارد ہوئی ھیں ،جن سے بعض عقیدۂتشیع کی تائیدہوتی ھے،لیکن مذکورہ مطالب کو صحیح بخاری اورصحیح مسلم کے بعض متعصب شا رحین اور عصر حا ضر کے چند نام نھاد سنی مصنفین ہضم کرنے سے قاصر نظر آتے ھیں (اورنہ جانے کیوں ان مطالب کی بنا پر عارضۂ شکمِ درد میں مبتلا دکھائی دیتے ھیں!)اور بجائے اس کے کہ یہ لوگ ان حدیثوں کے مفھوم کے سامنے سرتسلیم خم کرتے،انھوں نے ایسی ایسی الٹی،سیدھی،ضد و نقیض اور غیر قابلِ قبول توجیھات و تاویلات نقل کی ھیں جو صریحا عقل و نقل کے خلاف ھیں ۔
چنانچہ عصرحا ضر کے بعض محققین جب ان توجیھات کے فساد کی طرف متوجہ ھو ئے تو انھوں نے سرے سے مذکورہ حدیثوں کی شرح کرنے سے گریز کرتے ہوئے ایک دوسرا راستہ اپنایا! مثلاً شیخ محمود ابوریہ اپنی کتاب میں اس حدیث کی شرح کرنے سے گریز کرتے ہوئے اس طرح لکھتے ھیں :
”یہ روایات مشکل ترین حدیثوں میں سے ھیں،جن کا سمجھنا بھت دشوار ھے، بلکہ اس کے واقعی مفھوم کو درک کرنا ھمارے امکان میں ھے ھی نھیں، لہٰذا ان حدیثوں کی تشریح کے بجائے ھ میں اپنا گرانقدروقت اور اپنی قیمتی عمر دوسرے مفیدعلمی مطالب میں صرف کر نی چاھیئے۔‘ ‘[29]

عرض مؤلف
جی ھاں!جو احادیث ان کے عقیدہ کے خلاف ہوتی ھیں، وہ ان کے نزدیک قابلِ بحث و تمحیث اور لائق تشریح و تو ضیح نھیں ہوا کرتیں!!ان کا واقعی مفھوم درک(ہضم) کرنا ان کے بس میں نھیں ہوتا!!حقائق بیان کرنے سے یونھی جان چرائی جاتی ھے ،اللہ بچائے ایسے ناحق شناسوں سے ۔

۲۔ فضا ئل علی علیہ السَّلام صحیحین کی روشنی میں
ابھی تک ھم نے اھل بیت علیھم السلام اور بارہ اماموں کے فضائل کے بارے میں بطور عموم صحیحین سے روایات آپ کی خدمت میں نقل کیں ھیں اب ھم فرداً فرداً اھل بیت کے فضائل میں صحیحین سے روایات نقل کرتے ھیں،چنانچہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے فضائل سے شروع کرکے حضرت فاطمہ زہر ا سلام اللہ علیہا پھر حسنین علیہما السلام کے مشترکہ فضائل ذکر کریں گے، اس کے بعد ان میں سے ہرایک کے علیٰحدہ فضائل بیان کریں گے ۔

پہلی فضیلت: د شمنانِ علی دشمنانِ خد ا ہیں
۱-,,...عن ابی ذرقال نزلت الآیة:[30] فی ستة مِن قر یشٍ عَلِی وَحَمزَة وَ عُبَیدَة بنِ الحا رث،و شیبة بن ربیعة وعُتبة بن ربیعة والولید بن عتبة“[31]
ابوذر کہتے ہیں :
یہ آیتدو قریش کے گروہ جو راہ خدا میں آپس میں دشمنی اور عداوت رکھتے تھے یہ آیت تین خالص مومن اور قریش کے تین کافروں کے بارے میں نازل ہوئی ہے یعنی علی (ع) ، حمزہ(ع)، عبیدہ بن حا رث، یہ توحید کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے لڑے اور عتبہ ، شیبہ، ولید، یہ توحید کے پرچم کو سرنگوں کرنے کے لئے لڑے۔
۲-,,... قیس بن عباد عن علی (ع)؛ فینا نزلت ہٰذہ الآیة:< ہَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِیْ رَبِّہِمْ>-[32]
قیس بن عباد حضرت علی علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں :
آیہٴ < ہَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِی رَبِّہِمْ> ہماری شان میں نازل ہوئی ۔

دوسری فضیلت : حضرت علی (ع) کی محبت ایمان کی پہچان اور آپ کی دشمنی نفاق کی علامت ہے
۳-,,...عن عدی بن ثابت عن زر؛قال: قال علی(ع): والَّذی فلق الحبة و برئ النسمةانہ لعهد النبی(ص) الا می الی، اَنْ لَایُحِبَّنِی اِلَّا مُوٴمِنٌ وَلاَیَبْغِضُنِی اِلَّا مُنَافِقٌ“
عدی بن ثابت زر سے نقل کرتے ہیں :
امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا : قسم اس ذات وحدہ لاشریک کی جس نے دانہ کو شگافتہ اور مخلوق کو پیدا کیا کہ یہ رسول(ص) کا مجھ سے عہد و پیمان ہے کہ مجھے دوست نہیں رکھے گ ا سوائے مومن کے اور مجھ سے دشمنی نہیں کرے گ ا سوائے منافق کے-[33]

تیسری فضیلت :علی (ع) کی نماز رسول(ص)کی نماز ہے
...”عن مُطَرِّف بن عبداللہ عن عمران بن حصین؛قال:صلی مع علی علیہ السلام بالبصرة،فقال:ذکرناہٰذا الرجل صلٰوة نصلیهامع رسول(ص)اللّٰہ، فذکرانہ کان یکبرکلمارفع ،وکلماوضع“[34]
مطرف بن عبد اللہ کہتے ہیں :
ایک مرتبہ عمران بن حُصَین نے بصرہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پیچھے نماز پڑھی تو کہنے لگے : آج تو میں نے وہ نماز پڑھی ہیجو رسول(ص) کے پیچھے پڑھا کرتا تھا، کیونکہ رسول(ص) بھی ایسے ہی رکوع و سجود نشست و برخواست میں تکبیر کہا کرتے تھے۔

چوتھی فضیلت:رسول(ص) کاحضرت علی(ع)کو ابو تراب کالقب دینا
”... عن ابی حا زم؛ ان رجلاً جاء الی سهل بن سعد، فقال: ہٰذا فلان (امیرالمدینة) یدعوعلیاً عند المنبر، قال : فیقول: ماذا قال؟یقول لہ ابو تراب، فضحک، قال:واللہ ما سماہ الا النبی، وما کان لہ اسم احب الیہ منہ۔ [35]
ابو حا زم کہتے ہیں :
ایک مرد سهل ابن سعد کے پاس آیا اورکہنے لگا: فلاں شخص (ا میر مدینہ)رسول(ص) کے منبر کے پاس حضرت علی (ع) کو برا بھلا کہتا ہے، سهل بن سعد نے اس سے پوچھا : وہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا : علی کو ابوتراب کہتا ہے، سهل یہ سن کر مسکرائے اور کہنے لگے : قسم بخدا یہ نام اور لقب انہیں رسول خدا(ص) کے سوا کسی نے نہیں دیا اور حضرت علی علیہ السلام اس لقب کو دیگر تمام لقبوں سے زیادہ پسند کرتے ہیں ۔

عرض مؤلف جیساکہ متن حدیث میں آیا ہے کہ لقب ِ ابو تراب وہ لقب تھا جس سے امیرالمؤ منین (ع)خوش ہوتے اور اس پر افتخار کرتے تھے،لیکن دشمنان علی (ع) کو یہ لقب بھی گراں گزرا ،لہٰذا چونکہ اس سے انکار نہیں کرسکتے تھے اس لئے انہوں نے اس میں ایسی تحریف کردی کہ حضرت امیر لمؤمنین (ع) (ع)کی اس لقب سے فضیلت ظاہر نہیں ہوتی،چنانچہ اس لقب کے عطا کرنے کے بارے میں انہوں نے ایسی روایات جعل کیں جن سے امام المتقین

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حضرت امیر(ع) کی منقصت ظاھر ھو تی ھے، انشاء اللہ جلد سوم میں ھم اس حدیث کے اور ان دیگر احادیث پر جن سے مولا علی (ع) کی قدح ظاھر ہوتی ھے، کے اسبابِ جعل پر اگر خدا نے توفیق عنایت کی تو بحث کریں گے ۔

پانچویں فضیلت : علی (ع)سب سے زیادہ قضاوت سے آشنا تھے
امام بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ھے:
حضرت عمر نے کھا: حضرت علی (ع)ھم میں سب سے زیادہ قضاوت سے آشنا ھیں ۔" وَاَقْضَاْنَاْعَلِیٌّ "[36]

عرض مؤلف
خلیفہ ٴ دوم کا اعتراف خود اپنی طرف سے نہ تھا بلکہ رسول(ص) اسلام نے بارھا اس جملہ کو لوگوں کے سامنے فرمایا تھا کہ علی (ع)اصحا ب میں سب سے زیادہ علم قضاوت رکھتے ھیں اور کبھی آپ فرماتے تھے کہ علی (ع)اس امت میں سب سے زیادہ علم قضاوت رکھتے ھیں ۔[37]
بھر حال قابل توجہ نکتہ یھاں پر یہ ھے کہ مسئلہٴ قضاوت میں تقواو پرھیزگاری کے علاوہ وسیع معلومات اور کافی آگاھی کاھو نا ضروری ھے اورجب تک ان علو م سے آشنا نھیں ھو سکتا قضاوت کرنا نا ممکن امر ھے ، لہٰذا حضرت علی علیہ السلام کا بقول مرسل اعظم علم قضاوت میں سب سے زیادہ آشنا ہونا اس بات کی دلیل ھے آپ(ع) سب سے زیادہ علم و آگاھی رکھتے تھے، گویا "اَقْضَاْھُم " کا جملہ " اَعْلَمُھُمْ" او ر "اَتَقَاْھُمْ " وغیرہ ...کی جگہ استعمال کیا گیا ھے ۔

چھٹی فضیلت : علی (ع) خدا و رسول(ص) کو دوست رکھتے تھے اور خدا و رسول(ص) آپ کو
"... عن سھل بن سعد؛ قال: قال النبی(ص): یوم خیبر" لَاُعْطِیَنَّ الرَّاْیَۃَ غَداً رَجُلاً یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ "
فبات الناس لیلتھم ایھم یُعطٰی؟ فغدَوْا کلھم یرجوہ فقال(ص): این علی(ع)؟ فقیل :یشتکی عینیہ، فبصق فی عینیہ ،ودعی لہ، فبرء کأن لم یکن بہ وجع،فاعطاہ، فقال(ع): اُقاتلھم حتی یکونوا مثلنا ؟ فقال: انفذ علی رِسْلِکَ حتیٰ تَنْزِلَ بِساحَتِھم، ثم ادعھم علی الاسلام، واخبرھم بما یجب علیھم ،فواللہ لِأَن یھدی اللہ بک رجلا،خیرٌ لک من ان یکون لک حمر النعم۔[38]
سھل بن سعد نے رسول اسلام(ص) سے نقل کیا ھے:
"رسول خد(ص)ا نیجنگ خیبر کے دن یہ ارشاد فرمایا:
" لَاُعْطِیَنَّ الرَّاْیَۃَ غَداً رَجُلاً یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہُ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہُ "
کل میں ایسے مرد کو علم دوں گا جو اللہ و رسول(ص)کو دوست رکھتا ھو اور اللہ و رسول (ص)اسے دوست رکھتے ہوں۔ سھل کھتے ھیں: اس شب تمام لشکر اسلام کو چین کی نیند نہ آئی، کیونکہ ھر شخص اسی انتظارمیں تھا کہ کل مجھے علم اسلام مل جائے لیکن رسول(ص) نے ارشاد فرمایا : علی(علیہ السلام) کھاں ھیں ؟
لوگوں نے کھا: ان کی آنکھوں میں درد ھے(آپ نے مولا علی (ع) کو طلب فرما کر) آپ کی آنکھوں میں لعاب دھن لگادیا اور دعا فرمائی:(اے اللہ علی (ع) کو شفا یاب فرما دے)رسول(ص) کی دعا کے نتیجہ میں آپ(ع) کی آنکھیں ایسی ٹھیک ہوگئیں جیسے کہ آپ کی آنکھوں میں درد ھی نہ تھا چنانچہ رسول(ص) نے علم اسلام کو آپ کے ھاتھوں میں دے دیا، آپ(ع) نے فرمایا: یا رسول اللہ!(ص) کب تک جنگ کروں؟ کیا اس وقت تک جنگ کروں جب تک کہ وہ ایمان وعمل میں ھماری جیسے نہ ھو جائیں ؟
رسول(ص) نے فرمایا: اے علی (ع)!اس لشکر کفار کی طرف حرکت کرو ،او رانھیں دعوت اسلام دو، انھیں قوانین اسلام سے آگاہ کرو ،کیونکہ قسم بخدا اگر خدا نے تمھارے ذریعہ سے ایک شخص کو بھی ھدایت فرمادی تو وہ تمھارے لئے سرخ اونٹوں سے بھتر ہوگا۔
مسلم نے اس حدیث کو کچھ اضافہ کے ساتھ بھی نقل کیا ھے :
,,...عن ابی ھریرۃ؛ان رسول اللہ قال یوم خیبر:" لَاُعْطِیَنَّ ہٰذِ ہِ الرَّاْیَۃَ رَجُلاً یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہ یفتح ا للّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ" قال عمر بن الخطاب:ماحببت الامارۃ الایومئذٍ،فتساورت لھارجاء ان ادعی لھا،فدعی رسول اللہ علی بن ابی طالب:فاعطاہ ایاھا،وقال امش ولاتلتفت حتی یفتح ا للہ علیک،قال:فسارشیئاًثم وقف ولم یلتفت، فصرخ یارسول اللہ !علی ماذا اقاتل الناس؟قال:وقاتلھم حتی یشھدواان لاا لہ الا اللہ و ان محمداًرسول اللہ،فاذافعلوا ذالک،فقدمنعوا منک دمائھم و اموالھم، الا بحقھا وحسابھم علی اللہ "[39]
ابو ھریرہ نقل کرتے ھیں :

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

رسول(ص) نے بروز جنگ خیبر یہ ارشاد فرمایا:آج میں اسلام کا علم ایسے مرد کو دوں گا جو اللہ ا ور رسول(ص) کو دوست رکھتا ھے اور اللہ اس کے دونوں ھاتھوں پہ فتحیابی بخشے گا،حضرت عمر کھتے ھیں : جب رسول(ص) نے یہ اعلان کیا تو مجھے بھی علم لینے کا دوبارہ اشتیاق ہوا ،چنانچہ آپ کھاکرتے تھے: روز خیبر سے پہلے مجھے کبھی علم اسلام اٹھا نے کا شوق نھیں ہوا! لہٰذا جب میں نے یہ اعلان سنا تو میں بھی(رسول(ص) کے پاس دوڑ کر گیا اور) علم کے ارد گرد گھومنے لگا!اس امید میں کہ (رسول (ص)مجھے دیکھ لیں اور) علم مل جائے لیکن (افسوس) یہ افتخار علی (ع) کو حا صل ہوااور رسول(ص) نے علی(ص) کو بلایا اور علم آپ کے ھاتھوں میں دینے کے بعد فرمایا : اے علی (ع) ! دشمن کی طرف حرت کرو تاکہ خدا تمھارے ھاتھوں کے ذریعہ اس قلعہ کو فتح کرے ۔
حضرت عمر کھتے ھیں : علی (ع) تھوڑی دور آگے بڑھے اور رک گئے، بغیر اس کے کہ اپنا چھرہ پیغمبر(ص) کی طرف گھماتے ، دریافت فرمایا: اے رسول(ص)! ان لوگوں سے کب تک جنگ کروں ؟ آپ(ص) نے فرمایا :اے علی (ع)! جنگ کرو جب تلک کہ یہ لوگ خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کا اقرارنہ کرلیں اور جب ان دوباتوں کو یہ لوگ قبول کرلیں تو ان کا خون ومال محفوظ ہوجائے گا اور ان کا حساب پھر خدا کے اوپر ھے ۔

ساتویں فضیلت : حضرت علی (ع) کی رسول(ص) کے نزدیک وھی منزلت تھی جو ھارون کی موسیٰ کے نزدیک
„ ... عن مصعب بن سعد عن ابیہ؛ ان رسول اللہ (ص)خرج الی تبوک واستخلف علیاً ،فقال:أ تخلفنی فی الصبیان والنساء؟قال رسول اللّٰہ:“اَلاَ تَرضیٰ اَنْ تَکُوْنَ منیِّ بِمَنْزِلَةِ هارُوْنَ مِنْ مُوْسیٰ،اِلاَّ اَنہَّ لَیْسَ نَبِیٌّ بَعْدِیْ“[40]
مصعب بن سعد نے اپنے باپ سے نقل کیا ھے:
جب رسول اسلام(ص) جنگ تبوک کیلئے خارج ہوئے اور آپ نے علی (ع) کو مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا ،تو حضرت علی علیہ السلام نے دریافت کیا : یا رسول اللہ !آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑیجا رھے ھیں ؟
رسول(ص) نیجواب میں ارشاد فرمایا: اے علی (ع) !تمھاری میرے نزدیک وھی منزلت ھیجو ھارون(ع) کی موسی (ع) کے نزدیک تھی بس فرق اتنا ھے کہ وہ موسیٰ (ع)کے بعد نبی تھے اور تم میرے بعد نبی نھیں ہو ۔

عرض مؤلف
محتر م قارئین !مذکورہ حدیث شیعہ وسنی دونوں کے درمیان متفق علیہ ھے ، یہاں تک کہ آپ کے پکے دشمن معاویہ نے بھی اس حدیث سے انکار کرنے کی جرأت نھیں کی ھے! اس حدیث میں رسول(ص)خدا نے علی (ع) کو تما م چیزوں میں ھارون سے تشبیہ دی ھے اورصرف نبوت کو خارج کیا ھے یعنی ھارون اور علی (ع) کے درمیان صرف نبوت کا فرق ھے بقیہ تمام اوصاف،کمالات، منصب اور مقام میں باھم شریک ھیں ، کیو نکہ اگر فرق ہوتا تو رسول(ص) نیجس طرح نبوت کو جدا کر دیا،اسی طرح دوسری جھت کو بھی جدا کر دیتے، لہٰذا رسول(ص) کا دیگر مناصب و کمالات سے استثنا ء نہ کرنا بیّن دلیل ھے کہ آپ میں ھارون(ع) کے تمام اوصاف پائیجانے چاھیئے تب تشبیہ صحیح قرار پائے گی اور جاننا چاھیئے کہ جناب ھارون مندجہ ذیل منصب اور کمال پر فائز تھے لہٰذا مولا علی (ع) میں یہ اوصاف پائیجانے چاھیئے تاکہ تشبیہ صحیح قرار پائے :
۱۔ مقام وزارت :جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ نبوت کے علاوہ تمام اوصاف علی (ع) میں پائیجانے چاھیئے تب مذکورہ تشبیہ صحیح ہوگی، لہٰذا جس طرح حضرت موسی (ع)کے بھائی ھارون (ع) آ پ کے وزیر تھیجیساکہ قرآن میں ارشاد ہوا
[41]:
اسی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی رسول اسلام(ص) کے وزیر ھیں ، یھی وجہ ھے کہ ر سول(ص) نے متعدد جگہوں پر علی (ع) کے لئے اپنی وزارت کا اظھار کیا ھے۔
۲۔ مقام اخوت و برادری :جس طرح ھارون موسی (ع) کے بھائی تھے اسی طرح علی (ع) بھی رسول(ص) کے(رشتہ اور روحا نی اعتبار سے) بھائی ھیں ۔
۳۔ مقام خلافت:جس طرح موسی (ع)نے ھارون کو کوہ طور پر جانے کے وقت اپنا خلیفہ بنایا:[42]
جناب ھارون(ع) بنی اسرائیل کے درمیان حضرت موسی (ع) کے خلیفہ اور جانشین قرار پائے اور حضرت موسیٰ (ع)نے ھارون کی اطاعت کو بنی اسرائیل پر واجب قرار دیااور ھارون(ع) کو وصیت کی کہ رسالت کی تبلیغ کریں اور میرے دین کو وسعت دیں ، اسی طرح حضرت علی علیہ السلام رسول اسلام(ص) کے خلیفہ اور جانشین ھیں ۔
۴۔ مقام وصایت: جب تک موسی (ع) زندہ تھے ھارون موسیٰ کے خلیفہ اور جانشین تھے، لہٰذا اگر حضرت موسیٰ (ع)

(ع)وفات پا جاتے تو یقینا حضرت ہارون (ع)ہی ان کے وصی قرار پاتے، لیکن ہارون(ع) کا انتقال جناب موسیٰ کی حیات میں ہو گیاتھا،بہرحال جس طرح حضرت موسی (ع)کے ہارون(ع) وصی ہوتے اسی طرح حضرت علی (ع) بھی مذکورہ حدیث کے مطابق پیغمبر (ص)کے وصی ہیں ۔
۵۔ مقام معاونت:جس طرح جناب ہارون حضرت موسی علیہ السلام کے قوت بازو اور امر رسالت میں معاون تھے ،جیساکہ قرآن میں جناب موسی (ع) کی ہارون(ع) کے بارے میں دعا اور اس کے قبول ہونے کے الفاظ آئے ہیں : [43]
اسی طرح حضرت علی علیہ السلام بھی اس صریح حدیث کے مطابق رسول(ص) کے قوت بازو اور معاونِ رسالت تھے ،البتہ خلافت اور جانشینی کے اعتبار سے نہ نبوت کے لحا ظ سے ۔
بہرحال مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ بات بھی ثابت ہو جاتی ہے کہ رسول(ص) اسلام کی نظر میں آپ کی زندگی اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے نزدیک سب سے بہترین اور خیر امت حضرت علی (ع) تھے اور جس طرح بنی اسرائیل پر ہارون کی اطاعت واجب و لازم تھی، اسی طرح امت محمدی پر رسول(ص)کی زندگی میں احترام علی (ع) واجب تھا اور رسول(ص) کی وفات کے بعد آپ کی اطاعت واجب و لازم تھی کیونکہ رسول(ص) کی وفات کے بعد حضرت امیر (ع)،افضل الناس ،ناصر رسول(ص)اور آنحضرت (ص)کے حقیقی جانشین تھے ۔

ایک قا بل توجہ نکتہ
اس جگہ ایک غلط فہمی کا ازالہ کر دینا لازم سمجھتا ہوں وہ یہ کہ بعض اہل سنت یہ سمجھتے ہیں کہ رسول(ص) نے حدیثِ منزلت صرف جنگ تبوک کی طرف روانہ ہوتے وقت ارشاد فرمائی تھی(اس کے بعد کھیں نہیں فرمایا) لہٰذا حضرت علی(ص) کی خلافت ایک زمانہ کے لئے مخصوص اور محصور ہے،برادرم ایسا نہیں ہے بلکہ اہل سنت کی متعدد معتبر کتابوں کے مطابق رسول(ص)نے تقریباًچھ موارد پر یہ حدیث اختلاف زمان و مکان کے ساتھ ارشاد فرمائی ہے ، لہٰذا حدیثِ منزلت کو ایک خاص زمانہ میں منحصر نہیں کیا جاسکتا ۔[44]

۳۔ فضائل بنت رسول (ص)؛صحیحین کی روشنی میں

۱۔حضرت فاطمہ زہراسلام اللہ علیہاجنت کی عورتوں کی سردار ہیں

۔۔۔،،،عن عائشة؛ قالت: اقبلت فاطمة(س) تمشی کَاَنَّ مِشْیَتَہا مَشْیُ النبی(ص)، فقال النبی(ص) :مرحباً بابنتی، ثم اجلسها عن یمینہ اوعن شمالہ، ثم اسر الیها حدیثا،فبکت فقلتُ لها:لم تبکین؟ ثم اسر الیها حدیثاً ،فضحکت فقلت: ما رایت کالیوم فرحا اقرَب من حزن، فسالتها عما قال، فقالت: ما کنت لِاُفشِیَ سِرَّ رسول(ص) اللّٰہ حتی قُبِض النبی(ص)، فسأَلتها: فقالت: اسرَّ اِلَیَّ: ان جبرئیل کان یعارضنی القرآنَ کل سنة مرّة ،و انہ عارضنی العام مرتین، و لا اُراہ الاحضراجلی،وانک اول بیتی لحا قابی، فبکیت،فقال: اَماَ تَرْضَیْنَ اَنْ تَکُوْنِی سَیِّدَة نِساٰءِ اَھل الجَنَّةِ اَوْ نَسَاْءِ اْلْمَوْمِنِیْن، فَضَحِکْتُ لذالک“
حضرت عائشہ کہتی ہیں :
ایک مرتبہ حضرت فاطمہ زہر ا سلام اللہ علیہا رسول(ص) کی خدمت میں آئیں تو میں نے دیکھا آپ کی رفتار بالکل رسول(ص) کی رفتار کی طرح تھی رسول(ص) دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا: مرحباً یافاطمہ! اور اپنے داھنے یا بائیں چپ میں بٹھایا اورچپکے کچھ فرمایا، جسے فاطمہ(س) سن کر رونے لگیں ، میں نے پوچھا :گریہ کرنے کی کیا علت ہے؟
اس کے بعد پھررسول(ص) نے چپکے کچھ فرمایا جسے فاطمہ(سلام اللہ علیہا)سن کر ہنسنے لگیں ، میں نے کہا: آج تک میں نے یوں حزن کے فوراً بعد سرور نہیں دیکھا ،آج ایسا کیوں ؟ میں نے فاطمہ(س) سے پوچھنا چاھا کہ رسول(ص) نے مخفیانہ کون سی بات بتلائی ہے، لیکن حضرت فاطمہ(ص) نے کہا: میں اپنے باپ کے راز کو فاش نہیں کروں گی، جب رسول (ص)رحلت فرما چکے، تو میں نے حضرت فاطمہ زہر ا(سلام اللہ علیہا)سے دو مرتبہ اس بارے میں پوچھا، تو حضرت فاطمہ زہرا (سلام اللہ علیہا) نے فرمایا:وہ مخفی بات یہ تھی کہ رسول(ص) نے مجھ سے فرمایا : ہر سال جبرئیل میرے اوپر ایک مرتبہ قرآن کو پیش کرتے تھے، لیکن اس سال دو مرتبہ پیش کیا ہے اور اس کی علت اس کے سوا کچھ نہیں کہ میری موت قریب آچکی ہے اور مجھ سے سب سے پہلی جو ملحق ہوگا وہ تم ہوگی، اے میری بیٹی! یہ سن کر میں رونے لگی، لیکن رسول(ص) نے فرمایا: اے فاطمہ! کیا تم خوش نہیں کہ تم جنت

کی عورتوں کی یا مومنین کی عورتوں کی سردار ہو ،یہ سن کر میں خوش ہوگئی-[45]

۲۔ حضرت فاطمہ(ص) پیغمبر اسلام (ص)سے سب سے پہلے ملاقات کریں گی
”... عن عائشة قالت: دعیٰ النبی(ص) فاطمة ابنتہ فی شکواہ الذی قبض فیہ، فسارھا بشیءٍ، فبکت، ثم دعاھا فسارھا، فضحکت، قالت:فسألتھا عن ذالک، فقالت سارنی النبی، فاخبرنی انہ یقبض فی وجعہ الذی توفی فیہ، فبکیت، ثم سارنی فأخبرنی انی اول اھل بیتہ اتبعہ، فضحکت“-[46]
امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ سے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ھے :
رسول (ص)نے اپنی بیٹی فاطمہ (س) کو مرض الموت میں بلایااور کسی چیز کو مخفی طور پر بتلایا جس کی وجہ سے آپ کی بیٹی رونے لگیں ، اس کے بعد حضرت فاطمہ زھرا (س) کو اپنے پ ا س بلاکر کچھ ایسی بات بتلائی کہ فاطمہ (س)ھنسنے لگیں ۔ عائشہ کھتی ھیں کہ میں نے فاطمہ(س) سے اس طرح ھنسنے اور رونے کی علت پو چھی، تو آپ نے کھا : رسول (ص)نے پھلے مجھ سے فرمایا : اس مرض میں میری موت واقع ھو جائے گی ، تو میں رونے لگی ، لیکن اس کے بعد آپ نے فرمایا: میرے خاندان میں سب سے پھلے تم میرے پاس آوٴگی تو میں ھنسنے لگی۔

۳۔ حضرت فاطمہ زھرا ء(ع)جگر گوشہٴرسول تھیں
”قال رسول(ص) اللّٰہ: فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِّنِیّ فَمَنْ اَغْضَبَہَا اَغْضَبَنِی“[47]
امام بخاری نے رسول (ص)سے نقل کیا ھے:
آنحضرت(ص) نے ارشاد فرمایا: فاطمہ(س) میریجگر کا ٹکڑا ھے، جس نے اس کو غضبناک کیا ،اس نے مجھے غضبناک کیا۔
رسول اسلام(ص) سے دوسری روایت امام بخاری اس طرح نقل کرتے ھیں :
”فانما ھی بضعة منی یریبنی ما ارابھا و یوٴذینی ماآذاھا “ 3
رسول (ص)نے فرمایا :فاطمہ (س) میریجگر کا ٹکڑا ھیجس نے اس کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا، جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی ۔
مسلم نے بھی اس روایت کو مختصر فرق کے ساتھ نقل کیا ھے-4

۴۔ تسبیح حضرت فاطمہ زھراء سلام اللہ علیھا
,,...عن علی(ع) ؛ان فاطمة (ع) شکت ما تلقی من اثرالرحیٰ، فاتی النبی(ص) سبی، فانطلقت، فلم تجدہ، فوجدت عائشة ، فاخبرتھا، فلما جاء النبی اخبرتہ عائشة بمجیء فاطمة، فجاء النبی(ص) الینا ،وقد اخذنا مضاجعنا ،فذ ھبنا نقوم، فقال:علی مکانکما فقعد بیننا حتی وجدت برد قدمیہ علی صدری، وقال: الا اعلمکما خیراً مم ا سئلتمانی؟ اذا اخذ تما مضاجعکما تکبراربعاً وثلاثین، و تسبحا ہ ثلاثاً وثلاثین ،و تحمدا ثلاثاً وثلاثین، فھوخیر ٌلکما من خادم ۔“
امام بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی کتابوں میں حضرت علی (ع) سے نقل کیا ھے:
حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیھا کے ھاتھ چکی چلاتے چلاتے زخمی ھو چکے تھے، انھیں دنوں پیغمبر(ص) کے پاس کچھ اسیر لائے گئے، تو شہزادی کونین رسول(ص) کی خدمت میں گئیں ،تاکہ خدمت گزاری کے لئے ایک کنیز طلب کریں ،لیکن رسول(ص) کو خانہٴمقدس میں نہ پایا لہٰذا سارا واقعہ عائشہ سے کہہ دیا ،جب رسول خدا(ص) اپنے خانہٴ اقدس میں تشریف لائے تو عائشہ نے سارا واقعہ سنادیا۔
حضرت امیر الموٴمنین (ع) فرماتے ھیں : جب یہ قضیہ رسول(ص) نے سنا تو فوراً ھمارے گھر کی طرف روانہ ہوگئے، ھم لوگ استراحت کے لئیجاچکے تھے کہ رسول(ص) وارد خانہ ہوئے، ھم لوگوں نے چاھا کہ آپ کے احترام میں کھڑے ہوں ،لیکن آپ نے منع کیا اور فرمایا:کیا میں تم کو ایسا عمل بتلادوں جو اس سے بھتر ھو جس کی تم نے خواھش کی ھے؟
دیکھو ! جب تم سونے لگو تو : ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کھو ، ۳۳ مرتبہ سبح ا ن اللہ اور اتنی ھی مرتبہ الحمدللہ یہ عمل خدمت گزار سے بھتر ھے ۔ [48]

۵۔ رسول(ص) سے حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا کی محبت
۱-,,...عن ابن مسعود؛ قال بینما رسول اللہ (ص) یصلی عند البیت ،وابوجھل واصحا ب لہ جلوس و قد نحرت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جزوربالامس، فقال ابوجهل: ایکم یقوم الی سلا جزور بنی فلان فیأخذہ فیضعہ فی کتفی محمد(ص) اذ ا سجد؟فا نبعث اشقی القوم فاخذہ، فلماسجد النبی(ص)،وضعہ بین کتفیہ ،قال: فاستضحکو ا وجعل بعضھم یمیل علی بعض، وانا قائم ،انظر لوکانت لی منعة طرحتہ عن ظھررسول اللہ ، (ص)والنبی(ص) ساجد ما یرفع راسہ ،حتی انطلق انسان، فاخبر فاطمة (س) فجائت وھی جویریة، فطرحتہ عنہ ،ثم اقبلت علیھم تشمتھم ،فلما قضی النبی(ص) صلاتہ، رفع صوتہ، ثم دعا علیھم “[49]

امام بخاری اور مسلم نے عبد اللہ ابن مسعود سے نقل کیا ھے:

ایک مرتبہ رسول اسلام(ص) خانۂ کعبہ کے پاس نماز پڑھ رھے تھے اور ابوجھل اور اس کے(نمک خوار) ساتھی بھی وھیں موجود تھے، ابوجھل نے اپنے ساتھیوں سے کہا : کون ھیجو فلاں شخص کے اونٹ کی اجھڑی کو لاکر سجدے کی حا لت میں اس مرد (رسول(ص)) کی پشت پر ڈال دے؟ ان میں سے ایک بد بخت شخص کھڑا ہوا اور اس نے غلاظت کو اٹھا کر جب آنحضرت(ص)سجدہ میں گئے تو آپ کی پشت پر ڈال دیا،ابو جھل اور اس کے ساتھی یہ منظر دیکھ کر کھل کھلاکر اتنی زور سے ھنسنے لگے کہ خوشی کہ وجہ سے ایک دوسرے پر گرے جارھے تھے،ابن مسعود کہتے ھیں : میں اس واقعہ کو دیکھ رھا تھا اور یہ سوچ رھا تھا کہ کاش میں اتناطاقتو ر ہوتا کہ اس غلاظت کو رسول (ص)کے اوپر سے اٹھاکرپھینک دیتا ،تاکہ رسول(ص) کو اذیت نہ ہوتی،ابھی رسول(ص) سجدہ ھی میں تھے کہ کسی نے فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا کو اس کی اطلاع دے دی ، آپ آئیں اور آپ ابھی بہت چھوٹی تھیں ، بھرحا ل آپ نے اس غلاظت کو صاف کیا اور ان لوگوں کو برا بھلا کھا ،جب رسول(ص) نماز سے فارغ ہوئے تو بلند آواز سے ان لوگوں کے لئے بد دعا کی۔

۲۔ ,,...عن ابن ابی حا زم عن ابیہ؛ انہ سمع سھل بن سعد ؛یسئل عن جرح رسول اللہ ،یوم احد: فقال: جرح وجہ رسول اللہ (ص) وکسرت رباعیتہ، وھشمت البیضة علی راسہ، فکانت فاطمة (س) بنت رسول اللہ (ص) تغسل الدم، وکان علی بن ابی طالب یسکب علیھا بالمجن، فلما رأت فاطمة (س) ان الماء لا یزید الدم الا کثرة، اخذت قطعة حصیر، فاحرقتہ حتی صاررماداً ،ثم الصقتہ بالجرح، فاستمسک الدم ۔ “

امام مسلم نے ابن ابو حا زم سے اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ھے:

سھل بن سعد سے پوچھا گیا کہ رسول(ص) کو روز جنگ احد کیسے زخم آئے ؟ تو سھل نے کھا ھاں اس دن آپ اس قدر مجروح ہوگئے تھے کہ آ پ کے دندان مبارک بھی شھید ہوگئے تھے اور آپ کے سر کا خود بھی ٹوٹ گیا تھا (جس کی وجہ سے آپ ک ا سر بھی زخمی ہوگیا تھا)اس وقت رسول(ص) کی تیمار داری علی (ع) اور فاطمہ (ع) کر رھے تھے، علی (ع) اپنی سپر کے ذریعہ پانی ڈال رھے تھے اور فاطمہ (بنت رسول(ص))آپ کے چھرے کو دھو رھی تھیں،جب فاطمہ (س) نے دیکھا کہ پانی سے خون نہیں بند ھو تا تو آپ نے چٹائی کا ایک ٹکڑا جلاکر راکھ کیا اور اس کو رسول(ص) کے زخم پر رکھ دیا جس سے خون بند ہوگیا ۔ [50]

۶۔ حضرت فاطمہ زھرا(ص) کارسول(ص) کی وفات پربیحد غمناک ہونا

,,...عن انس؛ قال:لمَّاثَقُل النبی(ص)جعل یَتَغشَّاہ،فقالت فاطمة ”علیھا السلام“:واکربَ اباہ !فقال(ص) لھا:” لیس علی ابیکِ کَرْبٌ بعد الیوم“فلمّا مات،قالت :یا ابتاہ !اجاب رباً دعاہ ،یا ابتاہ مَنْ جنة الفردوس ماواہ ،یا ابتاہ الی جبرئیل ننعاہ؟فلمّا دفن،قالت فاطمة علیھا السلام :یا انس! اطابت انفسُکم ان تحْثُوا علی رسول(ص) اللّٰہ التراب“

امام بخاری نے انس سے نقل کیا ھے :

جب پیغمبر اسلام(ص) کا مرض روز بروز بڑھتا گیا تو حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا (بھی روز بروز زیادہ غمگین و ناراحت ہوتی رھیں اور آپ)نے اپنے غم کا اظھار ان جملوں میں کیا :واکربَ اباہ: ھائے میرے بابا کا غم واندوہ ، رسول(ص) نے شہزادی کونین حضرت فاطمہ زھرا = سے کہا: اے بیٹی! آج کے دن کے بعد تیرے باپ کا غم ختم ھو جائے گا۔

انس کہتے ھیں کہ جب رسول(ص) نے وفات پائی تو فاطمہ (س)نے یوں نوحہ سرائی کی:

اے میرے وہ بابا کہ جس نے دعوت خدا پر لبیک کھی، اے میرے وہ بابا کہ جس کی جائگاہ جنت الفردوس ھے ، اے میرے بابا آپ کی تسلیت کیا جبرئیل کو عرض کروں؟

اورجب رسول(ص) کو دفن کیا گیا تو فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا نے فرمایا:

اے انس! تم لوگ کیسے راضی ہوئے کہ جسد رسول(ص) خاک پر ڈالو۔[51]

۴. حسنین کے فضائل صحیحین کی روشنی میں

۱. حسنین پرصد قہ حرام ھے

,,عن ابی ھریرۃ؛ قال:کان رسول(ص) اللّٰہ یُوتیٰ بالتمر عند صِرام النخل، فیجیء ہذا بتمرۃ ،وہذا من تمرہ ،حتی یصیرعندہ کَوْما من تمر، فجعل الحسن(ع) والحسین(ع) یلعبان بذالک التمر، فاخذاحدھما تمرۃ، فجعلہ فی فیہ، فنظر الیہ رسول(ص) اللّٰہ(ص)،فاخرجھا من فیہ، فقال: اَمَاْ عَلِمْتَ اَنّ آلَ مُحَمَّدٍ لَایَاْکُلُوْنَ الْصَّدَقَۃ؟!‘‘[52]

امام بخاری نے ابو ھریرہ سے نقل کیا ھے :

جب خرموں کے توڑنے اور چننے کا وقت ھو جاتا تھاتو لوگ رسول(ص) کے پاس خرمہ زکات کے طور پر لایا کرتے تھے ، چنانچہ حسب دستور لوگ چاروں طرف سے آنحضرت(ص) کی خدمت میں خرمہ لے کر آئیجن کا ایک ڈھیر ہوگیا، حسنین علیھما السلام ان خرموں کے اطراف میں کھیل رھے تھے ،ایک روز ان دونونشہزادوں میں سے کسی ایک نے ایک خرمہ اٹھا کر اپنے دھن مبارک میں رکھ لیا !جب رسول(ص) نے دیکھا تو اس کو شہزادے کے دھن سے باھر نکال دیا اور فرمایا: ” اَماَ عَلِمْتَ اَنَّ آل مُحَمَّدٍ لَایَاْکُلُوْنَ الصَّدَقَۃَ“؟اے میرے لال! کیا تمھیں نھیں معلوم آل محمد پر صدقہ حرام ھے، وہ صدقہ نھیں کھاتے؟! [53]

اسی طرح دوسری روایت امام بخاری نے امام حسن (ع) سے یوں منسوب کی ھے:

’’ان الحسن بن علی اخذ تمرۃمن تمر الصدقۃ،فجعلھا فی فیہ، فقال النبی(ص): کخ کخ لیطرحھا،ثم قال: اما شعرت انا لا ناکل الصدقۃ“۔[54]

ایک مرتبہ امام حسن (ع)بن علی (ع)نے صدقہ کا خرمہ منھ میں رکھ لیا تو رسول(ص) نے فرمایا:نہ ،نہ ،چنانچہ امام حسن (ع) نے خرمہ کو منھ سے باھر نکال دیا اس وقت رسول اسلام (ص)نے فرمایا : اے میرے لال ! کیا تمھیں نھیں معلوم کہ آل محمد(ص) پر صدقہ حرام ھے؟!

۲. شبیہ ِ رسول(ص) یعنی امام حسن و حسین (ع)

۱۔۔۔,, عن انس قال:لم یکن احد اشبہ بالنبی من الحسن بن علی(ص)‘‘[55]

امام بخاری نے انس بن مالک سے نقل کیا ھے:

امام حسن علیہ السلام رسول خدا(ص) سے سب سے زیادہ شباھت رکھتے تھے۔

۲۔ ۔۔’’رأیت النبی وکان الحسن یشبہ ‘‘[56]

دوسری روایت میں امام بخاری نے ابن جحیفہ سے نقل کیا ھے:

میں نے رسول(ص) کو دیکھاتھا امام حسن آپ سے بالکل مشابہ ھیں ۔

۳۔... عن عقبۃ بن الحا رث؛ قال: رأیت ابابکر (رضی اللہ عنہ) وحمل الحسن وھو یقول:بابی شبیہ بالنبی(ص) لیس شبیہ بعلی ،وعلی یضحک‘‘[57]

اما م بخاری نے عقبہ ابن حا رث سے نقل کیا ھے :

عقبہ بن حارث کھتے ھیں : ایک روز میں نے دیکھا کہ ابو بکر امام حسن (ع) کو کاندھے پر بٹھائے ہوئے جارھے ھیں اور یہ کہہ رھے ھیں :

میرا باپ قربان ھو جائے آپ پر (اے حسن (ع))آپ شبیہ رسول ھیں نہ کہ شبیہ علی (علیہ السلام) اور علی (ع) اس (قضیہ) کو دیکھ کر مسکرا رھے تھے۔

۴۔... ,,عن انس بن مالک؛ اُتِیَ عبید اللّٰہ بن زیاد براس الحسین(ع) بن علی علیہ السلام، فجُعِل فی طشت ،فجعل یَنْکُتُ؛ وقال فی حسنہ شیئاً ،فقال انس: کا ن اشبھھم برسول(ص) اللّٰہ وکان مخضوباً بالوسمہ‘‘[58]

امام بخاری نے انس بن مالک سے نقل کیا ھے :

جب امام حسین علیہ السلام ک ا سر اقدس جو وسمہ سے مخضوب تھا، عبید اللہ بن زیاد علیہ اللعنۃ الدائمہ کے پاس لایا گیا ،تو آپ کے سر اقدس کو ایک طشت میں رکھا گیا ،ابن زیاد سر کے ساتھ بے احترامی (سر پر لکڑی مار رھا تھا) کررھا تھا اور آپ(ع) کے حسن و زیبائی کے بارے میں کچھ کھتا جاتا تھا ۔ انس بن مالک یہ بات نقل کرنے کے بعد کھتے ھیں : جبکہ امام حسین علیہ السلام سب سے زیادہ رسول اسلام(ص) سے شباھت رکھتے تھے۔

۳۔ حسنین علیهما السلام کے ساتھ آنحضرت (ص)کا بیحد محبت کرنا
,,... عن ابی هریرة؛قبل رسول الله الحسن بن علی،وعنده الاقرع بن حا بس التمیمی جالساً،فقال الاقرع: ان لی عشرة من الولد،ماقبلت منهم احداً، فنظررسول الله (ص)،ثم قال:من لا یرحم لایرحم ‘‘[59]
امام بخاری نے ابو ھریرہ سے نقل کیا ھے:
ایک مرتبہ رسول خدا(ص) امام حسن علیہ السلام کے بوسے لے رھے تھے، اس وقت آپ کے پاس اقرع بن حا بس بھی تھا، اس نے کھا: یا رسول(ص) اللہ ! میں دس فرزند رکھتا ہوں لیکن ابھی تک میں نے کسی کا بوسہ نھیں لیا، رسول(ص) نے فرمایا: جس کے دل میں (فرزند کی) مھر و محبت نہ ھو وہ خدا کی رحمت سے دور رھے گا۔

عرض مؤلف
اس حدیث کو امام احمد بن حنبل نے بھی مسند میں نقل کیا ھے لیکن امام حسن (ع) کی جگہ امام حسین بن علی(ع) کا نام ذکر کیا ھے۔[60]

۴۔ حسنین ریحا نۂرسول(ص) ھیں
’’۔۔۔ عن ابن ابی نعیم ؛قال: کنت شاھداً لابن عمر، وسألہ رجل عن دم البعوض، فقال: ممن انت؟ فقال :من اھل العراق، قال:انظروا الی ہٰذا یسألنی عن دم البعوض وقد قتلوا ابن النبی(ص)؟وسمعت النبی(ص)یقول:ھما ریحا نتا ی من الدنیا‘‘۔ [61]
امام بخاری نے ابن ابونعیم سے نقل کیا ھے:
میں عبداللہ بن عمر کی مجلس میں تھا کہ کسی نے عبد اللہ ابن عمر سے مچھرکے خون کے بارے میں سوال کیا، عبد اللہ بن عمر نے کھا تو کھاں کا رھنے والا ھے؟اس نے کھا عراق کارھنے والا ہوں،اس وقت عبد اللہ ابن عمر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کھنے لگے: اے لوگو! اس شخص کو ذرا دیکھو ،مجھ سے مچھر کے خون کے بارے میں سوال کرتا ھے حا لانکہ یہ لوگ فرزند رسول(ص) امام حسین (ع) کا خون ناحق بھا چکے ھیں ؟! اس کے بعد عبد اللہ ابن عمر نے کھا: میں نے رسول(ص) سے سنا تھا کہ آپ(ع) نے فرمایا میرے یہ دونونبیٹے ’’حسن و حسین ریح ا نتای من الدنیا‘‘ اس دنیا میں میرے پھول ھیں ۔

۵۔ حسنین (ع) کے لئے دعائے رسول(ص)
’’ ... عن ابن عباس ؛قال:کان النبی(ص) یعوذ الحسن والحسین، ویقول: ان اباکما کان یعوذ بھا اسماعیل(ع) و اسحا ق، اعوذ بکلمات اللّٰہ التامّة من کل شیطان وھامّة ومن کل عین لامّة ‘‘[62]
امام بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ھے:
رسول(ص) نے امام حسن (ع) و امام حسین (ع) کے بارے میں مخصوص دعا کا تعویذ بنایا اور فرمایا: تمھاریجد ابراھیم نے اپنے دونوں فرزند اسمعیل و اسحا ق کے لئے اسی دعا کا تعویذ بنایا تھا :
,,اعوذ بکلمات اللّٰہ التا مّة من کل شیطان و ھامّة و من کل عین لامّة‘‘

۶۔ اے خدا !جو حسن (ع) کو دوست رکھے تو اسے دوست رکھ
,, ...عن ابی هریرة؛ قال:خرج النبی(ص) فی طائفة النھار،ل ا یکلمنی ولا اکلمہ،حتی اتی سوق بنی قینقاع، فجلس بفناء بیت فاطمة(س)، فقال: اثم لکع اثم لکع؟فحبستْہ شیئاً ،فظننتُ انھاتلبسہ سخاباً اوتغسلہ، فجاء یشتد حتی عانقہ، وقبلہ ،وقال:اللّٰھم احببہ واحبب من یحبہ‘‘[63]
امام بخاری نے ابو ھریرہ سے نقل کیا ھے :
ایک روز رسول(ص) خدا اپنے گھر سے بالکل خاموش باھر نکلے ،یھاں تک کہ بازاربنی قینقاع تشریف لائے اور یھاں سے پلٹ کر شہزادی کونین حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا کے خانۂ اطھر کے دروازے پر تشریف فرما ہوئے اور اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو ان لفظوں میں بلانے لگے: کیا لکع یھاں ھے؟ کیا لکع یھاں ھے؟[64]
ابوھریرہ کھتے ھیں : جب فاطمہ زھراسلام اللہ علیھا نے تاخیر کی تو میں نے سوچا کہ شاید آپ نے بچہ کو نظافت کی وجہ سے روک رکھا ھے ، اس کے بعد جب امام حسن علیہ السلام باھر تشریف لائے تورسول(ص)نے شہزادے سے معانقہ کیا اور بوسہ لیا اور اس کے بعد دعا کی:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

”اے میرے پروردگار! اس کو دوست رکھ اور جو اس کو دوست رکھے اسے دوست رکھ“
قارئین محترم! یہ تھیں چند وہ آیات و احادیث جو صحیحین میں اھل بیت علیھم السلام کی شان میں نقل کی گئیں ھیں ، انھیں چند صفحا ت کادقت سے مطالعہ کرنے سے پتہ چل جاتا ھے کہ مسئلۂ خلافت ایسا مسئلہ نہ تھا کہ رسول(ص) فراموش کردیتے اور مسلمانوں کے درمیان اس منصب کے لائق اور حقیقی خلفاء کی نشان دھی نہ کرتے،بلکہ یہ وہ مسئلہ تھا جسے رسو ل(ص) نے ھر جگہ بیان کرنا ضروری سمجھا اور متعدد موارد پر اپنے حقیقی خلفاء کا اعلان فرمایا۔
یہ بات بھی ذھن میں رھے کہ ھم نیجو صحیحین سے اھل بیت (ع)کے فضائل نقل کئے ھیں،یہ صحیحین میں ان کے فضائل کے انبار کے مقابلہ میں جو رسول خدا(ص) سے منقول ھیں اورجو سنیوں کی دیگرمعتبر کتبِ احادیث و تواریخ میں موجود ھیں ،ایک تنکے سے بھی کم ھیں ،بھر حال اب ھم ان مطالب اوراحادیث کو نقل کرتے ھیں ،جنھیں خلفائے ثلاثہ سے متعلق ان دو کتابوں میں نقل کیاگیا ھے، لیکن اس سے قبل مولائے متقیان حضرت علی(ع) کا ایک خطبہ نقل کر دیں جو آپ نے امامت،خلافت ا ور حکومت کے بارے میں بیان کیا ھے اور نشان دھی فرمائی ھے کہ جو امت کا حا کم ھو اس کے لئے کون سے شرائط لازمی ھیں -[65]
----

[1] شرح نہج البلاغہ ابن الی الحدید جلد۱،صفحہ ۱۳۸،خطبہ نمبر۲۔
[2] الملل ونحل جلد۱،المقدمة الرابعہ:در بیان شبۂ اول ، الخلاف الخامس، صفحہ ۲۴۔
[3] صحیح بخاری ج ۷، کتاب الطب۔ سنن ترمذی کتاب الطب۔ صحیح مسلم کتاب الطب ، حدیث۲۲۱۷۔
[4] سورۂزمر،آیتَ ۳۰،پ۲۴۔
[5] سورۂ آل عمران آیت ۱۴۴ پ ۴۔
[6] سورہ بقرہ ،آیت ۱۸۰،پ۲۔
[7] صحیح بخاری ج۴ ،کتاب الوصایا ،باب(۱) ح ۲۵۸۷۔ صحیح مسلم ج ۵، کتاب الوصیة۔ سنن ابی داوٴد ج ۱، باب” ما جاء فی یومر بہ من الوصیة“ ، ح ۲۸۶۲، ص ۶۵۴۔ سنن نسائی کتاب الوصایا ، باب الکراھیة فی تاخیر الوصیة ، ص ۲۳۹۔ سنن ابن ماجہ ج ۲، کتاب الوصایا، باب” الحث علی الوصیة“ ۔ سنن دارمی کتاب الوصایا باب من استحب الوصیة ص ۴۰۲۔ سنن ترمذی ،کتاب الوصیة ابواب الجنائز باب ما جاء فی الحث علی الوصیة ،ص ۲۲۴۔ مسند ج۲ ،مسند عبد اللہ ابن عمر، ص ۲ ، ۴ ،۵۷،۸۰۔
[8] صحیح مسلم جلد ۵، کتاب الوصیہ ۔
[9] الکامل جلد۱،” ذکر امر اللہ تعالی بنبیہ باظھار دعوتہ “ص۵۸۶ ، مؤلفہ ابن اثیر، تاریخ طبری حوادث ۳ ھ ۔
[10] افسوس کہ کچھ ایسے نافرمان صحا بہ رسول(ص) کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، جنہوں نے رسول(ص) کو نوشتہ نہ لکھنے دیا اور عذاب الیم کے مستحق بن گئے۔
صحیح بخاری جلد ۱ کتاب العلم باب کتابة العلم و جلد۷ ،کتاب المرضی باب ”قول المریض قوموا عنی“
دیکھئے :مزید معلومات کے لئے اسی کتاب کی فصل دوم بحث” امامت و خلافت صحیحین کی روشنی میں ،واقعہ قرطاس اور حضرت عمر کا رویہ“ مترجم۔۵۷۳۔
[11] سورۂ احزاب، آیت۳۳،پ۲۲۔
[12] صحیح مسلم جلد۷،کتاب فضایل الصحا بة، باب” فضائل اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ ح ۲۴۲۴۔
[13] سورۂ آل عمران،آیت۶۱، پ۴۔
[14] صحیح مسلم جلد۷ ، کتاب فضائل الصحا بة،باب” فضائل علی علیہ السلام“ حدیث۲۴۰۴۔ ۲۴۰۵۔ ۲۴۰۶۔ ۲۴۰۷۔
مسلم نے مذکورہ روایات کو دیگر متن و طریق کے ساتھ بھی نقل کیا ھے۔
[15] صحیح مسلم ج۷،کتاب فضایل الصحا بة، باب” فضائل علی علیہ السلام“ حدیث۲۴۰۸۔
[16] مستدرک حا کم، جلد۳ ،ذکر زید بن ارقم ،ص۵۳۳۔ مسند احمد ابن حنبل ،جلد۴ ،حدیث زید بن ارقم ،ص۳۷۲ ۔
[17] سرالعالمیَنْ وکشف ما فی الدارین ، باب فی المقالة الرابعة فی ترتیب الخلافة ص۲۱ ، مولفہ امام غزالی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

،مطبوعة نعمان پریس ، دوسرا ایڈیشن ، ۱۹۶۵ء ،نجف عراق۔
[18] صحیح بخاری: جلد ۸، کتاب الدعوات، باب(۳۱)" الصلاة علی النبی(ص)"حدیث ۵۹۹۶۔۵۹۹۷۔ جلد ۳ ،کتاب الانبیاء، باب" یزفون النسلان فی المشی"(آیت نمبر۹۴) حدیث ۳۱۹۰۔ جلد ۶، کتاب التفسیر تفسیر، سورہ احزاب، باب۱۰" آیۃ ان اللہ و ملائکتہ یصلون علی النبی "(ص)حدیث ۵۴۲۰ ،۴۵۱۹۔ صحیح مسلم جلد۲ ،کتاب الصلوۃ، باب" الصلٰوۃ بعد التشھد علی النبی" حدیث ۴۰۵،۴۰۶،۴۰۷۔
[19] صحیح مسلم ج۱، کتاب الصلوٰۃ،باب" الصلوٰت النبی(ص)بعد التشھد"ح ۴۰۵، ۴۰۶،۴۰۷۔
[20] سورۂلقمان،آیت ۲۱ ،پ۲۱۔
[21] صحیح بخاری ج۹، کتاب الاحکام، باب(۵۲)"استخلاف" حدیث۶۷۹۶۔ صحیح مسلم ج۶، کتاب الامارۃ، باب(۱۱)" الناس تبع القریش و الخلافة فی قریش"حدیث ۱۸۲۱۔
[22] صحیح مسلم ج ۶ ،کتاب الامارہ ،باب۱حدیث۱۸۲۱۔(کتاب الامارۃ کی حدیث نمبر۹) ۔
[23] صحیح مسلم جلد۸ ،کتاب الفتن ،باب" لاتقوم الساعة حتی یمر الرجل..." حدیث۲۹۱۳۔۲۹۱۴۔
[24] صحیح مسلم جلد۸ ،کتاب الفتن، باب "لاتقوم الساعة حتی یمر الرجل..." حدیث۲۹۱۴،۲۹۱۳۔
[25] صحیح بخاری جلد۴ ،کتاب الانبیاء ،باب "نزول عیسی ابن مریم "حدیث ۳۲۶۵۔
[26] فتح ا لباری شرحا لبخاری ج۷ ،کتاب الانبیاء باب قولہ تعالی : واذکر فی الکتاب مریم ...ص ۳۰۵۔
[27] عمدۃ القاری جلد۱۶ ،کتاب الانبیاء باب قولہ تعالی : واذکر فی الکتاب مریم ...۔
[28] الا صابة جلد۴،عیسی المسیح بن مریم الصدیقة بنت عمران ، ص۶۳۸۔
[29] اضواء علی السنة المحمدیہ ، مصنفہ، شیخ محمود ابوریہ۔
[30] سورۂ حج آیت ۹،پ ۱۷۔
[31] صحیح بخاری:جلد ۵،کتاب المغازی،باب(۸)" قتل ابی جھل" حدیث۳۷۴۷ ، ۳۷۵۱ ، ۳۷۵۰ ، ۳۷۴۸ ، ۳۷۴۹۔ جلد۶،کتاب التفسیر،تفسیر سورہ الحج،باب (۳) آیۂ < ہَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِی رَبِّہِمْ>حدیث۴۴۶۷۔
[32] صحیح بخاری:جلد ۵،کتاب المغازی،باب(۸)" قتل ابی جھل" حدیث۳۷۴۷ ، ۳۷۵۱ ، ۳۷۵۰ ، ۳۷۴۸ ، ۳۷۴۹۔ جلد۶ ،کتاب التفسیر،تفسیر سورہ الحج،باب (۳) آیۂ < ہَذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِی رَبِّہِمْ>حدیث۴۴۶۷۔
[33] صحیح مسلم جلد ۳ ،کتاب الایمان، باب(۳۳) "ان حب الانصاروعلی(ع) من الایمان" حدیث۷۸۔
[34] صحیح بخاری جلد ۱ ، کتاب الصلوٰۃ، باب" اتمام تکبیر فی الرکوع "حدیث۷۵۱، باب" اتمام التکبیر فی السجود" حدیث۳۵۳۔مترجم:(صحیح بخاری جلد۱ ،کتاب الصلوٰۃ،باب "یکبر وھو ینھض من السجدتین" حدیث۷۹۲۔) صحیح مسلم جلد۲، کتاب الصلوٰۃ،باب(۱۰)" اثبات التکبیر فی کل خفض ورفع" حدیث ۳۹۳۔
[35] صحیح بخاری جلد۴ ،کتاب فضایل الصحا بة،باب"مناقب علی ابن ابی طالب(ع)" حدیث ۳۵۰۰۔ جلد ۱ ،کتاب الصلاۃ ابواب المسجد،باب"نوم الرجل فی المسجد"حدیث ۴۳۰،جلد۴، کتاب الادب، باب" التکنیّ بابی تراب" حدیث ۵۸۵۱۔ جلد۸ ،کتاب الاستئذان، باب" القائلہ فی المسجد" حدیث۵۹۲۴۔ صحیح مسلم جلد۷،کتاب فضائل الصحا بة، باب" فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام"حدیث ۲۴۰۹۔
[36] صحیح بخاری ،جلد ۶، کتاب التفسیر سورہ ٔ بقر ہ ،باب "تفسیر مانسخ من آیة"(۱۰۶)حدیث۴۲۱۱۔
[37] سنن ابن ماجہ جلد۱۔(اس کتاب میں حقیر نے اس جملہ کو نہیں دیکھا ہے۔مترجم۔) استیعاب جلد۱ ،حرف العین باب علی صفحہ ۸۔ (اس کتاب میں اقضانا اور اقضاھم آیا ہے ۔مترجم)
[38] صحیح بخاری: جلد۴ ،کتاب الجھاد و السیر ، باب۱۲۱ "ما قیل فی لواء النبی(ص) "حدیث ۲۸۱۲، باب۱۴۳" فضل من اسلم علی یدیہ رجل" حدیث۲۸۴۷،کتاب فضایل الصحا بہ، باب(۹)" مناقب علی ابن ابی طالب "حدیث ۳۴۹۹،۳۴۹۸۔ صحیح مسلم :جلد۷ ،کتاب فضائل الصحا بة ،باب" فضائل علی ابن ابی طالب" حدیث۲۴۰۵، کتاب الجھاد و السیر، باب(۴۵)" عزوہ ذی قرد وغیرھا" حدیث۱۸۰۷۔
مترجم:(صحیح بخاری: جلد۴ ، کتاب الجھاد و السیر ،با ب" دعاء النبی(ص) الی الاسلام النبوۃ"حدیث۲۷۸۳۔کتاب فضائل الصحا بة باب "عزوہ خیبر"حدیث۳۹۷۳،۳۹۷۲۔
مسلم نے ایک حدیث میں اس شعر کو بھی نقل کیا ہے جسے حضرت علی (ع) نے مرحب کے مقابل پڑھا تھا:

انا لذی سمّتنی امی حیدرہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[39] صحیح مسلم جلد۷، کتا ب فضائل الصحا بۃ ،با ب(۴)" فضائل علی ابن ابی طالب"حدیث ۲۴۰۵.
[40] صحیح بخاری :جلد۵،کتاب فضایل الصحا بۃ ،باب(۹) "مناقب علی ابن ابی طالب علیہ السلام"حدیث ۳۵۰۳.
جلد ۵،کتاب المغازی، باب(۷۴) "عزوہ تبوک "حدیث۴۱۵۴.
صحیح مسلم جلد ۲ ،کتاب فضائل الصحا بۃ، باب" فضائل علی (ع)"حدیث۲۴۰۴
(یہ حدیث دیگر سند کے ساتھ بھی اس کتاب میں مذکور ہے) .
[41] سورۂ طہٰ، آیت ۳۰، پ ۱۶.
[42] سورہ ٔاعراف، آیت۱۴۲،پ۹.
[43] سورۂ طٰہٰ ،آیت نمبر۳۱، ۳۲، ۳۶، پ ۱۶.
[44] تفصیل دیکھئے: کتاب "المراجعات " مصنفہ علامہ سید شرف الدین ، و "کفایۃ الطالب فی مناقب علی بن ابی طالب ص۲۸۱، باب (۶۰)"فی تخصیص علی بقولہ(ص)انت بمنزلۃ ہارون من موسی ..."
مطبوعہ:۱۳۹۰ "(اس کتاب کے ساتھ گنجی شافعی کی دوسری کتاب "البیان فی اخبار صاحب الزمان"بھی شائع ہوئی ہے. مترجم.
آٹھویں فضیلت : علی (ع) رسول(ص) سے اور رسول(ص) علی (ع) سے ہیں .
"أَنْتَ مِنّي وَأَنَا مِنْکَ" "حضرت رسالتمآب(ص) نے فرمایا: اے علی! تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں.
صحیح بخاری ،جلد ۵، کتاب فضائل الصحا بۃ، باب"مناقب علی". جلد۴، کتاب المغازی، باب(۴۱)"عمرۃالقضاء (صلح حدیبیہ)"حدیث۴۰۰۵ . کتاب الصلح ،باب(۶) "کیف یُکتَبُ: ہذاماصالح فلان بن فلان"۲۵۵۲ . مترجم.
نویں فضیلت:رسول(ص)وقتِ وفات علی(ع)سے راضی رخصت ہوئے
حضرت عمر کا بیان ہے : جب رسول (ص)نے وفات پائی تو آپ حضرت علی علیہ السلام سے راضی تھے.صحیح بخاری جلد ۵،کتاب فضائل الصحا بۃ ،باب" مناقب علی(ص) (قبل از حد یث نمبر ۳۴۹۸)" باب "قصہ البیعۃ والاتفاق علی عثمان "حدیث ۳۴۹۷. مترجم.
محترم قارئین! جیساکہ آپ نے مولا علی (ع)کے فضائل صحیحین کی روشنی میں ملاحظہ فرمائے اور پھر قول حضر ت عمر بھی ملاحظہ فرمایا کہ رسول(ص) کی وفات جب ہوئی تو آپ(ص) علی (ع)سے راضی تھے ،لیکن خود قائل کی پوزیشن کیا تھی؟معلوم نہیں ،کیونکہ صحیح بخاری کے بموجب آنحضرت(ص)نے بوقت وفات جب قلم و دوات مانگی توحضرت عمر نے منع کردیا تھا جس کی وجہ سے رسول(ص) ناراض ہوگئے اور آپ نے حضرت عمر کو اپنے گھر سے باہر نکال دیا، چنانچہ محترم مؤلف صاحب نے بحث "واقعہ قرطاس" ص۶۲۲پر اس بات کو تفصیل کے ساتھ نقل کیاہے.
[45] صحیح بخاری :جلد۴، کتاب المناقب، باب(۲۲)" علامات النبوۃفی الاسلام" حدیث۳۴۲۶. جلد ۸ ،کتاب الاستیذان، باب " من ناجی بین یدی الناس" حدیث۵۹۲۸. صحیح مسلم جلد ۷ ،کتاب فضائل الصحا بۃ ،باب "فضائل فاطمۃالزہراء سلام اللہ علیہا ".
[46] صحیح بخاری :جلد۴،کتاب المناقب، باب(۲۵) "علامات النبوت فی الاسلام "حدیث ۳۴۲۶ . جلد ۵،کتاب فضایل الصحا بۃ، باب(۱۲)" مناقب قرابۃ الرسول"(ص)حدیث۳۵۱۱.
مترجم:(صحیح بخاری جلد ۴ ،کتاب المغازی ،باب "مرض النبی"(ص)حدیث۴۱۷۰.)
صحیح مسلم جلد۵ ، کتاب فضائل الصحا بۃ، باب (۱۵)" فضائل فاطمۃ زہر ا سلام اللہ علیہا" حدیث ۲۴۵۰.
[47] .3.4.صحیح بخاری :ج۵،کتاب فضایل الصحا بۃ، باب "مناقب قرابۃ الرسول(ص)"حدیث۳۵۱۰. ج ۷،کتاب النکاح،باب" الذب الرجل عن ابنتہ"حدیث۴۱۳۲.ج۳ ،کتاب فضایل الصحا بۃ، باب" مناقب فاطمۃ الزہرا(س)"حدیث۳۵۵۶. مترجم:(صحیح بخاری ج۳ ،کتاب فضایل الصحا بۃ،باب(۱۶) "ذکراصہارالنبی" حدیث۳۵۲۳.) صحیح مسلم ج۷، کتاب فضایل الصحا بۃ، باب "فضائل فاطمۃ زہر ا سلام اللہ علیہا"حدث۲۴۴۹.
[48] صحیح بخاری:جلد۴، کتاب الخمس، باب(۶) "الدلیل علی ان الخمس لنوائب رسول(ص) اللّٰہ" حدیث۲۹۴۵. جلد۵، کتا ب فضایل الصحا بۃ، باب "مناقب علی علیہ السلام" حدیث ۳۵۰۲. جلد۷،کتاب

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

النفقات، باب(۶) " عمل المرئة فی بیت زوجھا"حدیث۵۰۴۶،
مترجم:(صحیح بخاری جلد۷ ،کتاب النفقات،باب" خادم المرئة" حدیث۵۰۴۷. کتاب الدعوات،
باب(۱۱)"التکبیر والتسبیح عند المنام" حدیث۵۹۵۹.)
صحیح مسلم جلد۸، کتاب الذکر و الدعا، باب" التسبیحا ول النھار و عند النوم"حدیث۷۲۷۲.
[49] صحیح بخاری جلد۱، کتاب الوضوء، باب(۶۹)" اذا أُلقِی علیٰ ظَھرِ المصلی قذر"حدیث۶۹. صحیح مسلم جلد۳، کتاب الجھاد و السیر، باب(۳۹)"ما القی النبی(ص) من اذیٰ المشرکین"حدیث۱۷۹۴.
[50] صحیح بخاری: جلد ۱، کتاب الوضوء، باب(۷۲)" غسل المرئة اباھا الدم عن وجہہ" حدیث۲۴۰. جلد ۴، کتاب فضل الجھاد، باب "لبس البیضة" حدیث۲۷۵۴، مترجم:(صحیح بخاری جلد ۴، کتاب فضل الجھاد،باب" المجن ومن تیترس بترس الصحا بة" حدیث ۲۷۴۷،باب(۱۶۰)"دواء الجرح باحراق الحصیر" حدیث۲۸۷۲،باب" ما اصاب النبی(ص) من الجراح یوم احد" حدیث ۳۸۴۷. جلد ۵،کتاب النکاح، باب(۱۲۲)"ولا یبدین زینتھن الا بعولتھن "حدیث ۴۹۵۰. کتاب الطب، باب" حرق الحصیر لیسدّ بہ الدم" حدیث ۵۳۹۰ .)صحیح مسلم جلد۵، کتاب الجھاد، باب(۳۷)" غزوة احد" حدیث ۱۷۹۰ .
[51] صحیح بخاری جلد۶ ،کتاب المغازی ،باب(۷۸)"مرض النبی(ص) و وفاتہ "حدیث ۴۱۹۳.
[52] بخاری ج۲، کتاب الزکاة ،باب "اخذ صدقہ التمر عند صرام النخل" حدیث ۱۴۱۴.
[53] مترجم: مذکورہ حدیث سے یہ واضح طور پر ثابت جاتا ھے کہ آل محمد(ع) پرصدقہ حرام ھے اس کا مفہوم یہ ہواکہ اصحا ب کے لئے جائز ھے گویا حرمت صدقہ آل محمد ا(ع)ور اصحا ب کرام کے درمیان حد فاصل ھے، اس حدیث میں امام بخاری نے تھوڑ ا سا اضافہ کیا ھے وہ یہ کہ "حسنین (ع)نے کھجور کو دہن اقدس میں رکھ لیا تب رسول(ص) نے منع فرمایا "ایسا نھیں ھے بلکہ حسنین کھانے کے ارادہ سے بظاھر دیکھنے والوں کی نظر میں اٹھا رھے تھے ،مگر حقیقت یہ تھی کہ آپ دنیا والوں کی زبان پر اپنی فضیلت زبانِ رسالت سے سنوانا چاھتے تھے کہ آل محمد (ع)اور اصحا ب میں زمین و آسما ن کا فرق ھے، یعنی آپ (ع)یہ بتا نا چاھتے تھے کہ اے مسلمانو! کبھی آل محمد(ص) کے مقابلہ میں اصحا ب کا قیاس نہ کرنا :
"لایُقاسُ بِآلِ محمد(ص) من ہذہ اُلامَّةِ اَحَدٌ وَ لَایُسوَّی بھم مَنْ جَرَتْ نِعمَتُھم علیہ اَبَداً ہُم اَساسُ الدِّین وَ عِمادُ الیقین اِلیھم یَفِئُ الغَالِی و بھم یُلْحَقُ التَالِی و لَہُم خَصائِص حَقِّ الوِلَایَةِ وَ فِیھم الوَصِیَّةُ وَ الْوِراثَةُ " شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد۱صفحہ ۳۸ (خطبہ نمبر۲)
ترجمہ: اس امت میں کسی کو آل محمد(علیھم السلام) پرقیاس نھیں کیا جاسکتا ،کیونکہ جن لوگوں پر ان کے احسانات ھمیشہ جاری رھے ہوں ،وہ ان کے برابر نھیں ہوسکتے، یہ دین کی بنیاد اور یقین کے ستون ھیں ، آگے بڑھ جانے والے کو ان کی طرف پلٹ کر آنا ھے اور پیچھے رہ جانے والے کو ان سے آکر ملنا ھے، حقِ ولایت کی خصوصیات انھیں کے لئے ھیں ، انھیں کے بارے میں پیغمبر کی وصیت اور انھیں کے لئے نبی کی وراثت ھے .۱۲
[54] صحیح بخاری جلد۲، کتاب الزکاة ،باب "مایذکر فی الصدقہ للنبی"(ص) حدیث ۱۴۲۰. جلد۴ ،کتاب فضل الجھاد و السیر، باب" من تکلم بالفارسیة"حدیث۲۹۰۷.
[55] صحیح بخاری جلد۵، کتاب فضایل الصحا بة، باب" مناقب الامام الحسن و الحسین(ع) " حدیث ۳۵۴۰،۳۵۴۲
[56] صحیح بخاری جلد۴، کتاب المناقب، باب" صفة النبی"حدیث ۳۳۴۹،۳۵۰ ۳.
[57] صحیح بخاری جلد۵ ،کتاب فضایل الصحا بة، باب "مناقب الامام الحسن و الحسین(ع) " جلد۴، کتاب المناقب، باب" صفة النبی"۳۵۴۲، ۳۳۵۰.
[58] صحیح بخاری جلد۵، کتاب الفضایل الصحا بة، باب "مناقب الحسن و الحسین(ع) "حدیث۳۵۳۸ .
[59] صحیح بخاری جلد۸، کتاب الادب، باب(۱۷)" رحمة الولد و تقبیلہ و معا نقتہ "حدیث ۵۶۵۱.
[60] مسند احمد بن حنبل جلد ۲ ،مسند ابو ہریرة، ص ۲۴۱ .
مترجم: ایک جگہ امام بخاری نے اس طرح نقل کیا ھے:(ع) آنحضرت(ص) نے فرمایا :اَللّٰھم انی اُحبّہ فاَ حبَّہ، اے خدا !تو حسن (ع) کو دوست رکھ کیونکہ میں اس کو دوست رکھتا ہو ں.
صحیح بخاری جلد ۳ ،کتاب الفضایل الصحا بة ،باب "مناقب حسن(ع) حسین "حدیث ۳۵۳۷،۳۵۳۹،باب "ذکراسامة بن زید" حدیث۳۵۲۸.
[61] صحیح بخاری جلد۸ ،کتاب الادب ،باب "رحمة الولد و تقبیلہ" حدیث۵۶۴۸ .

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مترجم:(صحیح بخاری ج۳ ،کتاب الفضایل الصحا بۃ، باب(۲۴)"مناقب الحسن والحسین" ح۳۵۴۳.)
[62] صحیح بخاری جلد۲ ،کتاب الانبیاء، باب "(سورۂ صٰفات آیت ۹۴)یزفون النسلان" حدیث۳۱۹۱.
[63] صحیح بخاری جلد۳، کتاب البیوع، باب(۴۹)" ماذکر فی الاسواق" حدیث۲۰۱۶. جلد ۷، کتاب اللباس، باب(۵۸)" السِخّاب للصبیان" حدیث۵۵۴۵ ،صحیح مسلم جلد ۷ ،کتاب فضایل الصحا بۃ، باب(۸)"فضائل الحسن و الحسین علیھما السلا م" حدیث۲۴۲۱. (معانقہ کے جملے صحیح مسلم میں آئے ھیں صحیح بخاری میں نہیں ۔مترجم)
[64] نوٹ:لکع بمعنی چھوٹا بچہ استعمال کیا جاتا ھے ، دیکھئے :نھایہ ابن اثیر .
[65] اگر آپ اس خطبہ کی روشنی میں خلفائے ثلاثہ کی زندگی کو دیکھیں تو پھر آپ کو اس بات کے تسلیم کرنے میں کسی طرح کی شرم اورجھجھک محسوس نہ ھو گی کہ منصب خلافت کے واحد حقدار حضرت علی ابن ابی طالب(ع) تھے۔مترجم.

حا کم ؛ حضرت علی علیہ السلام کی نظر میں

شرائط امامت

۱۔ اَللّٰھم اِنّی اول من اناب، وسمع و اجاب، لم یسبقنی الارسول(ص) اللّٰہ بالصلٰوۃ، وقد علمتم انّہ لاینبغی ان یکون الوالی علی الفروج،والدماء، والمغانم والاحکام،وامامۃ المسلمین اَلْبخیلُ، فتکون فی اموالھم نَہْمَتُہ، ولاالجاھل فیَُضِلَّہُمْ بجھلہ، ولاالجافی فیَقْطعُھم بجفائہ، ولاالحا ئِفُ للدول،فیتخِذَ قوماً دون قوم، ولا المُرتشِی فی الحکم فیذھب بالحقوق،ویَقِفَ بھادون المَقاطِعَ ولاالمُعَطِّلُ للسنۃ فیُھلکُ الأمَّۃَ "[66]

اے اللہ ! میں پھلا شخص ہوں جس نے تیری طرف رجوع کیا اور تیرے حکم کو سن کر لبیک کھی ، رسول اکرم(ص) کے علاوہ کسی نے بھی نماز پڑھنے میں مجھ پر سبقت نہیں کی ،اے لوگو! تمھیں یہ معلوم ھے کہ ناموس ، خون ، مال غنیمت ، نفاذِ احکام اور مسلمانوں کی پیشوائی کے لئے کسی طرح مناسب نہیں کہ کوئی بخیل حا کم ہو، کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو اس کے دانت مسلمانوں کے مال پر لگے ر ھیں گے اور نہ کوئی جاھل ھو کہ وہ انھیں اپنی جھالت کی وجہ سے گمراہ کردے گا، نہ کوئی کج خلق ھو کہ وہ اپنی تند مزاجی سے چر کے لگاتا رھے گا اور اپنے اور لوگوں کے درمیان فاصلہ کردے گا، نہ کوئی مال ودولت میں بے راہ روی کرنے والا (ظالم)کہ وہ کچھ لوگوں کو دے گا اور کچھ کو محروم کردے گا، نہ فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والا کہ وہ دوسروں کے حقوق کو رائگاں کردے گااور انھیں انجام تک نہ پہنچائے گا اور نہ کوئی سنت کو بیکار کردینے والا کہ وہ امت کو تباہ و بربادااور ضائع کردے گا۔

اس خطبہ میں مولا علی علیہ السلام نے اس شخص کے لئیجو مسلمانوں کی امامت و سرپرستی اور ان کے درمیان قوانین اسلام نافذ کر نا چاھتا ھے ،جنگ وصلح کے احکام صادر کرنا چاھتا ھے اور مسلمانوں کے درمیان احکام خدا کی تبیین وتوضیح کرنا چاھتا ھے چھ بنیادی شرائط بتلائے ھیں :

۱۔ امام اور حا کم ،بخیل نہ ھو کہ و ہ لوگوں کے مال و ثروت میں ھمیشہ لالچ کی نظر جمائے رکھے گا،(اورامت اسلام پر مال و دولت خرچ کرنے کے بجائے خود ھی دولت جمع کرنے کی فکر میں مبتلا رھے گا)۔
۲۔ اما م اور حا کم ،اسلام کے تمام جزئیا ت اور قوانین کا بحد کافی علم رکھتا ہو۔
۳۔ حا کم، اخلاق حسنہ رکھتا ھو اور غصہ و خشونت سے دور ہو۔
۴۔ حا کم ،ظالم و ستمگر نہ ھو کہ دوسرے کے حق کو پائمال کردے۔
۵۔ حا کم اور امام رشوت خورنہ ہو۔
۶۔ امام ،قوانین اسلام اور قرآن کے نافذ کرنے سے گریز نہ کرے، بلکہ وہ ھمیشہ قوانین الٰہی کو نافذ اور ان کی حفاظت کرے ۔

یہ ھیں اسلامی حکومت کی باگ ڈور سنبھانے والے حا کم کے چند شرائط، لیکن مسلمانوں کی صحیح، معتبر اورمھم ترین کتابیں یعنی صحیح بخاری اور صحیح مسلم کھتی ھیں کہ خلفائے ثلاثہ مذکورہ شرائط(حسن اخلاق، علم وآگاھی...)سے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

عاری اور خالی ھی نھیں بلکہ وہ ان شرائط کے مقابل متضاد صفات کے حا مل تھے !! [67]چنانچہ اس بات کے ثبوت کے لئے ھم چند نمونے کتب صحیحین سے پیش کرتے ھیں ،جنھیں علمائے اھل سنت اپنے دین کا مدرک و ماخذ سمجھتے ھیں ، (اور ان میں نوشتہ احادیث کو قرآن کی آیت کے مساوی مانتے ھیں) کیونکہ ھم نے اپنی بحث کا مدرک انھیں دو کتابوں کو بنایا ھے، وگرنہ اس بارے میں کتب تواریخ و حدیث میں بھت زیادہ مطالب موجود ھیں ، جن کا نقل کرنا ھمارے موضوع سے متعلق نھیں ھے ۔

۱۔ حا کم کا صاحبِ حسن اخلاق ہوناضروری ھے

”ولا الجافی فیقطعھم بجفائہ“(قول حضرت علی علیہ السلام)

اور امام کو کج خلق اور تند مزاج نھیں ہونا چاھیئے کہ وہ اپنی کج خلقی اور تند مزاجی سے لوگوں کو ھمیشہ اپنے پاس سے بھگاتا رھے(کیونکہ اس طرح اسلامی احکام صحیح طریقے سے نافذ نہ ہوسکیں گے) “

محترم قارئین ! جیساکہ ھم نے گزشتہ فصلوں میں نقل کیا کہ ایک رھبر اور ھادیٴ امت کیلئے ضروری ھے کہ وہ نرم دل اور حسن اخلاق رکھتا ہو، تند خو اور غصہ ور شخص کیلئے منصب امامت سازگار نھیں ،لیکن صحیحین کی بعض احادیث اورسنیوں کی دیگر معتبر کتابوں کے مطابق خلفائے ثلاثہ ان صفات سے بے بھرہ تھے چنانچہ اس کے دو نمونے ذیل میں نقل کرتے ھیں :

۱۔ ...عن ابی ملیکة؛ قال کاد الخیران ان تھلکا ابو بکر وعمر ،لما قدم علی النبی وفد بنی تمیم، اشار احدھما با لاقرع بن حا بس الحنظلی اخی بنی مجاشع، واشارالآخر بغیرہ ،فقال ابوبکر لعمر: انما اردت خلافی؟فقال عمر:ما اردت خلافک، فارتفعت اصواتھما عند النبی(ص)، فنزلت الآیہ: [68]

اما م بخاری نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ھے :

نزدیک تھا کہ ایک واقعہ میں وہ دو نیک مرد (ابوبکر و عمر) ھلاک ہوجاتے، جب بنی تمیم کا ایک وفد رسول(ص) کی خدمت بابرکت میں مشرف ہوا تو ان دونوں (ابوبکر و عمر) میں سے ایک نے اقرع بن حا بس حنظلی برادر بنی مجاشع کو اس قبیلہ کاسرپرست ظاھر کر دیا اور دوسرے نے کسی اور شخص کی سفارش کی ، اس پرابوبکر نے عمر سے کھا :

تونے اس کام میں میری مخالفت کی ھے ؟

عمر نے کھا : میں اس امر میں تیری مخالفت کرنے کا قصد نھیں رکھتا تھا، بالآخر جب دونوں کے درمیان تو تو ، میں میں ، ہوئی اور ایک شور و ھنگامہ ہونے لگا(اوررسول(ص) کی موجودگی کا کسی کو خیال نہ رھا، لہٰذاجب خداوند عالم نے اس بدتمیزی اور بدتہذیبی کو دیکھا) تو یہ آیت نازل فرمائی:

[69]

اے ایماندارو !بولنے میں تم اپنی آوازیں رسول(ص) کی آواز پر بلند مت کیا کرو اور جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے زور زور بولا کرتے ھو ان (رسول(ص)) کے روبرو زور سے نہ بولا کرو، ایسا نہ ھو کہ تمھارے سارے اعمال حبط (ختم) ہوجائیں اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

ابن حجرنے فتح ا لباری(شرحا لبخاری) میں قلمبند کیا ھے : قبیلہٴ بنی تمیم کے وفد کا آنا اور یہ واقعہ پیش آناہجرت کے نویں سال میں تھا ۔[70]

عرض مؤلف

مذکورہ حدیث مسند احمد ابن حنبل میں بھی دیکھی جاسکتی ھے۔ [71]

مذکورہ حدیث کے مضمون اور بنی تمیم کے وفد کے مدینہ آمد کی تاریخ میں غور کرنے سے ایک سوال جو ابھر تا ھے وہ یہ ھے کہ جو افراد آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ بیس سال سے زندگی گزار رھے تھے، وہ نبی کے ساتھ رہ کر تہذیب یا فتہ کیوننہ ہوئے ؟!آخر ان کو احترام رسالت کا خیال کیوں نہ تھا؟!یہ لوگ کیوں نبی(ص)کے سامنے اس قدر ھلڑ ھنگامہ کرتے تھے کہ خدا کو ان کی تھدید اور تنبیہ کے لئے آیت نازل کرنا پڑی؟![72] بتائیے ایسے افراد کیا جانشین نبی ، عظیم الشان قائد، اسلامی رھبر اور مقام خلافت کے حقدار ھو سکتے ھیں ؟!ھرگز نھیں ۔

۲۔ ...سعد بن ابی وقاص؛ قال: استأذن عمرعلی رسول(ص)اللہ ،وعندہ نسآء من قریش،یُکَلِّمْنَہُ و یَسْتَکْثِرْنَہُ عالیة اصواتھن، فلما استأذن عمر، قمن یبتدرن الحجاب، فأذ ن لہ رسول(ص)اللہ ،ورسول(ص)اللہ یضحک، فقال عمر: اضحک اللہ سنک یا رسول(ص)اللہ !قال: عجبت من ھٰولاء الآتی کن عندی، فلم ا سمعن صوتک، ابتدرن الحجاب، قال عمر: فانت یا رسول(ص)اللہ !کنت احق ان یھبن، ثم قال: ای عد وات انفسھن! اتھبننی ولا تھبن رسول(ص)اللہ ؟قلن انت افظ واغلظ من رسول(ص)اللہ ۔[73]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سعد بن ابی وقاص سے بخاری نے نقل کیا ھے:
ایک مرتبہ عمر نے رسول کی خدمت میں شرفیاب ہونے کی درخواست کی اس وقت بعض زنان قریش رسول(ص) کی خدمت میں باتیں کررھی تھیں اور زیادہ تیز آواز میں رسول(ص) سے سوال و جواب کر رھی تھیں ، لیکن جب عمر نے چاھا کہ خدمت رسول(ص) میں حا ضر ہوں توقریش کی یہ سب عورتیں گھر کے ایک گوشے میں پوشیدہ ہوگئیں ۔
رسول(ص) اس ماجرا کو دیکھ کر مسکرانے لگے اور تبسم کی حا لت میں عمر کو گھر میں وارد ہونے کا اذن دیا، عمر نے کھا: یارسول اللہ! اللہ آپ کو ھمیشہ خوشحال رکھے یہ مسکرانے کا کیا مطلب ھے؟!
رسول(ص) نے فرمایا: مجھے اس امر نے تعجب میں ڈال دیا ھے کہ جب ان قریش کی عورتوں نے تیری آواز سنی تو سب متفرق ہوگئیں اور گوشہ میں پوشیدہ ہوگئیں !
عمر نے کھا :یا رسول اللہ!ان کو آپ سے ڈرنا چاھیئے نہ کہ مجھ سے، اس وقت ان عورتوں سے مخاطب ہوکر بولے :اے اپنے وجود کی دشمنو !تم مجھ سے ڈرتی ہو اور رسول(ص) سے نہیں ؟
عورتوں نے اس کیجواب میں کھا: ھاں ھم لوگ آپ سے ڈرتے ھیں لیکن رسول(ص) سے نہیں ، کیونکہ آپ رسول (ص)کی بنسبت بڑے بدمزاج ،غصہ ور اور تند خو آدمی ھیں ۔”قلن انت افظ واغلظ من رسول اللہ “

عرض مؤلف خلیفۂدوم کی سخت مزاجی اور بداخلاقی کے بارے میں کتب احادیث میں بہت سارے واقعات قلمبند کئے گئے ھیں بعض کتابوں میں آیا ھے :جب حضرت عمر غصہ ہوتے تھے تو بعض اوقات ان کا غصہ اس وقت تک ختم نہ ھو تا جب تک کہ اپنے ھی دانتوں سے اپنا ھاتھ چبا کر زخمی نہ کرلیا کرتے تھے!(یہ حالت میرے خیال سے اس وقت ہوتی ہوگی جب انھیں غصہ اتارنے کے لئے کوئی ملتا نہ ہوگا...) زبیر بن بکار اس مطلب کو نقل کرنے کے بعد کھتے ھیں:ھاتھ کو دانتوں سے چبا نے والا واقعہ اس وقت بھی پیش آیا جب آپ کے کسی فرزند کی شکایت کوئی کنیز آپ کے پاس لائی ،اس وقت بھی خلیفہ صاحب نے اپنا ھاتھ چبا لیا تھا!!
اس کے بعد ابن بکار کھتے ھیں:خلیفہ کی اسی تند مزاجی کی وجہ سے ابن عباس” مسئلۂ عول “کی مخالفت میں حق بات کے اظھار سے خاموش رھے اور جب خلیفۂدوم کی موت واقع ہوگئی تب آپ نے اس حقیقت کا اظھار کیا، لوگوں نے ابن عباس سے کھا: آپ نے اس حقیقت کو خلیفہ ٔ دوم کے سامنے کیوں نہ ظاھر کیا ؟ آپ نے فرمایا : میں اس سے ڈرتا تھا ،کیونکہ وہ ایک خوف ناک اورغصہ ور حا کم تھا۔ [74]

۲۔ حا کم کو احکام الہٰیّہ سے آگاہ ہوناچاھیئے
,,وَلَا اْلجَاھل فَیُضِلُّہُمْ بِجَھلہ“((فرمان امام علی علیہ السلام))
حا کم اور امام کو جاھل نہیں ہونا چاھیئے ،کیونکہ اگر جاھل ہوگا تو وہ اپنیجھل کی بنا پر لوگوں کو گمراہ کردے گا۔
حا کم اوراما م کے لئیجھاں اوردیگر شرائط ضروری ھیں ، ان میں سے ایک شرط یہ بھی لازم ھے کہ وہ احکام اور قوانین الٰھیہ سے آگاہ اور آشنا ہو،چنانچہ اگر حا کم اسلامی قوانین اور احکام کے تمام جزئیات و جوانب سے واقف نہ ھو اور ضرورت کے وقت ا یرے غیرے سے دریافت کرنے کا محتاج ھو اور اسلامی احکام کو فلاں ڈھکاں سے معلو م کرے گا، توایسا شخص منصب ِ خلافت کے لائق نہیں ھو سکتاکیونکہ وہ غلط اورخلاف واقع احکام کو صادر کرکے لوگوں کو گمراھی و ضلالت میں مبتلا کردے گا یا پھر لوگوں کو شک وتردید میں ڈال دے گا ۔
لیکن کتب تواریخ و احادیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ھے : خلفائے ثلاثہ جو اسلامی حا کم تھے، یہ لوگ اسلامی احکام کی کچھ اطلاع نہیں رکھتے تھے! اور اسلامی احکام اور دینی مسائل دریافت کرنے کی غرض سے دوسروں کے دروازوں پر دستک دیتے تھے،اسی وجہ سے بسااوقات یہ حضرات متضاد اور عجیب و غریب،خلاف ِ واقع فتاویٰ صادر کردیتے تھے۔ (یھاں تک کہ مدینہ کی عورتیں تک ان پر اعتراض کردیتی تھیں !)چنانچہ حضرت امیرالمو منین علی علیہ السلام نیجب یہ دیکھاتو ایک خطبہ ارشادفرمایا ،جس میں آپ نے ان حکام کی تصویر کشی کی جو بغیر علم کے حکومت کرتے ھیں ۔
,,ترد علی احدھم القضیۃُ فی حکم من الاحکام فیحکم فیھا برایہ، ثم ترد تلک القضیۃبعینھا علی غیرہ فیحکم فیھا بخلاف قولہ، ثم یجتمع القضاۃ بذالک عند الامام الذی استقضاھم، فیصُوّب آرائھم جمیعاً، و اِلٰہُہُمْ واحدٌ !و نبیھم واحد !وکتابھم واحدٌ!افامر ھم اللّٰہ تعالی بالاختلاف فاطاعوہ! ام نھاھم عنہ فعَصَوْہ! ام انزل اللّٰہ تعالی دیناً ناقصاً فاستعان بھم علی اتمامہ !ام کانوا شرکاء لہ ،فلھم ان یقولوا ،و علیہ ان یرضیٰ؟ ام انزل اللّٰہ تعالی دیناً تاماً فقصَّر الرسول(ص) عن تبلیغہ وادائہ!؟ واللّٰہ سبح ا نہ یقول:< مَا فَرَّطْنَا فی اْلکِتَابِ مِنْ شَیءٍ...> [75] وفیہ تبیان کل شیء“[76]
جب ان میں کسی ایک کے سامنے کوئی معاملہ فیصلہ کے لئے پیش ہوتا ھے تو وہ اپنی رائے سے اس کا حکم لگا دیتا ھے،

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پھر وھی مسئلہ بعینہ دوسرے کے سامنے پیش ہوتا ھے تو وہ اس پھلے حکم کے خلاف حکم دیتا ھے، پھر یہ تمام کے تمام قاضی اپنے اس خلیفہ(حا کم) کے پاس جمع ہوتے ھیں جس نے انھیں قاضی بنا رکھا ھے، تو وہ سب کی رائے کو صحیح قرار دید یتا ھے! حا لانکہ ان کا اللہ ایک، نبی ایک اور کتاب ایک ھے ،انھیں غور تو کرنا چاھیئے!کیا اللہ نے انھیں اختلاف کا حکم دیا تھااور یہ اختلاف کر کے اس کا حکم بجا لاتے ھیں ؟یا اس نے تو حقیقتاً اختلاف سے منع کیا ھے اور وہ اختلاف کر کے عمداً اس کی نافرمانی کرنا چاھتے ھیں ؟یا یہ کہ اللہ نے دین کو ادھورا چھوڑا تھا اور ان سے تکمیل کے لئے ھاتھ بٹانے کا خواھش مند ہوا ؟یا یہ اللہ کے شریک تھے کہ انھیں اس کے احکام میں دخل دینے کا حق ھو اور اس پر لازم ھو کہ وہ اس پر رضامند رھے؟ یا یہ کہ اللہ نے تو دین کو مکمل اتارا تھا،مگر اس کے رسول (ص)نے اس کے پھنچانے اور ادا کرنے میں کوتاھی کی تھی،حا لا نکہ اللہ نے قرآن میں یہ فرمایا ھے: اور اس میں ھر چیز کا واضح بیان ھے-[77]
قارئین محترم !ا ب ھم خلفائے ثلاثہ کے چند شواھد پیش کرتے ھیں ، جنھوں نے متعدد مقامات پر الٹے سیدھے اور خلافِ واقع حکم اور فتوے صادر فرمائے، جو قرآن و حدیث کے صریحا مخالف تھے، جس کی وجہ سے حضرت امیر المومنینَ (ع) نے اس رویہ کو اپنی محکم اورمضبوط دلیل و برھان کے ذریعہ ھدف تنقید قرار دیا ، چنانچہ اسبارے میں اھل سنت کی معتبر کتابوں میں کثرت کے ساتھ شواھد پائیجاتے ھیں،ھم صرف اس جگہ گیارہ عددمقامات صحیحین سے نقل کرنے پراکتفاکرتے ھیں-

۱- حضرت عمر نے حکم تیمم کی صریحا خلاف ورزی کی!!
قرآن مجید کی صریحا یت اور رسول اسلام (ص)کا واضح دستور اس بارے میں موجود ھے کہ جب انسان(مثلاً) مجنب ھو جائے اور پانی کا حا صل کرنا ممکن نہ ہو، یا پانی کا استعمال ضرر رساں ہو،توانمقامات پر انسان کے اوپر واجب ھے کہ وہ تیمم کرکے اپنی عبادت بجا لائیجب تک کہ عذر زائل نہ ھو جائے،لیکن جب یہ قضیہ عمر کے سامنے پیش کیا گیا تو بجائے اس کے کہ آپ اس صورت میں حکمِ تیمم بیان کرتیجو قرآن و حدیث شریف میں صراحت کے ساتھ وارد ہوا ھے، آپ نے فوراً ”لَاتُصَلِّ“ کا علی الاعلان حکم صادر فرمادیا یعنی نماز نہ پڑھے !!اتفاقاً عمار یاسر اس وقت موجود تھے لہٰذاآپ نے خلیفہ ٔ وقت پر اعتراض کیا اور فرمایا : ایسی صورت میں تیمم کر کے انسان اپنی عبادت بجالائے گا اور یہ بات روایاتِ نبوی سے ثابت ھے، لیکن خلیفہ صاحب کو عمار یاسر کی بات پر اطمینان نہ ہوااور الٹے عمار یاسر کو تھدید کرنے لگے!(الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے) جس کی وجہ سے عماریاسر کو یہ کھنا پڑا کہ اگر خلیفہ صاحب مصلحت نھیں سمجھتے تو میں اپنی بات واپس لیتا ہوں !! ھم اس جگہ اس بارے میں دو عدد روایتیں معہ ترجمہ و متن نقل کرتے ھیں :
۱- سعید بن عبدالرحمان عن ابیہ؛ان رجلااتی عمر،فقال: انی اجنبت فلم اجد ماءً ،فقال:لا تصل، فقال عمار:اما تذکر یا امیرالمؤمنین! اذاانا وانت فی سریة فاجنبنا فلم نجد ماءً فاما انت فلم تصل،واما انا فتمعکت فی التراب وصلیت،فقال النبی(ص)انم ا یکفیک ان تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ،ثم تمسح بھماوجھک وکفیک؟فقال عمر:اتق اللہ یا عمار! فقال ان شئت لم احدث بہ!!
سعید بن عبدالرحمن اپنے باپ سے نقل کرتے ھیں :
ایک مرد عمر کے پاس آیا اور سوال کیا : میں مجنب ھو گیا ہوں اور پانی دستیاب نھیں ھے بتائیے اس حا لت میں کیا کروں ؟عمر نے کھا: نماز مت پڑھو! (اتفاقاً)عمار یاسر اس وقت موجود تھے، انھوں نے کھا: اے امیرالمؤمنین! کیا آپ کو یاد نھیں کہ ھم اور آپ کسی جنگ میں تھے اور مجنب ھو گئے اور کسی جگہ پانی نہ ملا ،تو آپ نے نماز نھیں پڑھی ،لیکن میں نے مٹی میں لوٹ پوٹ کرنمازکو انجام دیا، جب رسو ل خدا(ص)کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو فرمایا : اسی اندازہ بھر کا فی ھے کہ تیمم کی غرض سے (نماز کیلئے)دونوں ھاتھوں کو زمین پرماراوور خاک کے ذرات کو بر طرف کر کے (ھاتھوں کو جھاڑکے)دونوں ھاتھوں کو چھرے پر پھیر لو اور پھر اپنے ھا تھوں کے اوپر مسح کرلو؟ عمر نے کھا :اے عمار! خد ا سے ڈرو! عمار نے کھا:آپ اگر چاھیں تو میں اس واقعہ کو نقل نہ کروں؟!![78]

عرض مؤلف
مذکورہ روایت صحیح بخاری اور صحیح مسلم دونوں میں منقول ھے، لیکن امام بخاری نے اپنے شدید تعصب کی بنا پر اس روایت میں کاٹ چھانٹ فرمادی ھیجیساکہ ھم نیجلد اول میں اس بات کی طرف اشارہ کیا تھا کہ اس روایت میں حضرت عمر کا جواب (لا تصل)کو حذف کردیا ھے :
۲-,,... عن شقیق ابن سلمة؛ قال:کنت عند عبداللہ بن مسعود وابی موسی الاشعری، فقال لہ ابو موسی: یا اباعبد الرحمان! اذا اجنب المکلف فلم یجد ماءً کیف یصنع ؟قال عبد اللہ : لا یُصَلِّی حتی یجد الماء، فقال ابو موسیٰ: فکیف تصنع بقول عمارحین قال لہ النبی(ص)” کان یکفیک ...؟قال: الم ترعمرلم یقنع بذالک؟ فقال ابو موسی: دعنا من قول عمار، فما تصنع بہٰذہ الآیة ؟:و تلی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

علیہ آیة الما ئدة: قال: فمادری عبد اللہ ما یقول ... ۔
امام بخاری نے شقیق ابن سلمہ سے نقل کیا ھے:
میں عبد اللہ ابن مسعود اور ابو موسی اشعری کے پاس تھا ابوموسی اشعری نے ابن مسعود سے پوچھا: اگر کوئی مجنب ھو اور پانی حا صل نہ کرسکتا ھو تو کیا کرے گا؟ ابن مسعود نے کہا: اگر پانی نہ ھو تو نماز نہ پڑھو، ابو موسی نٔے اس پر اعتراض کیا اور کہا :عمار ی ا سر کا وہ قول کہا ں جائے گا جو تیمم کے بارے میں انھوننے رسول(ص)سے نقل کیا ھے:’’ان تضرب بیدیک الارض ثم تنفخ،ثم تمسح بھما وجھک وکفیک‘‘؟
ابن مسعود نے کہا :مگر عمار یاسر کے قول کو حضرت عمر نے تو قبول نھیں کیا تھا؟ ابو موسی اشعری نے کہا: چلو عمار یاسر کے قول کو نہ مانو، لیکن یہ آیۂ قرآن کہاں جائے گی ؟ جو حکم تیمم کو صراحت کے ساتھ بیان فرما رھی ھے؟
ابن مسعود اس وقت خاموش ہوگئے اور کچھ نہ کہہ سکے ۔[80]
متذکرہ حدیث بھی صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں آئی ھے لیکن بعض علمائے اھل سنت نے اس واقعہ کو دوسرے انداز میں پیش کرنے کی بیجا کوشش کی ھے، تاکہ اپنے ھیرو کی کچھ خدمت اور ان کے علمی مقام کا دفاع کر سکیں کھتے ھیں :حضرت عمر کا یہ اعتراض ان کے اجتھاد کی بنا پر تھا اوریہ ان کا اپنا ذاتی نظریہ اور اجتھادتھا کبھی کہا جاتا ھے: خلیفہ صاحب کو اس بارے میں اس وجہ سے ھدف تنقید نھیں بنایا ج ا سکتا کیونکہ آپ حدیثِ رسول فراموش کر گئے تھے، ان کے اوپر نسیان غالب آگیا تھا، جس کی وجہ سے وہ عمار کو اس طرح تھدید کر رھے تھے۔
چنانچہ ابن حجر فتح ا لباری میں لکھتے ھیں :
جب غسل جنابت کرنے کے لئے پانی نہ ھو تونماز ترک کرنا یہ صرف حضرت عمر کا ان کے اجتھادکی بناپرذاتی نظریہ تھا ، چنانچہ مشھور ھے کہ عمر اس مسئلہ میں یہ نظریہ رکھتے تھے۔
اس کے بعد ابن حجر کھتے ھیں :
ان واقعات سے استفادہ ھو تا ھے کہ رسول(ص)کے زمانہ سے ھی صحا بہ نے اجتھاد کرنا شروع کردیا تھا !![81]
ابن رشد جو سنیوں کے مشہور دانشور ،فلسفی اور فقیہ ھیں ، آپ اپنی استدلالی کتاب’’ بدایةالمجتھد‘‘ میں تحریر کرتے ھیں :
’’ حضرت عمر نے عمار سے یہ بحث ومباحثہ اس لئے کیا تھاکہ وہ حکم تیمم فراموش کر گئے تھے، ان پر نسیان طاری ہوگیا تھا، آپ نے اس طرح خلیفہ صاحب کو معذور قرار دیا ،البتہ علمائے اسلام کی اکثریت کا عقیدہ یھی ھے کہ نماز کو تیمم کرکے پڑھے گااور شخصِ مجنب پر نماز کا واجب ہوناآیت کے علاوہ حضرت عمار اور عمران بن حصین کی حدیث سے بھی ثابت اوریقینی ھے ، عمران ابن حصین کی حدیث کو امام بخاری نے بھی نقل فرمایا ھے، لہٰذا حضرت عمر کا نسیان و فراموشی کی بنا پر حضرت عمار کی حدیث پر عمل نہ کرنا جناب عمار کی حدیث کے مضمون پر کوئی اثر نھیں کرتا ‘‘
’’لٰکن الجمھور راؤ ا ان ذالک قد ثبت من حدیث عمار و عمران بن حصین.....‘‘ [82]

۲۔ شراب خورکی حداورحضرت عمرکی خلاف ورزی!!
’’...قتادة یحدث عن انس بن مالک؛ان النبی(ص) اتی برجل قد شربالخمرفَجَلَدَہ بجرید تین نحواربعین،قال:ففعلہ ابوبکرفلما کان عمر،استشارالناس،فقال عبد الرحمان:اخف الحدود ثمانین، فامربہ عمر‘‘
قتادہ نے انس بن مالک سے روایت کی ھے:
ایک ایسے شخص کو خدمت رسول(ص) میں لایا گیا جس نے شراب پی تھی رسول(ص) نے حکم صادر فرمایا : اس کو خرمہ کی چوب سے چالیس ضرب لگائی جائیں ،حضرت ابوبکر نے بھی اپنے دور خلافت میں شراب پینے والے کو چالیس ضرب لگوائیں ، لیکن جب عمر کا دور خلافت آیا تو آپ نے لوگوں سے مشورہ کیا: آیا چالیس ضرب شراب خور کی حد کمتر نھیں ھے؟! توعبد الرحمان بن عوف نے کہا: اسی (۸۰) کوڑے (قرآن مجید میں) کمترین حد (سزا) بیان کی گئی ھے ،عمر نے بھی اس رائے کو پسند کیا اور اسی وقت سے اسی (۸۰) کوڑے لگائیجانے لگے۔[83]

عرض مؤلف
اس حدیث کو مسلم نے کئی طریق سے نقل کیا ھے اور بخاری نے اسے دو جگہ پر نقل کیا ھے، لیکن حدیث کاآخری حصہ حذف کر دیا ھیجس میں یہ ھے کہ حضرت عمر نے لوگوں سے مشورہ کر کے اسی (۸۰) کوڑے مارنے کا حکم اجراء کیا۔[84]
محترم قارئین !حقیقت حال یہ ھے کہ شاربُ الخمر کی حد صدر اسلام سے ھی اسی (۸۰) کوڑے تھی ،ایسا نھیں تھا کہ

رسول(ص) کے زمانہ میں چالیس کوڑے تھی اور خلیفہ صاحب نے مشورہ کرکے اسی کوڑے کردی ،کیو نکہ رسول(ص) کے زمانہ میں اکثر لوگ جنگ و جدال میں مبتلا رھتے تھے،شراب پینے کا موقع ھی نہ ملتا تھا ، یا پھر اسلامی قوانین پر زیادہ عمل پیرا تھے، لہٰذا حدِخمر جاری کرنے کابھت ھی شاذ ونادراتفاق ہوتا تھا ، اس وجہ سے خلیفہ صاحب(اپنی بھترین ذھانت کی بنا پر) یہ حکم فراموش کر گئے ،لیکن جب وفات رسول(ص) کے بعد عمر کے زمانہ تک مسلمان معنویت اور روح ا نیت سے رفتہ رفتہ دور ھو نے لگے اور کچھ آسائش ، عیش و عشرت کا زمانہ ملا اور شراب نوشی عام ہونے لگی تو شراب پینے کی حدجاری کرنا پڑی، لیکن اس طرف چونکہ حضرت عمراس مسئلہ کا حکم بھول چکے تھے، لہٰذا موصوف کو یہ سزا کم معلوم ہوئی چنانچہ آپ نے اسی (۸۰)کوڑے کر دی ، جبکہ پھلے سے ھی اسی (۸۰) کوڑے سزا تھی۔[85]

اور اسی کوڑے کے بارے میں حضرت عمر کا رھنما عبدالرحمان بن عوف نہ تھا بلکہ اس بارے میں در اصل حضرت امیر (ع) نے رھنمائی فرمائی تھی،جیسا کہ ا ھل سنت کی معتبر اور اصلی کتابوں سے ثابت ھے ،چنانچہ ابن رشد اندلسی شراب خوری کی حد کے بارے میں علما ئے اھل سنت کے درمیان اختلاف نقل کرنے کے بعد کھتے ھیں :

”اکثر فقھا ء بلکہ تمام فقھا ء کا نظریہ شراب خور کی حد کے بارے میں اسی کوڑے ھے ، اس کے بعدآپ مزید تحریر کرتے ھیں : شراب خوری کے بارے میں اسی تازیانے کی حد کی دلیل ان اکثر فقھاء کے نزدیک حضرت امیر المومنین (ع) کا یھی نظریہ ھیجسے آپ نے اس وقت جب عمر کے زمانہ میں زیادہ شراب پی جانے لگی اور اس کی حدپر ایک شور و ھنگامہ ہوا کہ شراب خور کی حد کمتر ھے، عمر اور دیگر صحا بہ اس بارے میں مشورہ کرنے کیلئے بیٹھے تو بیان فرمایا : شراب خور کی حد وھی ھیجو قذف کی ھے یعنی اسی (۸۰) کوڑے“[86]

بھر کیف ان مطالب سے یہ استفادہ ہوتاھے کہ خلیفہ صا حب نے اسی کوڑے مارنے کاحکم دوسروں کے مشورے اور راھنمائی سے حا صل کرنے کے بعدجاری فرمایا ، راھنما کوئی بھی ھو حضرت امیر المومنین (ع) یا عبد الرحمن بن عوف
۔

۳۔ جنین کی دیت اور حضرت عمر کا رویہ!!

,,...عن المِسْوَربن مخرمة؛قال:استشارعمربن الخطاب الناس فی املاص المرأة،فقال المغيرة بن شعبةشهدتُ النبی(ص) قضی فيہ بغرة عبدٍ اوامةٍ،قال: فقال عمر:ائتنی بمن يشهد معک؟قال:فتشهد محمدُ بن مسلمة“[87]

مسور بن مخرمہ کھتے ھیں :

حضرت عمر نے ایک مرتبہ اس بچہ کی دیت کے بارے میں لوگوں سے مشورہ کیا جو شکم مادر سے ساقط کر دیا جائے ، اس وقت مغیرہ بن شعبہ نے کھا: میں رسول(ص) کی خدمت بابرکت میں ایک مرتبہ حا ضر تھا کہ رسول(ص) نے سقط جنین کے بارے میں ایک غلام کی قیمت یا ایک کنیز کی قیمت ادا کرنے کا حکم دیا، عمر نے کھا :اے مغیرہ اپنی رائے پر شاھد پیش کرو، اس وقت مغیرہ کی بات کی گواھی محمد بن مسلمہ نے دی۔

عرض مؤلف

قارئینِ محترم !صحیحین کی روایت کے اعتبار سے مذکورہ حکم ان احکام میں سے ایک ھیجن کو خلیفہ صاحب نے مشورہ سے حا صل کیا اور حضرت عمر نے صرف مغیرہ بن شعبہ کی گواھی پر بات کو تسلیم کر لیا ،لیکن مایۂ افسوس یہ ھے کہ وہ مغیرہ جو ظالم ترین اور زناکار ترین لوگوں میں سے شمار کیا جاتا تھا ، اس کی بات کو آپ نے تسلیم کر کے ایک اسلامی حکم کوجاری فرمایا!! اس سے زیادہ خلیفہ صاحب کی نا اھلی اور کیا ھو سکتی ھے ؟!

۴حضرت عمر اور حکم استیذان!!

...” سمعت عن ابی سعيدالخدری؛يقول:کنت جالسًا لمدينة فی مجلس الانصار، فاتانا ابو موسیٰ فزعاًاو مذعوراً،قلنا ما شأ نک ؟قال ان عمرارسل اليَّ ان آتيہ،فاتيت با بہ فسلمت ثلاثاً فلم يرد عليَّ،فرجعت،فقال:ما منعک ان تاتينا؟ فقلت انی اتيتک فسلمت علی بابک ثلاثاًفلم يردوا علی، فرجعت، و قد قال رسول(ص)الله :اذا استأذن احدکم فلم يوذن لہ فليرجع ،فقال عمر: اقم عليہ البينة والا اوجعتک ،فقال ابی بن کعب: لا يقوم معہ الا اصغر القوم، قال ابو سعيد: قلت: انا اصغرالقوم، قال: فاذهب بہ“[88]

ابو سعید کھتے ھیں :

ایک مرتبہ میں مدینہ میں انصار کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک ابوموسی اشعری اضطراب و پریشانی کی حا لت میں وارد مجلس ہوئے ، میں نے اضطراب کی ا سبب پوچھا :تو ابوموسی نے کھا : مجھے عمر نے بلایا تھا ،لیکن جب میں ان

کے گھر گیا ان کے دروازے پر میں نے تین مرتبہ سلام کر کے وارد ہونے کی اجازت چاھی، مگرجب کسی نیجواب نھیں دیا تو میں پلٹ آیا ،لیکن بعد میں جب عمر نے مجھے دیکھا تو کھا: میں نے تجھے بلایا تھا کیوں نہ آیا؟ میں نے سارا واقعہ کہہ سنایا اور کھا: رسول (ص)نے چوں کہ فرمایا ھے :
اگرتین مرتبہ تک کوئی جواب نہ دے تو پلٹ جانا چاھیئے ، عمر نے اس بات کو جب سنا تو کھا :قسم خدا کی اگر تونے اس بات پر کسی کو گواہ پیش نہ کیا تو سخت سزادوں گا۔ ابوسعید کھتے ھیں : میں اس مجلس میں سب سے چھوٹا تھا اور ابی بن کعب نے کھا : اس مجلس ک ا سب سے چھوٹا اس بات کی گواھی دے گا ، میں نے کھا : میں سب سے چھوٹا ہوں ،چنانچہ میں نے ابی بن کعب کی رائے سے ابو موسیٰ کی گواھی دی۔

عرض مؤلف
مسلم نے اس مطلب کو ”باب الاستیذان“ میں مختلف اسناد و مضامین کے ساتھ نو (۹) حدیثیوں کے ضمن میں نقل کیا ھے،چنانچہ جب حضرت عمر پر یہ بات واضح و ثابت ہوگئی کہ وہ اس سادہ حکم کے بارے میں نابلد ھیں ،تو وہ اپنی بوریت ختم کرنے کیلئے ایک حدیث کے مطابق اس طرح توجیہہ کرتے ہوئے بولے:
ممکن ھے کہ رسول اسلام(ص) کا یہ حکم میرے اوپر اس لئے پوشیدہ رھا ہو کہ میں اکثر بازار میں خرید و فروخت کرتا رھتا تھا ، لہٰذاخرید و فروخت نے مجھے اس حکم رسول(ص) کیجاننے سے قاصر رکھا:
”خفی علی ھٰذا من امررسول(ص)اللہ الھانی عنہ الصفق بالاسواق“!![89]
صحیح مسلم کی ایک اور حدیث میں اس طرح آ یا ھے:
ابیٴ ابن کعب نے اس موضوع کی گواھی خود دی تھی اور حضرت عمر پر اعتراض کرتے ہوئے کھا: اے خطاب کے بیٹے! اصحا ب رسول(ص) پر عذاب مت بن:
,,فلا تکن یا ابن الخطاب عذاباًعلی اصحا ب رسول(ص)اللہ ۔“[90]

عرض مؤلف
محترم قارئین ! صحیحین کی نقل کے مطابق مسئلہ استیذان خلیفہ صاحب کے لئے اس قدر مشکل مرحلہ تھا کہ گواھی اور سختی وغیرہ کی نوبت آگئی، جبکہ یہ مسئلہ ایک اخلاقی اورا نسانی اقدار کی عکاسی کرتا ھے ،جو لوگ صاحب اخلاق اور غیرت مند ہوتے ھیں وہ اپنے وجدان وفطرت میں ان احکام کو اچھی طرح درک کرتے ھیں ، چنانچہ مسئلہٴ اذن ایک ڈھکا چھپا مسئلہ نہ تھا بلکہ رسول(ص) نے اس مسئلہ کو بارھا بیان فرما دیا تھا،اس کے علاوہ قرآن مجید میں بھی خدا وند متعال نے اس مسئلہ کو ببانگ دھل بیان کر دیا تھا:

اے ایماندارو !اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں (درّانہ)نہ چلیجاوٴ، یھاں تک کہ ان سے اجازت لے لو اور ان گھروں کے رھنے والوں سے صاحب سلامت کرلو یھی تمھارے حق میں بھتر ھے (یہ نصیحت اس لئے ھے) تا کہ یا د رکھو ۔ پس اگر تم ان گھروں میں کسی کو نہ پاوٴ تو تا وقتیکہ تم کو (خا ص طور پر)اجازت نہ حا صل ہو جائے ان میں نہ جاوٴ اور اگر تم سے کھا جائے کہ پھر جاوٴ تو تم (بے تامل) پھر جاوٴ یھی تمھارے واسطے زیادہ صفائی کی بات ھے اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو خدا اس سے خوب واقف ھے ۔[91]
ابیٴ بن کعب کا یہ کھنا کہ ا س چیز کی گواھی کے لئے سب سے چھوٹا شخص جا ئے، یہ بعنوان اعتراض اور تنقید تھا ،بتلانا یہ چاھتے تھے کہ یہ حکم اس قدر عام ھے کہ بوڑھوں کی کیا با ت بچے بھی جانتے ھیں ، لیکن خلیفہ صاحب بچارے ھر وقت بازاروں میں مصروف رھتے تھے،جس کی بناپر اتنے سادہ مسئلہ سے واقف نہ ہو سکے ،اس جگہ سے ھ میں اس بات کا بھی پتہ چل جا تا ھے کہ خلیفہ صاحب مشکل مسائل کا کتنا علم رکھتے ہوں گے !![92]

۵۔ مسئلہٴ کلالہ سے حضرت عمر کی نادانی!!
”...عن سالم، عن معدان بن ابی طلحة؛ان عمر بن الخطاب خطب یوم الجمعة، فذکر نبی اللہ (ص)وذکرابابکر،ثم قال:انی لاادع بعدی شئاًھم عندی من الکلالة، ماراجعت رسول(ص)اللہ فی شیءٍ ما راجعتہ فی الکلالة،وماغلظ لی فی شیءٍ ما اغلظ فیہ حتی ٰطعن باصبعہ فی صدری وقال(ص):یا عمرالا تکفیک آیة الصیف ٰالّتی فی آخرسورةالنساء؟وانی ان اعش اقض فیھا بقضیةیقضی بھامن یقرئالقرآن ومن لا یقرء القرآن۔“[93]
سالم نے معدان بن ابی طلحہ سے نقل کیا ھے:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ایک روز عمر ابن خطاب نے نماز جمعہ کے خطبہ میں رسول(ص) اور ابوبکر کو یاد کیا اور کہا کہ کلالہ سے زیادہ مشکل ترین مسئلہ اپنے بعد کوئی نہیں چھوڑ رہا ہوں، کیونکہ کلالہ کے علاوہ میں نے رسول(ص) سے اور کسی مسئلہ کو نہیں پوچھا ھے اور رسول(ص) بھی مجھ سے کلالہ کے علاوہ اور کسی مسئلہ کے پوچھنے پر ناراض نہیں ہوئے ھیں اور اس مسئلہ کے دریافت کرنے پررسول اس قدرناراض ہوئے کہ ایک مرتبہ آپ نے میرے سینے پر انگلی مار کر فرمایا: اے عمر! آیۂ صیف جو سورہ نساء کے آخر میں ھے کیا وہ تیرے لئے کافی نہیں ھے؟!بھر حال حضرت عمر نے اپنے خطبہ کو ان جملوں پرختم کیا کہ اگر میں زندہ رہ گیا تو کلالہ کے بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا کہ جو قرآن پڑھنے والے اور نہ پڑھنے والے کرتے ھیں ۔

وضاحت

آیۂ صیف[94] میں کلالہ کی میراث بیان کی گئی ھے اور اس آیت کو آیہٴ صیف کھتے ھیں کیونکہ یہ آیت گرمی کے موسم میں نازل ہوئی تھی (صیف کے معنی گرمی کے ھیں)۔

مرحوم علامہ امینی (رہ)اس آیت کے ذیل میں فرماتے ھیں :

شریعت اسلامیہ کے قوانین کو خداوند عالم نے آسان و سھل بنایا ھے اسی وجہ سے اس کو شریعتِ سھلہ کھا جاتا ھے مگر عمر کے لئے یہ شریعت، شریعتِ مشکلہ تھی کیونکہ آپ منبر کے اوپر جاکر فرماتے تھے:

” میرے نزدیک سب سے زیادہ مشکل مسئلۂکلالہ ھے اس سے زیادہ میں کوئی مشکل مسئلہ اپنے بعد نہیں چھوڑیجا رہا ہوں۔“

اس کے بعدعلامہ امینی(رہ)کھتے ھیں :

سوال یہ پیدا ہوتا ھے کہ اگر حضرت عمر رسول(ص)سے باربار کلالہ ک ا سوال کرتے تھے تو حضرت رسالتمآب(ص) اس کا جواب دیتے تھے یا نہیں ؟اگر آپ جواب دیتے تھے تو پھر عمر یاد کیوں نہیں کرتے تھے ؟یا پھر یا د کرتے تھے ، مگر بھول جاتے تھے کیونکہ آپ کی عقل اس کو درک کرنے سے عاجز تھی! اور اگر رسول(ص) جواب نہیں دیتے تھے بلکہ مسئلہ کو لا ینحل اور مبھم بیان فرماتے تھے، تو یہ رسول(ص) سے بعید ھے کیونکہ جو مسئلہ روز مرہ کا مبتلا بہ ہو اس کا امت کے لئے واضح کر دینا آنحضرت (ص)کی خدا کی جانب سے ذمہ داری ھے ۔اور پھریہ کیسے ممکن ہو سکتا ھے کہ جس شخص کے سامنے قر آن کی اس سے مربوط آیات موجود ہوں،وہ کلالہ کے معنی نہ جانتا ہو جبکہ اسی آیت کے ذیل میں خدا ارشاد فرماتا ھے:آخر خدا نے اس حکم کو کیسے بیان کیا تھا کہ خلیفہ صاحب کی سمجھ میں نہیں آ یا اور اپنے نز دیک اس سے مشکل ترین مسئلہ کوئی نہیں جانا ؟ اور یہ کیسے ممکن ھے کہ رسول(ص) خدا کلالہ کی تو ضیح میں آیت کو کا فی سمجھیں لیکن کلالہ پھر بھی ایک غیر قابل حل مشکل کے طورپر باقی رھے ؟!![95]

عرض مؤلف

ان تما م باتوں کے باوجود خلیفہ صاحب فرماتے ھیں :

”اگر میں زندہ رہا توایسافیصلہ کروں گاجوقرآن پڑھنے اورنہ پڑھنے والے کرتے ھیں۔“

اس سے ان کی کیا مرادھے؟آیا حکم قرآن کے مقابلہ میں کوئی جدید فیصلہ کرنا چاھتے ھیں؟!یاپھرحکم قرآن سے صحیح تر فیصلہ کرنا چاھتے ھیں جو قرآن کے مطابق ہو مگر صراحت اور تسھیل میں قرآن سے زیادہ روشن اور واضح ہو جسے ھرشخص کا ذوق سلیم تسلیم کرلے ؟!جبکہ خدا فرماتا ھے کہ میں نے اس مسئلہ کو روشن بیان کیا ھے ،یا پھر اور کوئی مطلب تھا؟!ھمارے نزدیک موصوف کی مراد مجھول ھے!!

۶۔ حضرت عمرکاپاگل عورت کو سنگسارکرنا!!

امام بخاری نے ابن عباس سے نقل کیا ھے :

ایک مرتبہ عمر کے پاس ایک پاگل عورت کو لایا گیا جس نے زنا کا ارتکاب کیا تھا ،حضرت عمر نے چند لوگوں سے مشورہ کر کے حکم دیا کہ اس عورت کو سنگسار کر دیا جائے لہٰذا اس عورت کو سنگسار کرنے کے لئے لیجا رھے تھے، ابن عباس کھتے ھیں : جب حضرت علی علیہ السلام نے اس عورت کو دیکھا تو دریافت کیا : لوگوں نے بتایا: یہ عورت دیوانی ھے اور فلاں قبیلہ سے تعلق رکھتی ھے اوراس نے زنا کاارتکاب کیا ھے، اس لئے اس کو حضرت عمر کے حکم کی بنا پر سنگسار کرنے کے لئے لیجایا جارھا ھے۔

ابن عباس کھتے ھیں : حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :اس کو واپس لے چلو اور خود عمر کے پاس آئے اور فرمایا:

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اے عمر! کیا تمھیں نھیں معلو م کہ خدا نے تین لوگوں سے تکلیف اٹھالی ھے؟!
۱۔ ایک وہ شخص جو دیوانہ ھو یھاں تک کہ عقل مند ھو جائے ۔
۲۔ وہ شخص جو محو خواب ھو یھاں تک بیدار ھو جائے۔
۳۔ بچہ جب تک کہ بالغ نہ ہوجائے۔
عمر نے کھا :کیوں نھیں امیرالمؤمنین! حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:تو پھر کیوں اس کی سنگساری کا حکم دیا؟اس کی آزادی کا حکم دو ! ابن عباس کھتے ھیں : عمر نے اس حال میں کہ زبان پر کلمۂ اللہ اکبر تھا حکم د یا کہ اس عورت کو آزاد کردیا جائے۔
امام بخاری نے اس حدیث کو دو جگہ تحریر کیا ھے لیکن حضرت عمر کی عزت بچانے کے لئے حدیث کے آخر اور اول کیجملے حذف کر دئے ھیں،صرف خلیفہ صاحب کے وسط والیجملۂ قسمیہ کے الفاظ نقل کئے ھیں جو یہ ھیں :
”قال علی لعمر:اماعلمت ان القلم رفع عن المجنون حتی یفیق، وعن الصبی حتی یدرک، و عن النائم حتی یستیقظ؟!“[96]
علی (ع) نے عمر سے کھا:کیا تمھیں نھیں معلوم کہ مجنون سے قلم ِتکلیف اٹھا لیا گیا ھے یھاں تک کہ وہ ہوش میں آجائے ، اسی طرح بچے سے تکلیف ساقط ھیجب تک کہ وہ بالغ نہ ھو جائے، اسی طرح سونے والے سے تکلیف ساقط ھیجب تلک کہ وہ بیدار نہ ھو جائے؟!
اس حدیث کا کامل متن علم حدیث و تراجم کی مختلف کتب میں نقل کیا گیا ھے۔[97]
ابن عبد البر نے تو اس حدیث کے آخر میں یہ جملہ بھی تحریر کیا ھے:
جب عمر نے یہ سنا توحضرت علی (ع) سے فرمانے لگے:”لَوْلَا عَلِیٌّ لَھلکَ عُمَرُ“اگر آج حضرت علی (ع) میری مدد نہ کرتے تو عمر ھلاک ھو جاتا۔[98]

۷۔ حضرت عمر نماز عید میں سورہ بھول جایا کرتے تھے!!
”۔۔۔۔عن عبید اللّٰہ بن عبد اللّٰہ ان عمرابن الخطاب؛ سأل اباواقد اللیثی ما کان یقرأ بہ رسول(ص) اللّٰہ فی الاضحیٰ والفطر؟فقال:کان یقرأ فیھما بقٓ والقرآن المجید واقتربت الساعة وانشق القمر“
مسلم نے عبید اللہ ابن عبد اللہ سے نقل کیا ھے :
ایک مرتبہ حضرت عمر نے ابو واقد لیثی سے پوچھا : رسول(ص) اسلام نماز عیدین میں کون سے سورے پڑھتے تھے؟ابو واقد لیثی نے کھا :رسول(ص) ان دونوں نمازوں میں سورۂ قٓوالقرآن المجید اور سورۂ پڑھتے تھے۔ [99]
یہ حدیث صحیح مسلم کے علاوہ موطا امام مالک ، سنن ترمذی اور سنن داؤد میں بھی نقل کی گئی ھے، لیکن ابن ماجہ میں یوں منقول ہوئی ھے:
”خرج عمر یوم عید فارسل الی ابی واقد لیثی...“
جب حضرت عمر نماز عید پڑھانے کے لئے باھر نکلے تو کسی کو ابو واقد لیثی کے پاس بھیج کر معلوم کروایا کہ رسول اسلام(ص) نماز عیدین میں کون سے سورے پڑھتے تھے؟[100]
قارئین محترم! یھاں پر علامہ امینی(رہ) کتاب” الغدیر“ میں فرماتے ھیں :
اس جگہ خلیفہ صاحب سے سوال کرنا چاہئے کہ کیا وجہ تھی کہ وہ ان سوروں کو بھول گئیجنھیں رسول(ص) نماز عیدین میں پڑھتے تھے؟!کیا واقعاً (کند ذھنی کا نتیجہ تھا کہ)یادنہ رکھ پائے اور فراموش کردیا جیسا کہ علامہ جلال لدین سیوطی نے کتاب” تنویر الحوالک“ میں یہ عذر تحریر کیا ھے؟! یا حضرت عمر کو بازاروں میں خرید و فروخت سے فرصت نہ ملتی تھی کہ نماز عیدین ادا کرتے؟ چنانچہ حضرت عمر خود بھی کبھی کبھی اس عذر کو بعض مواقع پرپیش کرتے تھے!!
لیکن جھاں تک فراموشی کا مسئلہ ھے تو یہ بعید معلوم ہوتا ھے کیونکہ نماز عید ین ھر سال دو دفعہ پڑھی جاتی تھی لہٰذا یسے بڑے لوگ (رؤوس الاشھاد)کیسے بھول سکتے ھیں یاپھر اس کا کچھ اور ھی مقصدتھا؟ [101]

عرض مؤلف
اس واقعہ میں دقت کرنے سے ایک بات ظاھر ہوتی ھے کہ خلیفہ صاحب اس بارے میں بھت ھی تذبذب اور پریشانی میں مبتلا تھے لہٰذا ایسے حساس موقع پر چلتے وقت بحالت مجبوری ابوواقدلیثی سے نماز عیدین کی صورت حال کومعلوم کیا!!

۸ ۔ زیوراتِ کعبہ اورحضرت عمرکی بدنیتی!!
...”عن ابی وائل ؛قال: جلست الی شیبة فی ھٰذاالمسجد، قال: جلس الی عمر فی مجلسک ھٰذا،فقال:ھممت ان لاادع فیھا صفراء

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ولابیضاء الاقسمتهابین المسلمین،قلت:ماانت بفاعل،قال لم؟ قلت:لم یفعلہ صاحباک، قال هما المرء ان یقتدی بهما“ [102]
امام بخاری نے ابو وائل سے نقل کیا ھے:
ایک روز میں مسجد الحرام میں شیبہ کے پاس بیٹھا ہواتھا، تو مجھ سے شیبہ نے کہا: ایک روز میں اور عمر اسی جگہ بیٹھے تھے توعمر نے کہا : میرا ارادہ ھے کہ خانۂ کعبہ پرجتنابھی سونا چاندی ھے سب کو اترواکر مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دوں؟ میں نے عمر سے کہا : آپ اس کام کو نہیں کرسکتے، حضرت عمر نے کہا کیوں نہیں کرسکتا؟ میں نے کہا: چوں کہ حضرت رسول(ص) اسلام و حضرت ابوبکر نے ایسا کام نہیں کیا، عمر نے کہا: صحیح ھے وہ لوگ کامل مرد تھے لہٰذا ان کی پیروی کرنا بهتر ھے۔

عرض مؤلف
بخاری نے اس روایت کو صحیح بخاری میں کچھ الفاظ کے ردوبدل کے ساتھ دو جگہ نقل کیا ھے،لیکن کتب تواریخ کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ھے کہ حضرت عمر نے یہ ارادہ ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ کیا ،مگر مسلمانوناور رسول (ص)کے معزز صحابہ کی مخالفت کی وجہ سے اس کام کے انجام دینے سے باز رھے ،ایک دفعہ شیبہ نے باز رکھااوردوسری دفعہ مولا علی (ع) سے مشورہ کیا تو حضرت(ع) نے محکم دلائل کے ساتھ ان کو قانع کیا اور انھیں اس کام کے انجام دینے سے منصرف کردیاً۔
چنانچہ اس واقعہ کو خود مولا علی (ع) نے نہج البلاغہ میں بیان فرمایا ھے:
” جب کعبہ کے سونے چاندی کی کثرت کولوگوں نے عمر سے بیان کیا اور ان کو مشورہ دیا کہ اگر یہ سونا چاندی مسلمانوں کے اوپر جنگ کے وسائل فراھم کرنے پر خرچ کردیا جائے تواس کا زیادہ فائدہ حا صل ہو سکتا ھے، کیونکہ خانہٴ کعبہ کو سونے چاندی کی کیا ضرورت ؟! لہٰذا عمر نے مصمم ارادہ کرلیا کہ اس بارے میں اقدام کیا جائے، لیکن جب حضرت امیر المؤ منین (ع) سے دریافت کیاتو آپ نے فرمایا:
”ان ہٰذاالقرآن انزل علی النَّبِی صلَّی الله علیہ وآلہ وسلم والاموال اربعة: اموال المسلمین فقسمها بین الورثة فی الفرائض،والفیٴ فقسمہ علی مستحقیہ، والخمس فوضعہ الله حیث جعلها،والصدقات فجعلها الله حیث جعلها...“
جس وقت قرآن مجید رسول اسلام(ص) پر نازل ہوا تو مال و ثروت کی چار قس میں تھیں اوررسول اسلام(ص) نے ان چار قسموں میں سے ھر ایک کا حکم بیان فرما دیا تھا.
١۔ مسلمانوں کا وہ مال جو ارث میں رہ جائے: اس کو ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔
٢۔ مال غنیمت:ان لوگوں میں تقسیم کیا جائیجو استحقاق رکھتے ھیں ۔
٣۔ مال خمس: یہ معین افراد کا حق ھے۔
۴۔ زکاة: یہ بھی ان لوگوں پر صرف کیا جائیجو مستحقین زکاة ھیں ۔
اس کے بعد امام (ع) نے فرمایا:
یہ سونا و چاندی جو خانہٴ کعبہ پر موجود ھے یہ نزول قرآن کے وقت موجود تھا لیکن خدا نے اس کو اسی طرح اپنے حال پرچھوڑدیا اور اس سلسلے میں کچھ نہیں بیان فرمایا کہ کہاں صرف کیا جائے اور اس کا حکم بیان نہ کرنا فراموشی یا خوف کی وجہ سے نہیں تھا،بلکہ قصداًاور عمداً تھا ،لہٰذا اے عمر! تو بھی اس سونے و چاندی کو اسی حال پر چھوڑ دیجس طرح خدا ورسول(ص) نے چھوڑ ا ھے، اس وقت عمر نے کہا:اے علی! (ع) اگر آپ نہ ہوتے تو میں ذلیل ہو جاتا چنانچہ عمر نے کعبہ کے سونے چاندی کو اپنے حال پر چھوڑ دیا ۔
ابن ابی الحدید اس واقعہ کو نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ھیں :
جو کچھ حضرت علی علیہ السلام نے استدلال فرمایا تھا وہ درست ھے اوراس کو ھم دو طرح سے بیان کر سکتے ھیں یعنی حضرت کے بیان کیتصدیق پر ھم دو طریقہ سے استدلال پیش کرسکتے ھیں :
١۔ کسی بھی مال و منفعت میں (جب تک اس کے مالک کی اجازت نہ ہو) اصل، حرمت اور منع ھے، لہٰذا بغیراذنِ شرعی اپنے سے غیر متعلق اموال کا استعمال کرنا درست نہیں ھے ،چنانچہ کعبہ ک ا سوناچاندی (کہ جس کے ھم مالک نہیں ھیں)استعمال کرنا اس اصلِ حرمت اور عدمِ تصرف کے تحت باقی ھے،کیونکہ اس کے تصرف کیلئے شریعت کی طرف سے کوئی اجازت موجود نہیں ھے ۔
٢۔ امام علی علیہ السلام کا مقصد یہ تھا کہ تمام وہ اموال جو خانۂ کعبہ سے متعلق ھیں وہ خانۂکعبہ پر وقف ھیں جیسے خانۂ کعبہ کے دروازے اورپردے وغیرہ، لہٰذاجب یہ چیزیں بغیر شارع کی اجازت کے استعمال کرنا جائز نہیں ھیں تواسی طرح خانۂکعبہ کے سونے چاندی کا استعمال کرنا بھی جائز نہیں ھے،بهرحال جامع وجہ یهی ھے کہ چونکہ یہ اموال خانۂ کعبہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

سے مخصوص اوراس پر وقف ھیں لہٰذا ان کا شمار بھی کعبہ کیجزئیات سے ھو گا،جس کی بنا پر ان میں تصرف نہیں ھو سکتا ۔

” وروی انہ ذکر عند عمر بن الخطاب فی ایامہ حلی الکعبة و کثر تہ ، فقال قوم: فجہزت بہ جیوش المسلمین ...ان ہٰذا القرآن نزل علی محمد والاموال اربعة ...“[103]

عرض مؤلف

اس واقعہ کو زمخشری نے بھی اپنی کتاب” ربیع الابرار“ میں تحریر کیا ھے۔[104]

۹۔ واہ! یہ بھی ایک تفسیرِ قرآن ھے !!

”ان رجلاًسأل عمر بن الخطاب عن قولہ :ما الاب؟ قال: نہینا عن التعمق والتکلف!“[105]

ایک شخص نے عمر بن خطاب سے آیہٴ میں أَب کے معنی دریافت کئے تو کھنے لگے: خدا نے ھ میں قرآن مجید کے اندرغور وفکر اور زحمت کرنے سے روکا ھے!

اس حدیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں نقل کیا ھے، لیکن انھوں نے حسب عادت خلیفہ صاحب کی عزت بچانے کی خاطر جملہٴ اُولیٰ کو حذف کر کے صرف حدیث کا آخری یہ جملہ تحریر کر دیا:نہینٰا عن التعمق۔۔۔لیکن اس بات سے غافل رھے کہ حق چھپانے سے چھپتانھیں ،چنانچہ شارحین صحیح بخاری،مؤرخین اور مفسرین نے کتب احادیث، تواریخ و تفاسیر میں مکمل حدیث کو نقل کیا ھے، جیسا کہ ھم نے ابتداء میں من و عن آپ کی خدمت میں پیش کیا،بلکہ بعض شارحینِ صحیح بخاری نے اس بات کی تصریح بھی کی ھے کہ امام بخاری کی نقل شدہ حدیث مقطوع ھے اور اس کی تکمیل ا سطرح ہوتی ھے ۔[106]

----

[66] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی ،جلد ۸ ،صفحہ ۲۶۳، خطبہ نمبر ۱۳۱.

[67] اے فرزندانِ توحید ! اے سواد اعظم !کیا یہ ا فسوس کا مقام نہیں کہ مذکورہ تما م اوصاف وشرائط خلفائے ثلاثہ میں نہ ہونے کے باوجود آپ حضرا ت آج تلک انھیں ان کی کار کردگی پر داد تحسین دے رھے ھیں ؟! مترجم.

[68] صحیح بخاری: جلد۹،کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب(۴) ” م ا یکرہ من التعمق والتنازع والغلو فی الدین والبدع“حدیث ۶۸۷۲. جلد۵، کتاب ا لمغازی، باب وفد بنی تمیم حدیث ۴۱۰۹. جلد ۴، کتاب التفسیر سورہٴ حجرات ،باب” تفسیر آیہٴ ” لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی... “(آیت ۶) حدیث ۴۵۶۵ ، ۴۵۶۶.

[69] حجرات، آیت۲ ، پ ۲۶.

[70] فتح ا لباری ج۱۰، کتاب الطب ، باب ان البیان سحرا، ص ۲۱۲.

[71] مسند ج ۴ ،حدیث عبد اللہ ابن زبیر ، ص۶.

[72] نوٹ:یہ تمام باتیں اس بات کا اشارہ کرتی ھیں کہ حقیقتاً یہ ان افراد میں سے تھے جن کے لئے قرآن نے سورہٴ منافقون میں ارشادفرمایا: (سورہ حجرات آیت ۱۴)یعنی ظاھری طور پر ان کے چھروں پر اسلامی نقاب تھی ورنہ اسلام تو ان کے دلوں میں داخل بھی نہ ہوا تھا.مترجم.

[73] صحیح بخاری: جلد۴، کتاب بدء الخلق، باب(۱۱)”صفة ابلیس وجنودہ“ حدیث۳۱۲۰. جلد ۵، کتاب فضایل الصحا بة، باب ”مناقب عمربن الخطاب“ حدیث۳۴۳۸. جلد۸،کتاب الادب،باب” التبسم والضحک“حدیث۵۷۳۵.

[74] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد۶،خطبة ۸۳ کے ذیل میں صفحہ ۲۸۰.

[75] انعام،آیت ۳۸، پ ۷ .

[76] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ج۱،ص۲۸۸،خطبہ ۱۸.

[77] یہ جملہ قرآن کی اس آیت کی طرف اشارہ کرتا ھے:و نزلنا علیک الکتاب تبیانا لکل شیٴ.سورہٴ نحل، آیت۸۹، پ ۱۴.مترجم.

[78] صحیح مسلم جلد۱،کتا ب الحیض، باب”التیمم“حدیث۳۶۸،طریق دوم.

عرض مترجم : محترم مؤلف صاحب نے جلد اول میں صحیح بخاری سے امام بخاری کی تقطیع شدہ روایت اس طرح قلمبند کی ھے: ”...

عن سعید بن عبد الرحمان بن ابزیٰ عن ابیہ قال:جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال انی اجنبت فلم أُصبِ الماءَ...؟

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

(اس جگہ راوی یا ...نے حضرت عمر کے جواب کو حذف کر کے صرف حضرت عمار یاسر کے قو ل کو نقل کیا ہے جو یہ ہے) فقال عماربن یاسرلعمر بن الخطاب:اما تذکرآناّ کناّ فی سفراناوانت ، فامانت فلم تصلِّ، واماانا فَتَمَعَّکْتُ فصلیتُ فذکرتُ للنبی،(ص) فقال النبی:< اِنَّمَ ا یکفِیْکَ ہٰذَا > فضرب النبی بکفیہ الارض،ونفخ فیھما،ثم مسح ، بھما وجہہ وکفیہ؟" صحیح بخاری جلد۱ ،کتاب التیمم،ب(۴) " المتیمم ھل ینفخ فیھما"حدیث۳۳۱ .

[79] سورۂ مائدۃ، آیت نمبر ۶ ،پ۶.

[80] صحیح بخاری: ج۱ ،کتاب التیمم ،باب "اذا خاف الجنب علی نفسہ المرض اوالموت" حدیث۳۳۸.۳۳۹، مترجم:(صحیح بخاری ج۱ ،کتاب التیمم ، باب "التیمم للوجہ والکفن" حدیث ۳۳۲ سے ۳۳۶۰ تک میں اسی طرف اشارہ ہے) صحیح مسلم ج۱،کتا ب الحیض، باب" تیمم"حدیث۳۶۸.

[81] فتح ا لباری شرحا لبخاری جلد۱،کتاب التیمم ،باب "ھل المتیمم ھل ینفخ فیھما " ص۳۷۶.

[82] بدایۃ المجتھد،جلد۱ ،کتاب التیمم باب فی معرفۃ الطھارۃ ص۵۶.

[83] صحیح مسلم جلد۵،کتاب الحدود،باب(۸)"حد الخمر"حدیث۱۷۰۶.

[84] صحیح بخاری:جلد۸ ،کتاب الحدود،باب"ماَجاَء فی ضرب شارب الخمر"حدیث۶۳۹۱، باب"الضرب بالجریدوالنعال"حدیث۶۳۹۳.

[85] یہ واقعہ صرف خلیفہ ٔدوم کی فضیلت ظاھر کرنے کے لئے گڑھا گیا ھے ،تاکہ مسلمانوں کو یہ باور کرایا جائے کہ حضرت عمر نے جو حد مقرر کردی تھی وھی قانون اسلام بن گئی اس قدر خدا کو عمر کا فعل پسند تھا!مترجم.

[86] بدایۃ المجتھد جلد۲ ،کتاب القذف باب " فی شرب الخمر "صفحہ ۴۴۴.

[87] صحیح مسلم جلد ۵،کتاب القسامۃ والمحا ربین، باب(۱۱) " دیۃ الجنین" حدیث۱۶۸۳.صحیح بخاری جلد ۹،کتاب الدیات، باب"جنین المرئۃ" حدیث ۶۵۰۹.۶۵۱۰.۶۵۱۳،۶۵۱۲،۶۵۱۱.مترجم(صحیح بخاری جلد۹، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب(۱۳)"ماجاء فی اجتھاد القضاء بما انزل اللہ تعالی " حدیث ۶۸۸۷.)

[88] صحیح مسلم جلد ۴،کتاب الآداب ،باب(۷) " الاستیذان" حدیث۲۱۵۳ .
صحیح بخاری جلد ۸،کتاب الاستیذان، باب۱۳" التسلیم و الاستیذان ثلاثاً"حدیث۵۸۹۱.

[89] مسلم ج ۴،کتاب الآداب ،باب(۷) " الاستیذان" حدیث۲۱۵۳ ، کتاب الآداب کی حدیث نمبر ۳۶. (مترجم:اس حدیث کے مضمون کی طرف صحیح بخار ی میں بھی ایک جگہ اشارہ پایا جاتا ھے. دیکھئے ج۲، کتاب البیوع، باب"الخروج الیٰ التجارۃ"حدیث نمبر ۱۹۵۶.)

[90] صحیح مسلم ج۴،کتاب الآداب،باب(۷) "الاستیذان"حدیث۲۱۵۴. سنن ابی داوٗد جلد۲،ابواب النوم ، باب (۱۳۸)"کم مرۃ یسلم الرجل ..."ص۶۳۷.

[91] سورہ نور، آیت ۲۸.۲۷ پ ۱۸ ،رکوع ۸.

[92] عرض مترجم : قارئین کرام ! مسئلہ ٔ اذن کے اس قدرواضح ہونے کے باوجود خلیفہ صاحب کا اس سے آگاہ نہ ہونا ان کی لاپرواھی اورجھالت کو ثابت کرتا ھے، چنانچہ اسی وجہ سے موصوف بیحد شرمندہ تھے کہ اس قدر واضحا ور روشن مسئلہ جس کا حکم قرآن اور حدیث میں ھے ،مجھے کیسے نھیں معلوم ! اپنی شرمندگی ختم کرنے کے لئے گواھی طلب کرتے ھیں ،لیکن اس مسئلہ میں ان کو مزید شرمندہ ہونا پڑتا ھے،کیا ایک خلیفہ ٔ وقت کے لئے یہ زیب دیتا ھے کہ احکام و قوانین الٰہی سے اس قدر لاپروا ہ ہو ؟! اب آپ ھی بتلایئے کہ جو خلیفہ اس قدر اسلامی احکام کے بارے میں نا بلد ہو وہ جب اھل علم سے کسی معاملہ میں مشورہ کریگا تو حتماً اس کی فطرت اور وجدان یھی کھے گا کہ فلاں صاحب جو علم ودانش میں بلند ھیں انھوں نے جو حکم اس مسئلے میں بتایا ھے وھی صحیح ھے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ خلیفہ صاحب چونکہ کورے ھیں لہٰذا جو بھی ان سے بیس ہوگا اس کے بتائے ہوئے حکم کو اسلامی حکم سمجھ کر اسلام میں داخل کردیں گے یا پھراپنی ہٹ دھر می کی بنا پردین میں من مانی کریں گے اب آپ فیصلہ کریں کہ بیساکھی پر چلنے والے خلفاء امت کی ھدایت کیسے کر سکتے ھیں ؟! ۱۲.

[93] صحیح مسلم جلد۵ ،کتاب الفرائض، باب(۲) " میراث الکلالۃ" حدیث۱۶۱۷.

[94] < یَسْتَفْتُوْنَکَ قُلِ اللہ یُفْتِیکُمْ فِی الْکَلٰلَۃاِنِ امْرُؤٌا ھَلَکَ لَیْسَ لَہُ وَلَدٌ وَ لَہٗ اُخْتٌ فَلَھَا نِصْفُ مٰا تَرَکَ وَھُوَ یَرِثُھَا اِنْ لَمْ یَکُنْ لَھا وَلَدٌ فَاِنْ کَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَھُمَا الثُّلُثٰان مِمّٰا تَرَکَ وَاِنْ کا نُوَا اِخْوَۃً رِجٰالاًوَ نِسٰآءً فَلِلذَّکَرِ مِثْلُ حَظِّ اْلاُ نْثَیَیْنِ یُبَیِّنُ اللہ لَکُمُ اَنْ تَضِلُّوْا وَاللہ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ > (سورہ ٔ نساء، آیت ۱۷۶، پ ۶)
(اے رسول)تم سے لوگ فتوے طلب کرتے ھیں تم کھدو کہ کلالہ (بھائی بہن) کے بارے میں خدا تو تمھیں خود فتویٰ دیتا ھے کہ اگر کوئی ایسا شخص مر جائے کہ اس کے نہ کوئی لڑکا بالا ہو (نہ ماں باپ) اور اس

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کی (صرف) ایک بہن ھو تو اس کا حصہ ،ترکہ سے آدھا ھو گا (اور اگر یہ بہن مرجائے) اور اس کے کوئی اولاد نہ ھو (نہ ماں نہ باپ) تو اس کا وارث بس یھی بھائی ھو گا اور اگر دو بہنیں (یا زیادہ)ہوں تو ان کو بھائی کے ترکہ سے دو تھائی ملے گا اور اگر(کسی کے ورثہ)بھائی بہن دونوں (ملے جلے ہوں) تو مرد کو عورت کے حصہ کا دو گنا ملے گا تم لوگوں کے بھٹکنے کے خیال سے خدا اپنے احکام بھت واضح کرکے بیان فرماتا ھے اور خدا تو ھر چیز سے واقف ھے .

[95] الغدیر جلد ۶ ، ص ۱۳۰.

[96] صحیح بخاری:ج۷ ،کتاب الطلاق، باب "الطلاق فی الاغلاق والکرہ و..." ج۸، کتاب المحا ربین باب(۷)"لا یرجم المجنون و المجنونة"اول باب.

[97] سنن ابن ابی داؤد ج۲ "ابواب کتاب الحدود،باب (۱۶)"فی المجنون ..."حدیث ۴۳۹۹،ص ۴۰۲.سنن ابن ماجہ جلد۱،"کتاب النکاح ،طلاق المعتوہ ..."صفحہ ۲۲۷.

[98] کتاب الاستیعاب جلد۳ ،باب علی بن ابی طالب،صفحہ ۳۹. (یہ کتاب" الاصابہ" کے حا شیہ پر چھپی ھے)

[99] صحیح مسلم جلد سوم،کتاب صلوٰة العیدین، باب(۳) " ما یقرأ بہ فی صلاة العیدین" حدیث۸۹۱.

[100] سنن ابن ماجہ جلد ۱، باب" ما جاء فی القرأ ةفی صلاة العیدین" حدیث ۱۲۸۲.

[101] کتاب الغدیر جلد۶ ،صفحہ ۳۲۰.

[102] صحیح بخاری جلد۲، کتاب الحج،باب" کسوة الکعبة"حدیث۱۵۱۷. جلد۹،کتاب الاعتصام بالکتاب و السنة، باب" الاقتداء بسنن رسول الله(ص)"حدیث۶۸۴۷.

[103] شرح نہج البلاغہ جلد۱۹ ، خطبة ۲۷۶،صفحہ ۱۵۹. ۱۵۸، کلمات قصار نمبر ۲۷۰ .

[104] ربیع الابرارو نصوص الاخبار، مخطوطہ،باب(۷۵).اس کتاب کا مطالعہ میں نے کتابخانہٴ مرعشی نجفی ،قم مقدس میں کیا .(یہ کتاب تحقیق و تصحیح کے بعد پانچ جلدوں میں شائع ہوچکی ھے اور مذکورہ بحث جلدچھارم ،باب(۷۵)" اللباس والحلی من القلائد والاسورة..." میں مرقوم ھے. مترجم.)

[105] صحیح بخاری ج ۹،کتاب الاعتصام، باب" مایکرہ من کثرة السؤال وتکُلفِ ما لایعنیہ" ح۶۸۶۳.

[106] شرح البخاری فتح ا لباری جلد۱۳ ،کتاب الاعتصام، باب" مایکرہ من کثرة السؤال وتکُّلفِ ما لایعنیہ"ص ۲۲۹. عمدة القاری جلد۲۵،کتاب الاعتصام، باب" مایکرہ من کثرة السؤال وتکُلفِ ما لایعنیہ" . ارشاد الساری جلد۱۵،کتاب الاعتصام، باب" مایکرہ من کثرة السؤال وتکُلفِ ما لایعنیہ". نھایہ ابن اثیر، لغت اب. تفسیر در منثور. تفسیر ابن کثیر. تفسیر کشاف و تفسیر خازن. تفسیر بغوی. تفسیر مستدرک حا کم سورۂ عبس.

۱۰. حضرت عثمان کا ایک انوکھا فتوی!!

غسل جنابت آیہٴ قرآن کی نص اور متعدد احادیث کے مطابق (جو خود صحا ح ستہ میں نقل کی گئی ھیں) مندرجہ ذیل اسباب کی بنا پر واجب ھو جاتا ھے:

۱. منی کا خارج ہونا .

۲. التقاء ختانین (یعنی مرد و عورت کی ختنے کی جگہ مل جائے اور جماع صادق آئے) چاھے منی خارج ھو یا نہ ہو،چنانچہ حدزنا اور لزوم مھروغیرہ میں جنابت سے مراد یھی ھے.

امام شافعی کھتے ھیں :

خدا نے غسل کو جنابت کی وجہ سے واجب قرار دیا ھے اور جنابت کے معنی عرب کے نزدیک عام فھم ھیں،اھل عرب جانتے ھیں : جنابت سے مراد جماع ہوتا ھے چاھے منی خارج نہ ہوئی ہو،چنانچہ جماع ھی مھر اور حد زنا کا موجب ھو تاھے اوران موارد میں بھی منی کانکلنا لازمی نھیں، لہٰذا جو شخص عربی زبان سے واقفیت رکھتا ھے اس کے سامنے یہ کھا جائے کہ فلاں مرد فلاں عورت سے مجنب ہوگیا تو اس کے نزدیک یھی معنی تبادر کر یں گے کہ اس مرد نے فلاں عورت سیجماع کیا ،چاھے منی خارج نہ ہوئی ہو.

اس کے بعد امام شافعی کھتے ھیں :

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قطعی سنت اس بات پر قائم ھے کہ جنابت دو طریقے سے حا صل ہوتا ھے، مرد عورت سیجماع کرے چاھے منی خارج نہ ہو ،یا منی خارج ھو جائے چاھے اسیجماع نہ کھیں -[1]
اھل سنت کی معتبر کتابوں میں منجملہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں اس موضوع سے متعلق کثرت کے ساتھ روایات منقول ھیں :
اگر مرد و عورت کی ختنے کی جگہ مل جائے(جماع کریں) تو غسل جنابت واجب ھو جاتا ھے چاھے منی نہ نکلی ھو ۔
چنانچہ مسلم نے تو اس بارے میں ایک مخصوص باب اس:”نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانین “عنوان سے تحریر کیا ھے۔ [2]
لیکن صحیحین کی ایک دوسری روایت کے مطابق عثمان سیجب کسی نے سوال کیاکہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی سیجماع کرے اور منی نہ نکلے تووظیفہ کیاھے؟
حضرت عثمان نے کھا : وہ شخص عضوئے تناسل کو دھوکر وضو کرلے اور میں نے یہ مسئلہ رسول اسلام(ص) سے یوں ھی سنا ھے اورجب میں نے حضرت علی (ع)، زبیر بن العوام،طلحہ بن عبید اللہ اور ابی بن کعب وغیرہ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ لوگوں نے بھی یھی جواب دیا جس کو میں نے رسول(ص) سے سن رکھا تھا:
... ”خالد الجھنی اخبرہ؛ انہ سأل عثمان بن عفان؛ فقال: أرایت اذا جامع الرجل امرأتہ فلم یمن؟ قال عثمان: یتوضأ کما یتوضأ للصلٰوة، ویغسل ذکرہ، قال عثمان :سمعتہ من رسول اللہ (ص)، فسألت عن ذالک علی بن ابی طالب،(ع) والزبیر بن العوام ،وطلحة بن عبید اللہ ، و ابیٔ بن کعب، فامروہ بذالک “[3]

عرض مؤلف قارئین محترم ! یہ تھا صحیحین میں حضرت عثمان کا انوکھا فتویٰ کہ اگر انسان جماع کرے تو غسل کرنے کی ضرورت نھیں ، لیکن روایت کا دوسرا حصہ جس میں اس فتوی کی تائید کرتے ہوئے راوی نے رسول خد(ص)ا، حضرت امیر المومنین ،طلحہ ،زبیر اور ابی ؑ بن کعب وغیرہ کے قول کو نقل کیا ھے آیا یہ حقیقت ھے ؟! ھرگز نھیں ،بلکہ یہ (بالکل کھلا وا کذب اور برھنہ الزام ھے) عثمان کی عزت بچانے کی خاطر اسے ان کے فتوے کے ساتھ اضافہ کر دیا گیا ھے اوریہ کوئی تعجب خیز بات نھیں بلکہ ایسے شواھد کثرت کے ساتھ پائیجاتے ھیں ((وکم لہ من نظیر)) یا پھر یہ کہئے کہ جو فتویٰ عثمان نے دیا یہ صدر اسلام سے مربوط ھے،کیو نکہ نقل کیا گیا ھے کہ رسول خدا(ص)نے صدراسلام میں فرمایا تھا (الماء من الماء) لیکن ابن عباس فرماتے ھیں : یہ جملہ احتلام سے مربوط ھے نہ کہ جماع سے-[4]
پھر صورت جو مسئلہ روز مرّہ کا مبتلا بہ ھو اس میں خلیفہ صاحب کا نا بلد ہونا تعجبخیز ھیجبکہ اس سلسلے میں اصحا ب کے درمیان حدیثیں کثرت کے ساتھ پائی جاتی تھیں !(اذا جاوز الختان وجب الغسل) ممکن ھے کہ عثمان نے صدر اسلام میں کھیں سے سن لیا تھا کہ خالی دھونا کافی ھے، چنانچہ صدر اسلام کا یہ جملہ یا د کرلیا اور انھیں ا س حکم کے نسخ کی اطلاع نہ ملی، لہٰذا اپنی سابقہ ذھنی معلومات کی بناپر فتوی صادر کردیابھر کیف مسئلہ ھر حال میں محل تعجب ھے!!

۱۱۔ احراق قرآن بدست حضرت عثمان !!
اما م بخاری نقل کرتے ھیں :
جب حذیفۂیمانی اھل شام وعراق کے ھمراہ آرمینیہ اور آذربائیجان کی جنگ میں مصروف تھے تو قرآن کی قرأتوں میں مسلمانوں(اھل شام و عراق) کے درمیان اختلاف دیکھ کر گھبرا گئے اور حضرت عثمان سیجاکر کھا کہ قبل اس کے کہ یہود و نصاری کی طرح مسلمان بھی اپنی آسمانی کتاب کے بارے میں اختلاف کا شکار بن جائیں کتاب خدا کی خبر لیجئے،
حضرت عثمان نے ایک گروہ کو حکم دیا کہ جتنے قرآن دسترس میں ھیں انھیں جمع کرلیا جائے اور پھرجو رسول(ص) کے زمانہ میں قرأت تھی اسی کے اعتبار سے نسخہ بر داری کریں اور اگر اختلاف نظر ہوجائے تو قریش کے لہجے اور قرأت میں قرآن لکھنا کیونکہ قرآن قریش کے لہجے میں نازل ہوا ھے، المختصر یہ کہ اس قرآن سے متعدد نسخے بناکر اطراف و نواح کے شھروں میں بھیج دئے گئے اور یہ حکم دیا گیا کہ اس قرآن کے علاوہ جھاں بھی دوسراقرآن ھے اسے فوراً جلا دیا جائے:
”وارسل الیٰ کل افق بمصحف ممانسخواوامربماسواہ من القرآن فی کل صحیفةاومصحف ان یحرق“[5]
چنانچہ ایسا ھی کیا گیا کہ تمام دیگر قرآنوں کو جمع کرکیجلا دیا گیا،اگر کوئی قرآن ہڈّی وغیرہ پر لکھا تھا تو اسے سرکہ سے دھو دیا گیا!!
عصر حا ضر کے ایک مشہور محقق کھتے ھیں :
حضرت عثمان نے اپنے دورخلافت میں جس قرأت پر قرآن جمع کروایا تھا وہ وھی قرأت تھی جو اُس وقت مسلمانوں کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

درمیان رائج ، متواتر اور قطعی الصدور تھی جس کا آنحضرت(ص) سے نقل ہونا یقینی تھا،لہٰذا حضرت عثمان نے اس کام کو انجام دیکر امت مسلمہ کو ایک قرأت پر جمع کر دیا اور دیگر بے اساس ، ناشائستہ ا و رغلط قرأتوں سے بچا لیا جو مسلمانوں میں اختلاف ک ا سبب بنتیں چنانچہ حضرت عثمان کا یہ عمل بجا اور شائستہ تھا، اسی وجہ سے آپ اس عمل کی بنا پر مسلمانوں کے درمیان لعن طعن کا نشانہ نہیں قرار پائے ،کیونکہ اگر حضرت عثمان یہ کام نہ کرتے تو اسی قرأت کے اختلاف کی وجہ سے مسلمان ایک دوسرے کو کفر کا فتویٰ دیکر قتل و خونریزی کرتے!البتہ جو چیز اعتراض کے قابل ھے وہ یہ ھے کہ آپ نے دیگر قرآنوں کو جلوادیا ! اور یھی نہیں بلکہ یہ کام آپ نے خود کیا اور لوگوں کو اس بات کا حکم بھی دیا!حضرت عثمان کی یہ بات قابل تنقید ومذمت ھے یہاں تک کہ کچھ مسلمانوں نے آپ پر اعتراض بھی کیا اور آپ کو''حرّاق المصاحف'' قرآن جلانے والاکہنے لگے-[6]

عرض مؤلف

آپ جانتے ھیں کہ قرآن مجید اسلام کی نظر میں ایک خاص احترام کا حا مل ھے اور اس کے احترام ، عظمت اور حفاظت کے بارے میں اسلام میں باقاعدہ قوانین اور شرائط پائیجاتے ھیں - مثلاًاس قرآن کو بغیر وضو مس کرنا حرام ھے ، مجنب و حا ئض کے لئے سورۂعزائم کا پڑھنا شیعوں کے نزدیک اور تمام سورتوں کاپڑھنا اکثرعلمائے اھل سنت کے نزدیک حرام ھے، اسی طرح قرآن کا نجس کرنا بھی حرام ھے- کلی طور پر علمائے اھل تشیع و تسنن کا اتفاق ھے کہ قرآن کے ساتھ ھر وہ عمل انجام دینا حرام ھیجو قرآن محید کی بے احترامی ک ا سبب بنے،چنانچہ احترام قرآن سے متعلق اسلامی کتابوں میں متعدد احادیث کو نقل کیا گیا ھے، ترمذی اپنی سنن میں رسول (ص)سے یہ حدیث(مجنب اور حا ئض قرآن نہیں پڑھ سکتے)نقل کرنے کے بعد کھتے ھیں :

یھی فتوی صحا بہ کرام ،تابعین عظام اور موجودہ ومتقدمین علمائے اسلام کا ھیجیسے سفیان ثوری،ابن مبارک،شافعی،احمدبن حنبل،اسحاق، وغیرہ ان تمام علماء نے فتوی صادر فرما یا ھے کہ مجنب اورحائض قرآن نہیں پڑھ سکتے البتہ کسی آیت کے ایک کلمہ کواور اسی طرح تسبیح وتھلیل کرنا ان کے لئیجائز ھے -[7]

عرض مؤلف

جی ھاں! یہ تمام تاکیدیں قرآن مجید کی عظمت ،اھمیت ا ور احترام کی حفاظت کی خاطر دین اسلام میں بیان کی گئی ھیں ، لیکن اس کے باوجود خلیفۂوقت کا مدینہ اور دیگر تمام اسلامی ممالک میں موجودہ قرآن جلانے کا حکم دینا کس مدرک کی بنا پر تھا ؟! آخر ایسا فتوی کیسے صادر کیا؟ قرآن کی اس قدر عظمت اوراس کے صریحا حکام کے ہوتے ہوئے خلیفہ صاحب کی کیسے همت ہوئی کہ قرآن کیجلانے میں حکم صادر فرمائیں؟!ان مطالب کو ھم قارئین کی صوابدید پر چھوڑتے ھیں -[8]

اوراگر دیگر قرآن جلانے کا مقصد یہ تھا کہ دوسری قرائتوں کو ختم کیا جائے تاکہ مسلمانوں میں اختلاف نہ ہونے پائے ،تو یہ کام دوسرے طریقے سے بھی کیا جاسکتا تھا ، جس سے احترام قرآن باقی رہ جاتا، مثلاً دوسرے قرآنوں کو کسی پاک جگہ دفن کردیاجاتا ،یا کسی محفوظ جگہ حفاظت سے رکھ دیا جاتا، یادریا برد کردیاجاتا وغیرہ وغیرہ -

۳- خلفاء اوراسلامی احکام

امام ؛احکام الٰہیَّہ کامحا فظ اور قرآنی قوانین کاجاری کرنے والاھے

قال علی علیہ السلام:''وَ لَا الْمُعَطِّلُ لِلسُّنَّةِ فَیُهلِکُ اْلأُمَّةَ''"قدعملت الولاة قبلی اعمالا خالفوا فیها رسول(ص) اللہ"

,,اورامام کو احکام خدا معطل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ امام کااحکام خدا ترک کرنا امت مسلمہ کے ھلاک ہونے ک ا سبب ہوتا ھے ،بالتحقیق مجھ سے پھلی جو خلفاء گزرے انہوں نے کچھ ایسے اعمال انجام دئیجن میں رسول اللہ کی صریحا مخالفت کی گئی تھی''

ا س میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ امام اور اسلامی حا کم کے لئے سب سے اھم شرط بلکہ خلافت الٰھیہ کا اصل فلسفہ اور مفہوم ھی یہ ھے کہ وہ احکام خداوندی کا پاسبان اور قرآن کے قوانین کا اجرا ء کرنے والا ہو، مولائے متقیان (ع) خلیفہ کے لئے اس شرط کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ھیں :

''امام کو احکام خدا معطل نہیں کرنا چاہئے کیونکہ امام کااحکام خدا ترک کرنا امت مسلمہ کے ھلاک ہونے ک ا سبب ہوتا ھے''-

لیکن تاریخ اسلام اور صحیحین کی مختلف احادیث سے پتہ چلتا ھے کہ خلفائے ثلاثہ کے دور میں احکام خدا کوا علانیہ اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ظاهر بظاھر ترک کیا گیا، احکام خداوندی میں تغییر و تحریف کی گئی ،اسلامی احکام کو ذاتی نظریات ، مقاصد اور مصالح میں رنگ دیا گیا ،ھر شخص جیسے چاھتا اسلامی حکم کو اپنی رائے کے مطابق تبدیل کردیتا !جیسے چاھتا اسلامی قوانین میں اظھار نظر فرماتا ! چنانچہ خلفائے ثلاثہ نے بھی حکمِ خدا میں خوب من مانی کی اور جب محل لعن و طعن قرار دیا گیا تو کچھ نام نھاد اور زر خرید علمائے اھل سنت نے اس تحریف وتغےیر کو علمی رنگ میں پیش کرنے کے لئے اسے اجتھاد کا نام دیکر ان عیوب پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی اور انھوننیجھاں اس قسم کی مخالفت اور تحریف دیکھی اسے اجتھاد کے خوش نما لفافہ میں رکھ کر اسلامی امت کے سامنے پیش کردیا، تاکہ اسلامی معاشرہ کے نزدیک قابل قبول قرار پائے، حا لانکہ اجتھاد ایک جدا بحث ھے اورصریحا قرآن و سنت کی مخالفت ایک جدا بحث ھے، دونوں میں کوئی ربط نھیں ھے۔

حضرت امیر المؤمنین علی علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ھیں :

”قد عملت الو لاۃ قبلی اعمالاخالفوا فیھارسول (ص)اللہ معتمدین بخلافہ، ناقضین لعھدہ، مغیرین لسنتہ، ولوحملت الناس علی ترکھا وحولتھا الی مواضعھاوالی ما کانت فی عھد رسول اللہ لتفترق عنی جندی، حتی ابقی وحدی اومع قلیل من شیعتی الذین عرفوا فضلی وفرض اما متی من کتاب اللہ و سنۃرسولہ“[9]

مجھ سے پھلے خلفاء ایسے اعمال انجام دے چکے ھیں کہ جن میں عمداًرسول (ص)اللہ کی صریحا مخالفت اور پیمان شکنی کی گئی،آپ کی سنت کو بدلا گیا، چنانچہ اگر میں لوگوں کو ان بدعتوں کے ترک کرنے پر مجبور کروناور اسلامی قوانین کواصلی صورت پر پلٹاؤں جس روش پر رسول(ص) اللہ کے زمانہ میں تھے،تو میرے لشکر والے ھی سب سے پھلے مجھ سے دور ھو جائیں گے اور میں اپنے شیعوں کے چند افراد کے ساتھ تنھا رہ جاؤں گا، جنھوں نے میری فضیلت اور امامت کو قرآن وسنت سے پھچانا ھے ۔

دوسری جگہ امام فرماتے ھیں :

جس روز میں نے اپنے داخلی اختلاف سے نجات پائی اسی دن بھت سے ان بدعتی احکام کو ا ن کی اصلی صورت پر پلٹاؤں گا:

”لوقد استوت قدما ی من ھٰذہ المداحض لغیرت اشیاء“

ابن ابی الحدید امام کے اس قول کے ذیل میں کھتے ھیں :

اس میں کوئی شک نھیں کہ امیر المؤمنین (ع)احکام شرعی اور قضاوت میں گزشتہ خلفاء کے فتاوی اور ان کے نظریات کے خلاف عمل کرتے تھےجیسے چور کی حد ، ام ولد کا حکم، امام نے گزشتہ خلفاء کے بر خلاف چور کی حد میں انگلیوں کو کاٹا اور ام ولد کو فروخت کیا[10]

ابن ابی الحدید آخر میں تحریر کرتے ھیں :

جو چیز امیر المؤمنین علی علیہ السلام کو بطور کلی بدعتی احکام بدلنے سے مانع تھی وہ آپ کا باغی اور خوارج کے ساتھ مصروف جنگ رھنا ھے،امام کو اس اختلاف نے فرصت نھیں بخشی کہ خلفاء کے زمانہ والے بھت سے بدعتی احکام تبدیل کرتے۔[11]

عرض مؤلف

جو اسلامی احکام خلفاء کے زمانہ میں تبدیل کئے گئے وہ کثرت کے ساتھ کتب تواریخ ، تفاسیر ا ور احادیث میں موجود ھیں لیکن ھم اپنی روش کے مطابق صرف صحیحین سے چند نمونے آپ کی خدمت میں پیش کرتے ھیں ۔

۱۔ خلیفہ کے حکم سے مسلمانوں کا قتل عام اور اسلامی احکام میں تبدیلی

اس میں کوئی شک وشبہ نھیں کہ جس نے کلمۂ شھادتین زبان پر جاری کر دیا اور خدا کی وحدانیت اور رسول(ص) کی رسالت کا اعتراف کر لیا ،اس کی جان و مال اسلام کی رو سے محفوظ و محترم ہوجاتی ھے اور کسی کو اسیجانی اور مالی نقصان پھنچانے کا حق نھیں ھے مگر یہ کہ کوئی ذاتی حق رکھتا ھو ، چنانچہ رسول خدا(ص) اس بارے میں ارشاد فرماتے ھیں :

”امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا: لا الٰہ الا اللّٰہ ،فمن قال: لا الٰہ الا اللّٰہ، فقد عَصَمَ منّی مالَہ و نفسَہ الا بحقّہٖ وحسابُہ علی اللّٰہ“

مجھے خدا کی طرف سے حکم دیا گیا ھے کہ میں اس وقت تک منکرین خدا ا سیجنگ کروں جب تک کہ کلمہ لاالہ الا اللہ کوزبان پر جاری نہ کریں ، لہٰذا اگر کوئی کلمۂ توحید پڑھنے لگے تواب اس کی جان و مال محفوظ ہوجاتی ھے، البتہ اگر کوئی شخصی حق رکھتا ھے تو کوئی مضائقہ نھیں اور اس کا حساب یوم آخرت اللہ کے اوپر ھے۔[12]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

لیکن افسوس کہ رسول(ص) کی وفات کے بعد خلفائے وقت نے کچھ ایسے مسلمانوں کا خون مباح کر دیا تھا جوتمام اسلامی احکام اور زکاۃ کے پابند تھے صرف خلفائے وقت کو زکاۃ دینے سے انکارکر رہے تھے در حقیقت ان لوگوں نے خلیفہ کی بیعت کرنے سے انکارکر دیا تھا اس لئے ان کے مردوں کو بے دردی سے قتل کیا گیا اور ان کی عورتوں ، بچوں کو اسیر کر کے کنیز ا ور لونڈی بنا لیا گیا(جو اسلام کی رو سے قطعاً جائز نہ تھا)۔[13]

البتہ اس قتل وغارت کی توجیہہ اور خلیفہ صاحب کے دامن کو تنقید سے بچانے کی خاطر کچھ زرخرید راویوں نے روایتیں گڑھنا شروع کردیں! جن کے ذریعہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ جن لوگوں کو خلیفہ ٔ وقت نے قتل کرنے کا حکم دیا تھا وہ مرتد ہوگئے تھے!! اس طرح ان لوگوں کو مانند مسیلمہ اور طلیحہ، کفار کی صف میں کھڑا کردیا! زمان رسالت سے مسلمانوں سے نبرد آزما ں تھے ، حا لانکہ کتب تواریخ وروایات اس اتہام کو صراحت کے ساتھ رد کرتی ھیں ، چنانچہ صحیحین میں بھی اس واقعہ کے ایک گوشے کی طرف اشارہ کیا گیا ھے، لہٰذا پہلے ھم اس بارے میں صحیحین سے نقل کرتے ھیں ، اس کے بعد تاریخ کے لحا ظ سے اس واقعہ کا خلاصہ نقل کریں گے:

…,,,عن ابن شہاب؛اخبرنی عبید اللّٰہ بن عبدا للّٰہ بن عتبۃ؛ان ابا ھریرۃ قال:لما توفّی النبی(ص) واستخلف ابوبکر وکفر من کفر من العرب،قال عمر:یا ابابکر کیف تقاتل الناس وقد قال رسول(ص) اللّٰہ: امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا:لا الہ الا اللّٰہ، فمن قال لا الہ الا اللّٰہ عَصَمَ منی مَاْ لَہُ ونفسہ الا بحقہ وبحسابہ علی اللّٰہ؟قال ابوبکر؛واللّٰہ ٔلاَ قاتِلَنَّ من فرّق بین الصلٰوۃ والزکٰوۃ،فان الزکاۃ حق المال واللّٰہ لو منعونی عَناقا کانوایؤدونھا الی رسول(ص) اللّٰہ، لقاتَلْتُہُمْ علی منعھا، قال عمر:فواللّٰہ ما ھو الّا ان رَأیتُ ان قد شرّحا اللّٰہ صدرَابی بکر للقتال، فعرفتُ انہ الحق“[14]

امام بخاری اور مسلم نے تمام اسناد کے ساتھ نقل کیا ھے:

جب رسول خدا(ص) کی وفات ہوئی اور ابوبکر تخت خلافت پر جا نشین ہوئے تو عرب کے بعض قبیلے اپنے کفر کی طرف پلٹ گئے، عمر نے ابوبکر سے کہا: اے ابوبکر! تم ان لوگوں سے کیسیجنگ کرو گے حا لانکہ رسول(ص) کا فرمان تھا: میں اس لئے مبعوث کیا گیا ہوں کہ اس وقت تک لوگوں سیجنگ کروں جب تک یہ خدا کی وحدانیت کے قائل نہ ھو جائیں اور جو شخص خدا کی وحدانیت کو قبول کر لے اس کی جان و مال محفوظ ھے، البتہ اگر کوئی شخصی حق رکھتا ھو تو اس کی جان مباح ہوسکتی ھے؟ (بطورخون بہا وغیرہ) ،ابوبکر نیجوا ب میں کہا: خدا کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جنھوں نے نماز و زکاۃ میں فرق کیا کیونکہ زکاۃ مالی حق ھے (اسلامی حکومت کا حق ھے) قسم خدا کی جو زکاۃ یہ لوگ رسول خدا(ص) کو دیتے تھے وھی مجھے نہ دی اور اس میں سے ایک بکری کا بچہ بھی روک لیا تو میں ان سیجنگ کروں گا۔

عمر نے کہا :قسم خدا کی یہ جواب ابوبکر کو اس شرحِ صدر کی وجہ سے عطا ہوا تھا جو خدا نے کیا یعنی یہ جواب خدا کی طرف سے القاء ہوا تھا لہٰذا میں سمجھ گیا کہ ابوبکر کی بات کاملاً ٹھیک ھے۔[15]

عرض مؤلف

اس حدیث کے پہلے ٹکڑے میں یہ کہا گیا ھے: عرب کے بعض قبیلے کافر ہوگئے ،یہ سراسر غلط اور جھوٹا الزام ھے اور در حقیقت خلیفہ صاحب کی غلطیوں پر پردہ ڈالنے کے لئے یہ جملہ اضافہ کیا گیا ھے، چنانچہ مزے کی بات یہ ھے کہ اسی روایت کے بعد والی جملوں سے اس کا جعلی ہونا ثابت ھے کیونکہ :

۱۔ اس روایت میں آیا ھے کہ جب عمر نے ابو بکر سے پوچھا کہ آپ ان سے کیسیجنگ کریں گے؟ تو ابوبکر نے کہا میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جو نماز و زکاۃ میں فرق کر رھے ھیں ، اس جملہ سے ظاھر ہورھا ھے کہ وہ نہ صرف کافر نہیں ھو ئے تھے بلکہ خدا کے حکم کے مطابق نماز و روزہ و اصول دین وغیرہ پر یقین رکھتے تھے اور ان کی بجا آوری بھی کرتے تھے۔

۲۔ اگر مان لیا جائے کہ وہ لوگ کافر ہوگئے تھے تو حضرت عمر نے ابو بکر پر کیوں اعتراض کیا تھا کہ ان سے کیسیجنگ کی جائے گی حا لانکہ وہ لاالہ الا اللہ اور محمد رسول (ص)اللہ کہتے ھیں اور رسول اسلام(ص) کو حکم بھی یھی دیا گیا تھا کہ جب تک لا الہ الا اللہ نہ کہے اس وقت تک جنگ کرو؟

مشہور فقیہہ اور فلسفی جناب ابن رشید کہتے ھیں :

زکاۃ کے احکام میں سے ایک حکم اس کا یہ بھی ھے کہ کوئی شخص زکاۃ کے وجوب کا انکار نہ کرے لیکن زکاۃ دینے سے انکار کرے اورابوبکر کا عقیدہ یہ تھا کہ جو شخص زکاۃ کے وجوب کا قائل ھو مگر دینے سے انکار کرے وہ مرتد کے حکم میں ھے، چنانچہ جب عرب کے قبائل نے ابوبکر کو زکاۃ دینے سے انکار کر دیا توحضرت ابو بکر نے ان سیجنگ کی اور ان کے بال بچوں کو اسیر کر لیا،لیکن عمر کا یہ نظریہ نہیں تھا لہٰذا انھوں نے اس حکم میں ابو بکر کی

مخالفت کی اور جن لوگوں کو ابوبکر نے اسیر کر رکھا تھا آزاد کر دیا اور اکثر علمائے اھل سنت بلکہ تمام علماء اس مسئلہ میں عمر کے ھم عقیدہ ھیں ۔
”وخالفہ فی ذالک عمرضِ واطلق من کان استرق منھم و بقول عمر قال الجمھور...“[16]
یہ سارا قتل و غارت کا قضیہ عکرمہ ابن ابی جھل کی سرپرستی میں ” حضر موت“ کے مقام پر مختلف قبائل (کندہ، مآرب) کے ساتھ اور اطرافِ مدینہ میں ” عبس و ذبیان، بنی کنانہ “سے خالد بن ولید کی سرپرستی میں وقوع پذیر ہوا، یہ تمام افراد جن کو مسلمانوں نے خالد بن ولید و عکرمہ کی سرپرستی میں قتل کیا مرتد نھیں ہوئے تھے،بلکہ سب یھی کہہ رھے تھے کہ جب تلک ھمارے درمیان رسول(ص) تھے ھم نے ان کی پیروی کی لیکن ابوبکر سے ھمارا کوئی تعلق نھیں ھے”اطعنا رسول اللہ مادام وسطنا فیا قوم ما شأ نی و شأن ابی بکر “ اورکبھی گورنر کے سامنے یہ کھتے کہ تو ھ میں ایسے مرد کی اطاعت کو کیوں کہہ رھا ھیجس کے بارے میں ھم سے اور تجھ سے کوئی عھد نھیں لیا گیا ھے؟”انک تدعوا الی طاعة رجل لم یعھد الینا ولا الیکم فیھعھد “ اور کبھی یہ کھتے کہ تم نے خاندان پیغمبر (ص)کو اس معاملہ سے کیوں دور کر دیا؟منصب خلافت کے اصلی حقدار وہ ھیں جن کے بارے میں ارشاد الٰہی ھے:
[17]
ابن کثیر کھتے ھیں :
عرب کے مختلف قبائل، گروہ در گروہ مدینہ آتے اور نماز کے سلسلے میں اقرار و اعتراف کرتے تھے، لیکن زکاة کے ادا کرنے سے گریز کرتے تھے اور کچھ ان میں سے ایسے تھیجو خلیفہٴ وقت کو زکاة دینے سے انکار کرتے تھے۔[18]
سنیوں کے مشہور مصنف عقاد مصری کھتے ھیں :
وہ عرب کے قبیلیجو مدینہ کے نزدیک رھتے تھے رسول(ص) کے بارے میں بہت مخلص اور ھمدرد تھے، لیکن جب رسول(ص) کی وفات ہوئی اور ابوبکر نے زمام حکومت سنبھالی تو ان لوگوں نے اس کی نافرمانی اور مخالفت کی اور کھنے لگے :ھم رسول خدا(ص)کی پیروی کرتے ھیں ھم کو ابوبکر سے کیا مطلب؟ !
اس کے بعد عقاد کھتے ھیں :
کچھ افراد ایسے تھیجو اصل زکاة کا عقیدہ رکھتے تھے لیکن جو زکوٰةوصول کرنے والے تھے ان کو دینے سے انکار کرتے تھے۔ [19]
مشہور مصنف محمد حسین ھیکل مصری کھتے ھیں :
”ابوبکر نے صحا بہ کو جمع کیا اور ان لوگوں کے بارے میں مشورہ کیا جنھوں نے ابوبکر کو زکاة دینے سے انکار کر دیا تھا کہ آیا ان سیجنگ کی جائے یا نھیں ؟کچھ لوگوں کا کھنا تھا کہ ان سیجنگ کرنا جائز ھے اور کچھ لوگوں کا کھنا تھا کہ جنگ نہ کی جائے اور ان منع کرنے والوں میں حضرت عمر بھی تھے، آپ کا کھنا تھا : ان سیجنگ نہ کریں کیونکہ یہ لوگ خدا و رسول(ص) پر ایمان رکھتے ھیں ،بلکہ ان سے دشمنان اسلام کے مقابلہ میں فائدہ اٹھایا جائے۔ “
اس کے بعد محمد حسین ھیکل کھتے ھیں :
شاید مجلس مشاورت میں شرکت کرنے والوں میں سے اکثر لوگ یھی عقیدہ رکھتے تھے کہ ان سیجنگ نہ کی جائے اور اس نظریہ کے مخالفین اقلیت میں تھے ،بلکہ ظن قوی یہ ھے کہ جب حا ضرین مجلس میں اس اھم اور خطرناک معاملہ پر بحث ومباحثہ بہت بڑھ گیا تو ابوبکر نے مجبوراً ذاتی طور پر اس میں مداخلت کرکے اقلیت کے نظریہ کی تصدیق و تائید کردی اور پرُ زور طور پر اپنی بات منوانے کیلئے کھنے لگے : ”قسم بخدا وہ چیز جو رسول(ص) کو دی جاتی تھی اس میں سے انھوں نے ایک بکری کا بچہ بھی روک لیا تو میں ان سیجنگ کروں گا“[20]

عرض مؤلف
اس تمام واقعہ کو سیوطی نے تاریخ الخلفاء، بلاذری نے انساب الاشراف اور اعثم کوفی نے اپنی تاریخ میں نقل کیا ھے، اعثم کوفی کھتے ھیں :
ابوبکر نیجملہ قسمیہ ”واللہ لومنعونی عقالاً“ عمر کیجواب میں کھا تھا، کیونکہ عمران مسلمانوں سے قتل و کشتار کرنے کے مخالف تھے۔[21]
بھر کیف جو تفصیلات اور مطالب ھم نے تاریخ ابن کثیر اور دیگر کتابوں سے نقل کئے ھیں ان سے اور خود حضرت ابو بکر کی بات سے بالکل واضح ہوجاتا ھے کہ جن کو ابوبکر کے حکم سے قتل کیا گیاوہ مرتد نھیں بلکہ مسلمان تھے اوریہ لوگ باقاعدہ اصل زکاة پر ایمان رکھتے تھے ،البتہ ابوبکر کوزکاة دینے سے انکار کر رھے تھے، بس اسی بات پر ان کو

ابو بکر نے تہہ تیغ کروادیا !!

مالک بن نویرہ (نمائندۂ رسول (ص)) کے قتل کاواقعہ
قارئین کرام! جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں عرب کے مختلف قبائل سے اس لئیجنگ لڑی گئی اور ان کے بچوں اور عورتوں کو اس لئے اسیر کر لیا گیا کیونکہ ان لوگوں نے زکاۃ دینے سے انکار کیاتھا ،مگر مشہور یہ کیا گیا کہ یہ لوگ مرتد ہوگئے تھے، اگر ان تمام واقعات اور جزئیات کی تفصیل لکھی جائے تو ایک مستقل کتاب مرتب ہو جائے لیکن ھم یہاں پر صرف مالک بن نویرہ اور ان کے خاندان (جنھیں بے دردی سے قتل کیا گیا)کے واقعہ کو نمونہ کے طور پرنقل کرتے ھیں :
ابن حجر اپنی کتاب" الاصابہ" میں تحریر کرتے ھیں :
رسول اسلام(ص) نے مالک بن نویرہ کو ان کے خاندان سے صدقات وصول کرنے کیلئے اور قبیلۂ بنی تمیم سے زکاۃ حا صل کرنے پر اپنا نمایندہ مقرر فرمایا تھا۔[22]
اعثم کوفی کہتے ھیں :
خالدبن ولید نے اپنے لشکر کو اس جگہ روک دیا جھاں قبیلہ بنی تمیم رھتا تھا اور گروہ گروہ کر کے تمام اطراف میں لشکر کو بھیجا،چنانچہ ایک گروہ اس باغ میں بھیجا جھاں مالک بن نویرہ اپنے خاندان کے ساتھ رھتے تھے، اس گروہ نے ا چانک حملہ کر کے تمام لوگوں کو گرفتار کرلیا اورمالک اور ان کی بیوی جو بیحد خوبصورت تھی اور ان کے خاندان کو اسیر کر کے خالد بن ولید کے پاس لایاگیا،خالدبن ولیدنے حکم دیاکہ مالک کے تمام خاندان کو قتل کردیا جائے!!
مالک اور ان کے ساتھیوں نے کہا: اے خالد! تو ھم کو کیوں قتل کر رھا ھے حا لانکہ ھم سب مسلمان ھیں ؟ اس وقت خالد نے کہا : خدا کی قسم میں تم سب کو قتل کردوں گا!! یہ بات سن کر ایک بوڑھے شخص نے کہا: اے خالد! کیا ابوبکر نے تجھے یہ حکم نہیں دیا ھے کہ جو کعبہ کی طرف نماز پڑھتے ہوں ان کو قتل نہ کیا جائے؟ خالدنے کہا: کیوں نہیں ، لیکن تم لوگ اصلاً نماز ھی نہیں پڑھتے ہو!
اعثم کہتے ھیں :
اس وقت ابو قتادہ جو خالد کے لشکریوں میں سے تھے اٹھ کھڑے ہوئے اور خالد سے کہا: میں گواھی دیتا ہوں کہ تو ان کو قتل کرنے کا حق نہیں رکھتا، کیونکہ جب ھم ان کو گرفتار کرنے گئے تو ان لوگوں نے پوچھا کہ تم کون ہو ؟تو ھم نے کہا: مسلمان ھیں ،اس وقت انہوں نے بھی کہا : ھم بھی مسلمان ھیں اور اذان دی گئی اور ان سب نے ھمارے پیچھے نماز ادا کی۔
اس وقت خالد نے کہا: اے ابو قتادہ !اگرچہ یہ لوگ نماز پڑھتے ھیں مگر چوں کہ زکاۃ دینے سے انہوں نے انکار کیا ھے لہٰذا ان کو قتل کیا جائے گا، یہ سنکر وہ بوڑھا مرد زورز ور سے چیخنے لگا ،لیکن خالد نے ان کی ایک فریاداورآہ وبکا کو نہ سنا اور ان سب کو یکے بعد دیگرے بے رحمی ا ور بے دردی سے قتل کردیا!
اعثم کوفی کہتے ھیں :
اس وقت سے ابو قتادہ نے یہ عھد کر لیا تھا کہ جس لشکر ک ا سردار خالد ہوگا اس میں شرکت نہ کرے گا۔
پھر خالد نے مالک کو پکڑ کر آگے کھینچا، مالک نے کہا: اے خالد! تو ایسے شخص کو قتل کر رھا ھیجو کعبہ کی طرف نماز پڑھتا ھے؟! خالد نے کہا: اے مالک! تم مسلمان ہوتے تو زکاۃ دینے سے انکار نہ کرتے اور نہ اپنے قبیلے کو زکاۃ دینے سے منع کرتے ، اے مالک ! خدا کی قسم میں تم کو ضرور قتل کروں گا،قبل اس کے کہ تیرے لبوں تک ایک قطرۂ آب پہنچے ،اس وقت مالک نے اپنی بیوی کی طرف چھرہ کیا اور فرمایا : اے خالد! تو مجھے اس (بیوی) کی وجہ سے قتل کر رھا ھے؟
خالد نے کہا: میں تجھے ضرور قتل کروں گا کیونکہ تو اسلام سے خارج ہوگیا ھے، تونے زکاۃ کے اپنے سارے اونٹ متفرق کردئے ھیں اور اپنے قبیلے کو زکاۃ دینے سے منع کردیا ھے، لہٰذا خدا نے تیرے قتل کا حکم دیا ھے ، اس وقت خالد نے مالک بن نویرہ کو تمام لوگوں کے سامنے قتل کر دیا۔
اعثم کوفی کہتے ھیں :
تمام موٴرخین نے بالاتفاق نقل کیا ھے کہ خالد نے مالک کو قتل کرکے ان کی بیوی سے شادی کر لی تھی۔ [23]
مشہور موٴرخِ اسلام یعقوبی کہتے ھیں :
مالک کے بھائی متمم بن نویرہ نے اپنے بھائی کے سوگ میں اشعار و مراثی بھت کھے چنانچہ ایک روز متمم شھر مدینہ میں ابوبکر کے پاس گئے اورجب نماز صبحا بو بکر کے ساتھ بجالا چکے تو اپنی کمان پر ٹیک لگا کر کھڑے ہوئے اور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مندرجہ ذیل اشعار پڑھنا شروع کر دئے:

نعم القتيل اذاالرياح تناوحت
خلف البيوت قتلت يابن الازور

ادعوتہ باللّٰہ ثم غد رتہ
لوہودعاک بذ مۃ لم يغد ر

کيا خوب مقتول ھے کہ جب سے قتل ہوا توفضائيں نوحہ کر رھی تھيں ،اے ازور (جھوٹے) کے بيٹے تو نے اس کو پشت خانۂ کعبہ ميں قتل کيا ھے، آيا پھلے تو نے خدا کی طرف اسے دعوت دی اس کے بعد اس کے ساتھ حيلہ و فريب کيا؟ اگر وہ (مالک) تجھے دعوت ديتا اور تيرے ساتھ عھد و پيمان باندھتا تو ايسا ذليل فعل انجام نہ ديتا۔[24]
ابوبکر نے کھا: نہ ميں نے اس کو دعوت دی تھی اور نہ اس کے ساتھ غدر و فريب کيا۔
يعقوبی کھتے ھيں :
عمرنے تخت خلافت پر آنے کے بعد واقعہ جو کام انجام ديا وہ يہ تھا کہ جن لوگوں کو ابو بکر نے اسير بنا رکھا تھا ان کو آزاد کر ديا۔[25]
اعثم کوفی کھتے ھيں :
جب مرتدين کے اسيروں کو لايا گيا تو عمر نے قتل کرنے سے منع کرديا تھا چنانچہ ان لوگوں کو ابوبکر نے يں خانہ ميں ڈلوا ديا تھا ، ليکن عمر نے ان لوگوں کو آزاد کر ديا۔[26]
جی ھاں! صرف ايک زکاۃ نہ دينے پر خلفاء نے کس طرح حکم خدا و رسول(ص) کی مخالفت کرتے ہوئے مسلمانوں کا خون مباح کر ديا تھا ؟!ظلم کی انتھا يہ کہ ان کے بچوں اور عورتوں کو بھی تہہ تيغ کر ديا گيا !اورجو عورتيں بچے زندہ رھے،ان کے ھاتھ، پيروں ميں زنجيرو ھتھکڑی ڈال کر اسلامی دارالحکومت کی طرف خليفہ کے حکم سے کشاں کشاں ليجايا گيا !(اور کچھ عورتوں سے زبردستی خود عقد کر ليا ! چنانچہ) ايک خليفہ کے بعد دوسرے خليفہ کو اس فعل کو خطا ء کھنے پر مجبور ہونا پڑا اور پھلی فرصت ميں ان قيديوں کو آزاد کيا ، يہ ھيں مسلمانوں کے چھيتے خلفاء کے سياہ کارنامے کہ شريعت اسلاميہ کو بالکل بالائے طاق رکھ کر جو دل چاھا حکم صادر کيا!کسی کو کوئی پاس خدا و رسول(ص) نہ تھا!
صحيح مسلم ميں آيا ھے :
مولائے متقيان حضرت علی (ع)کو جب جنگ خيبر ميں علم ديا گيا تورسول(ص) نے فرمايا : اے علی !”امش ولا تلتفت “جاؤ اور پيچھے مڑ کر نہ ديکھنا تو اب علی (ع) کی اطاعت ديکھئے !کچھ دور چلے اور بغير اس کے کہ چھرہ کو پيچھے کريں اسی طرح کھا :يا رسول اللہ!(ص) اس قوم سے کب تک جنگ کروں؟رسول(ص) نے فرمايا: جب تک يہ قوم خدا و رسول(ص) پر ايمان نہ لائے، بس اسی صورت ميں ان کی جان و مال محفوظ ھے اس کے بعدفوراً چل دئے اور جنگ کی [27].
يہ ھے اسلامی خليفہ کی اطاعتِ فرمانِ رسول(ص) ! يہ ھے اسلام کا نظام! ايسے ھی افراد پر خلافت الٰھيہ زيب ديتی اور نازکرتی ھے۔(اور وہ ھے مسلمانوں کے خليفہ ٔوقت اور نام نھادجانشينِ رسول(ص) کا کردار !وہ ھے اسلام اور فرمان رسول (ص)کے ساتھ کھلواڑ !!) بھرحال يہ تھا اس واقعہ کا خلاصہ جو آپ نے ان چند سطروں ميں ملاحظہ فرمايا ، صحيحين ميں بھی اس کی طرف قدرے اشارہ کيا گيا ھے۔

۲۔ جاگيرفدک اور ميراث پيغمبر کی سرگزشت
جھاں اور بھت سی حکم خدا و رسول(ص) کی مخالفتيں دور خلافت ابوبکر ميں کی گئيں ان ميں سے ايک يہ بھی تھی کہ رسول(ص) کی ساری ميراث اورباغ فدک جسے رسول(ص) نے اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ عليھا کو ھبہ کر ديا تھا واپس لے کر بيت المال ميں ملا ديا گيا،اس طرح صديقۂطاھرہ کے دل کو رنجيدہ کيا، اس ماجرا کو صحيحين ميں دوجگہ عائشہ سے اشارۃً نقل کيا گيا ھے ، لہٰذا پھلے ان دو مورد کو ذيل ميں ھم معہ متن و ترجمہ پيش کرتے ھيں اس کے بعد ان کی اجمالی توضيح و تحقيق کريں گے:
۱۔...”عُرْوۃ بن اُلزُبير؛ان عائشۃ ام المؤمنين؛اخبرتہ ان فاطمۃ الزھراء عليھاالسلام ابنۃَ رسول(ص) اللّٰہ(ص) سأ لت ابا بکر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

الصد یق بعد وفاۃ رسول(ص) اللہ ان یقسم لھا میراثھا مما ترک رسول(ص) اللہ مما افاء اللہ علیہ، فقال لھا ابوبکر:ان رسول(ص) اللہ قال"لا نورث ما ترکنا صدقۃ" فغضبت فاطمۃ(س) بنتُ رسول(ص) اللہ ، فہجرت ابابکر فلم تزل مهاجرتَہ حتی توفِّیَتْ، وعاشت بعد رسول(ص) اللہ ستَۃ اشھر،قالت وکانت فاطمۃ(س) تسألُ ابابکرنصیبیھا مما ترک رسول(ص) اللہ من خیبروفدکٍ وصَدَقَتَہُ بالمدینۃ ،فابی ابوبکرعلیھا ذالک...!![28]

عروہ بن زبیر نے عائشہ سے نقل کیا ھے:

وفات رسول(ص) کے بعد حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا نے ابوبکر سے مطالبہ کیا کہ آپ کو میراث پیغمبر(ص) کا حصہ اور پیغمبر(ص)کی ثروت جو خداوند متعال نے آپ کو بطور خاص عطا فرمائی تھی دی جائے،ابوبکر نے کہا : رسول(ص) نے فرمایا ھے: "لانورث ما ترکنا صدقۃ"ھم کسی کو اپنا وارث نھیں بناتے بلکہ جو چھوڑتے ھیں وہ صدقہ ہوتاھے۔

شہزادی کونین(س) اس جواب کو سن کرناراض ہوگئیں اور اسی ناراضگی کی حالت آپ نے د نی ا سے وفات پائی۔

عائشہ کھتی ھیں : فاطمہ(س) وفات پیغمبر (ص)کے بعد چھ مھینے زندہ رھیں اور اس مدت میں آپ اس میراث کو طلب فرما تی رھیں جو رسول (ص)نے خیبر ،فدک اور صدقاتِ مدینہ سے ارث کے طورپرچھوڑا تھا لیکن ابوبکر نے دینے سے انکار کردیا۔

۲۔ ... عن عروۃ عن عائشۃ؛ ان فاطمہ بنت النبی ارسلت الی ابی بکر تسئلہ میراثھا من رسول اللہ (ص) مما افاء اللہ علیھا بالمدینہ وفدک ومابقی من خمس خیبر ،فقال ابو بکر:ان رسول اللہ (ص)قال:" لا نورث ما ترکناصدقۃ"انما یأکل آل محمد فی ہٰذا المال، وانی واللہ لا اغیر شیئاً من صدقۃ رسول اللہ عن حا لھا التی کان علیھا فی عھد رسول اللہ (ص) ،ولا اعملن فیھا بما عمل بہ رسول اللہ ، فابی ابوبکران یدفع الی فاطمۃ منھا شیئاً ،فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک، فہجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت، وعاشت بعد النبی ستۃ اشھر، فلما توفیت دفنھا زوجھا علی لیلاً ،ولم یؤذن بھا ابا بکر، وصلی علیھا،وکان لعلی من الناس وجہ حیاۃفاطمۃ(سلام اللہ علیھا)،فلماتوفیت،استنکرعلی وجوہ الناس،فالتمس مصالحۃ ابی بکر،ومبایعتہ،ولم یکن یبایع تلک الاشھر،فارسل الی ابی بکران ائتنا ولا یأتنا معک احد ...!![29]

عروہ نے عائشہ سے نقل کیا ھے :

ایک مرتبہ بنت رسول(ص) حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا نے ابوبکر کے پاس کسی کو بھیجا کہ جو رسول(ص) نے باغ فدک و دیگر اموالِ مدینہ میراث کے طورپر چھوڑے ھیں وہ شہزادی کو دے دئیجائیں اور خمس خیبر بھی دیا جائے ۔

ابوبکر نیجواب میں کھلایا : رسول(ص) نے فرمایا ھے: "لانورث ما ترکنا صدقۃ" ھم کسی کو اپنا وارث نھیں بناتیجو چھوڑتے ھیں وہ صدقہ ہوتا ھے بس وہ(آل رسول) اس مال وثروت سے استفادہ نھیں کرسکتے ھیں ،قسم بخدا میں رسول(ص) کا ترک کردہ صدقہ اسی طرح ا ستعمال کروں گا جس طرح رسول(ص) کے زمانے میں استعمال ہوتا تھااور ھرگز تغیر نھیں کرسکتا جس طرح رسو(ص)ل عمل کرتے تھے اسی طرح میں عمل کروں گا۔ پس جب ابوبکر نے میراث رسول(ص) حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا کو نھیں دی تو حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا ابوبکر پر ناراض ہوگئیں اوراپنی وفات تک ابوبکر سے کلام تک نہ کیا۔ حضرت عائشہ کھتی ھیں : رسول(ص) کی وفات کے بعد شہزادی کونین(س) صرف چھ ماہ زندہ رھیں اور جب آپ نے وفات پائی تو حضرت علی علیہ السلام نے شب کی تاریکی میں انھیں دفن کر دیا اور خود ھی نماز وغیرہ پڑھی، ابوبکر کو خبر تک نہ دی اور جب تک فاطمہ(ع) زندہ تھیں علی علیہ السلام لوگوں کے درمیان وقعت و اھمیت رکھتے تھے، لیکن جب حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا کی وفات ہوگئی تو لوگوں کے اخلاق و کردار علی علیہ السلام کے بارے میں بدل گئے اور وہ حضرت علی (ع) کو نفرت کی نظروں سے دیکھنے لگے ،"چنانچہ علی (ع) نے ابو بکر سے مصالحت کرنا چاھی تاکہ بیعت کریں جبکہ حضرت فاطمہ زھر ا (ع)کے ہوتے ہوئے چھ مھینے تک آپ نے بیعت کرنا قبول نھیں کیا تھا، لہٰذا کسی کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ وہ ھمارے پاس تنھا آئیں اور کسی کو ساتھ میں نہ لائیں "۔[30]

عرض مؤلف

یہ دونوں حدیثیں صحیحین میں مفصل مذ کو رھیں ھم نے یھاں پر صرف اپنے استشھاد کے لئے اختصار کے طور پر نقل کیا ھے،بھر حال عائشہ نے اپنے زعم ناقص میں ان دونوں حدیثوں کے ذریعہ معاملہ کو لیپنے پوتنے کا کام کیا ھے، لیکن موصوفہ کی گفتگو سے در حقیقت چند قابلِ توجہ نکا ت کا ایک ناقابلِ انکا ر حقیقت سے پردہ فاش کرتے ھیں ، چنانچہ اختصار کے طور پر ذیل میں ھم ان نکات کی طرف قارئین کی توجہ مبذول کراتے ھیں :

۱۔ مذکورہ روایت سے ثابت ھو تا ھے کہ رسول(ص) نے صرف میراث میں باغ فدک ھی نھیں چھوڑا تھا جیسا کہ مشہور

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھے بلکہ فدک کے علاوہ دیگر اموال، آراضی اور قریہ و دےھات بھی چھوڑے تھےجو اطراف مدینہ میں واقع تھے، [31]اور حضرت عائشہ کی گفتگو سے اسی نکتہ کا استفادہ ہوتا ھے کہ آنحضرت (ص)کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ زھرا (س) ابو بکر کے ساتھ متعدد چیزوں مانند باغ فدک ، خمس ،غنائمِ خیبر، صفایا اور صدقاتِ اطراف مدینہ میں اختلاف رکھتی تھیں ۔

ممکن ھے فدک کے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہو کہ اس کی مالیت سب سے زیادہ تھی جیسا کہ سنن ابی داؤد (متوفی ۲۷۵ ھ) میں آیا ھے :خلافت عمر بن عبد العزیز (۹۹۔۱۰۱ھ)کے زمانہ میں فدک کی سالانہ آمدنی چالیس ہزار دینار تھی۔ [32]

۲۔ ابوبکر نے میراث رسول(ص) حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیہا کو نہ دینے کے لئے ایک جعلی دلیل کاسھارا لیا اور اس دلیل (حدیث) کورسول(ص) کی طرف منسوب کر دیا !!

۳۔ فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیہا نے اس جعلی قانون کو رد کرتے ہوئے تمام لوگوں کے سامنے واضح کر دیا کہ ابوبکر کا یہ کھنا کہ رسول(ص) نے یہ فرمایا ھے بالکل غلط اور بھتان ھے کیونکہ اگر میرے بابا کا یہ فرمان ہوتا تو مجھ سے وہ یہ بیان کر کیجاتے لہٰذا یہ ابوبکر کی من گڑھت حدیث ھے، اسے میں مردود جانتی ہوں،یھی وجہ تھی کہ حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیہا نے ابوبکر سے تا وفات بات نہ کی اور یھی نھیں بلکہ آپ جنازے میں شرکت کے لئے بھی منع فرما گئیں تھیں ، چنانچہ حضرت علی (ع) نے ابوبکر کو شہزادی کی وفات کی خبر تک نہ دی تھی اور آپ نے خلیفہٴ وقت کوبغیر اطلاع کئے رسول(ص)کی اکلوتی بیٹی کو راتوں رات نماز جنازہ پڑھ کر دفنا دیا ۔

۴حضرت فاطمہ زھرا سلام اللہ علیہااپنی چھ ماہ کی زندگی میں مولائے کائنات (ع) کے لئے مخالفین کے مقابلہ میں سب سے بڑی قوت تھیں ،یھی وجہ تھی کہ جب تلک فاطمہ (س) زندہ رھیں آپ نے(بقول عائشہ) خلیفہ وقت کی بیعت نہ کی اور شہزادی کے ہو تے ہوئے کسی میں ھمت نہ تھی جو علی (ع)سے اعلانیہ نفر ت کرتا، لیکن جیسے ھی حضرت فاطمہ زھرا(س)کی وفات ہوئی تو حضرت علی سے لوگوں کے چھرے بدل گئے یھاں تک کہ خود حضرت علی علیہ السلام نے ابو بکر سے مصالحت کی خواھش فرمائی!!

” استنکرعلی وجوہ الناس فالتمس مصالحۃ ابی بکر“!![33]

حد یث” نَحْنُ مَعَا شِرَالَ◌ْا نْبِیَاءِ لَانَرِثُ وَلَانُو رِثُ“کی حقیقت

قارئین ھماری بحث سے مربوط مذکورہ چار مطالب میں سے صرف پھلے دو مطلب ھیں :

۱۔ میراث رسول(ص) کا غصب کرنا۔

۲۔ جھوٹا قانون جعل کرکے رسول (ص)کی طرف منسوب کردینا۔

ان دو مطلب میں سے بھی ھم میراث رسول(ص) کے غصب کرنے کے بارے میں بحث نھیں کریں گے،کیونکہ یہ بات توتمام مؤرخین کے نزدیک مسلم الثبوت اور مسلمانوں کے درمیان متفق علیہ ھیکہ یہ حق حضرت فاطمہ زھرا (س) کا تھا جس سے انھیں محروم کردیا گیا،چنانچہ اس وقت ھماری بحث صرف دوسرے مطلب (جھوٹا قانون)سے ھے، لہٰذا ذیل میں قدرے اس بارے میں تحقیق کرتے ھیں :

چونکہ خلیفہٴ اول اس حساس موقع پر اپنی بات کو عملی جامہ پھنانا چاھتے تھے اورجو اموالِ رسول(ص) حضرت فاطمہ زھرا کے پاس تھے انھیں بیت الما ل کا جزء بنانا چاھتے تھے اور اھل بیت نبی(ص) (ص)کے مقابلہ میں پبلک کے سامنے ہزیمت نھیں اٹھانا چاھتے تھے لہٰذا آپ نے حدیث کی صورت میں ایک نیاقانون گڑھا اور اس کی نسبت رسول کی طرفدے دی کہ رسول(ص)نے فرمایا:” ھم (گروہ انبیاء) جوترک کرتے ھیں وہ صدقہ ہوتاھے اور ھمارا کوئی وارث نھیں ہو تا !“[34]

لیکن مذکورہ فرسودہ روایت کی قرآن صراحت کے ساتھ تکذیب کرتا ھے، اس کے علاوہ ذیل میں اس کیجعلی ہو نے پر چند دیگر شواھدو قرائن پیش کرتے ھیں تاکہ اھل انصاف کے لئے تحقیق کا راستہ باز ہوجائے :

اگر اس حدیث کا وجود تھا تو کیوں نھیں ، رسول(ص)نے اپنے اعزا ، اقرباء اور اصحا ب میں بیان فرمایا یھاں تک کہ اپنی بیویوں ، داماد اوربیٹی کے سامنے بھی کبھی اس کا ذکر تک نہ کیا اور حضرت ابو بکر کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہ تھا ایسا کیوں؟!

کیا رسول (ص)پر لازم نہ تھا کہ آیہ< وَاَنْذِ رْعَشِیْرَتَکَ اَلْاَقْرَبِیْنَ < اے رسول(ص)! سب سے پھلے تم اپنے قرابت دارو ں کو ڈراؤ اور ان کو احکام الٰھی سے آگاہ کرو>کے مطابق سب سے پھلے اس قانون کو اپنی بیٹی ، داماد اور دیگر خاندان کے افراد سے بیان فرماتے ،تاکہ اصحا ب ا ور اھل بیت رسول(ص) کے درمیان ارث کے بارے میں اختلاف نہ ہوتا؟! کیارسول نھیں جانتے تھے کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی میراث میں ایک شدید اختلاف ہو جائے گا ؟!

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اور اگر رسول(ص) نے بیان فرمادیا ہو تا تو پھر حضرت فاطمہ زھرا (س)جو کہ ھر خطا و نسیان سے پاک و پاکیزہ تھیں ،جن کی شان میں آیۂ تطہیر نازل ہوئی ،کیوں میراث طلب فرمانے کے لئے بنی ھاشم کی عورتوں کے ساتھ اس حا لت میں جاتیں کہ غصہ سے چھرہ زرد ہورھا تھااور چادر زمین پر خط دے رھی تھی اور آپ کی رفتار ھو بھو رسول کی مانند رفتار تھی؟ چنانچہ آپ اس حا لت میں مسجد نبوی میں ابو بکر کے پاس پھنچیں کہ جب ابو بکر مھاجرین ، انصار او ر صحا بہ کے درمیان بیٹھے محو گفتگو تھے، آپ کے پردہ کیلئے مسجد میں ایک چادر تان دی گئی ، اس پردہ کے پیچھے سے شہزادی کی درد ناک آواز آہ وبکا بلند ہوئی ، جس کی وجہ سے اھل مسجد پر ایک سکوت سا طاری ہوگیا اور ایک آہ ونالہ کی فریاد بلند ہوئی، حضرت فاطمہ زھرا (س) نے تھوڑا صبر کیا، یھاں تک آوازیں خاموش ہوئیں اور گریہ رک گیا،پھر آپ نے خطبہ شروع کیا، جس میں سب سے پھلے حمد وثنائے الٰہی بیان فرمائی اور زحمات ِ پیغمبر اور مسئلۂ خلافت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محکم دلیلوں کے ساتھ مسئلہٴ توارث کو بیان فرمایا ، جس کا یہ جملہ آج بھی تمام تواریخ نے قلم بند کیا ھے کہ آپ نے فرمایا:

”یابن ابی قحا فۃأفی کتاب اللہ ان ترث اباک ولاارث من ابی“؟!

اے قحا فہ کے بیٹے !کیا یھی کتاب خدا میں ھے کہ تو اپنے باپ کا وارث بنے،لیکن میں اپنے بابا کی وارث نہ بنوں ؟!

اس کے بعد آپ نے رسو ل(ص)کی قبر کی طرف رخ کیا اور ان اشعار کو پڑھا:

اے بابا!جان آپ کے بعد مصیبتوںاور بلاؤں کے پھاڑ ٹوٹ گئے۔

اے بابا!اگر آپ زندہ ہوتے تواس قدر مصائب نہ ڈھائیجاتے ۔

اے بابا!کچھ لوگوں نے اپنے سینوں میں جوکینے چھپارکھے تھے، ان کو ظاھر کردیا، جب آپ چلے گئے اور ھمارے آپ کے درمیان مٹی کے ڈھیر حا ئل ہوگئے۔

اے بابا!آپ کیجانے کے بعد کچھ لوگ ایسے ہوگئیجوھم کو بھرے دربار میں ذلیل کرتے ھیں اور نفرت کا اظھار کرتے ھیں ، اے بابا!لیجئے اب ھمارے مال کو صریحا غصب کیا جا رھاھے؟!

”لماجمع ابو بکر علی منع فاطمة فدک،بلغھا ذالک،لاثت خمارھا، واشتملت بجلبابھا،واقبلت فی لمة من حفدتھا،ونساء قومھا،تطأ ذیولھاما تخرم مشیتھا مشیة رسول اللہ(ص)،حتی دخلت علی ابی بکر،وھو فی حشد من المھاجرین والانصاروغیرھم،فنیطت دونھا ملأة،فحنت ثم انت انة،اجھش القوم لھابالبکاء، فارتج المجلس ثم امھلت ھنیةً،حتی اذا اسکن نشیج القوم،وھدئت فورتھم، افتتحت الکلام ... الی ان قالت:

۱۔ قد کان بعدک انباء وھنبثہ
لوکُنْتَ شاھِدَ ھا لَم تکثر الخطبُ

۲۔ اَبد ت لنارجالٌ نجوی صدورِھم
لَمَّاقضیتَ وحا لَتْ دونک الکثبُ

۳ ۔ تَجْھمتنارجالٌ واستخف بنا
اذغِبْتَ عنا فنحن الیوم مغتصبُ[35]

اگر رسول(ص) نے حدیث بیان فرمائی ہوتی تو ھر گز فاطمہ زھرا,کہ جس کی شان میں رسول(ص)نے بارھا فرمایا تھا: ”جس نے فاطمہ(ع) کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی“ [36]ابو بکر سے تاوفات ناراض نہ ہوتیں ، جبکہ آپ خلیفہ سے اس قدر ناراض تھیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے وصیت بھی کردی تھی کہ ابو بکر ان کے کفن و دفن میں شریک نہ ہوں اور اگر یہ حدیث صحیح ہوتی توحضرت امیرالمؤمنین علی ابن ابی طالب (ع)و حسنین علیھم السلام ،جن کی شان میں آیۂ مباھلہ و آیت تطہیر نازل ہوئیں ھر گز حضرت فاطمہ زھرا (س)کے دعویٰ کی موافقت نہ کرتے ۔

اور اگر یہ حدیث سچی ہوتی تو اھل بیت(ع) کیسے اس بات سے راضی ھو ئے کہ جو صدقہ اور فقراء کا مال ھے اس کو خود ضبط کرلیں ؟!! جبکہ خود صحیحین میں وارد ہوا ھے کہ اھل بیت (ع)پر صدقہ حرام ھے۔

پس مذکورہ باتوں سے ثابت ہوتا ھے کہ آپ حضرات(حضرت فاطمہ زھرا ، حضرت علی ، حسنین علیھم السلام)ابو بکر کو اس حدیث کے بارے میں جھوٹ ا سمجھتے تھے۔[37]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

کیا صحا بۂ کرام ”حد یث لا نورث “سے مطلع تھے ؟!
جیسا کہ ھم نے ضمناً اشارہ کیا کہ حدیث میراث(ھم گروہ انبیاء نہ کسی کو وارث بناتے ھیں اور نہ کسی کے وارث بنتے ھیں)ابو بکر کے علاوہ کوئی بھی صحا بیٴ رسول (ص)نہ جانتا تھا ، چنانچہ اس بات پر تمام علماء ،محققین اور مؤرخین اھل سنت کااتفاق ھے ، ھم بطورنمونہ چند شواھد ذیل میں نقل کرتے ھیں :
١۔ ابن ابی الحدیدمعتزلی اپنی شرح نہج البلاغہ میں تحریر کرتے ھیں :
اس حدیث کو صرف ابوبکر نے رسول(ص) (ص)سے نقل کیا ھے اور اس پر تما م بزرگ محدثین اتفاق رائے رکھتے ھیں ، یھا ں تک علم اصول ِ فقہ میں اس واقعہ سے استنباط کرتے ھیں کہ انسان صرف ایک صحا بی کے قول کو دلیل بنا کر دینی موضوعات میں حکم صا در کر سکتاھے،ایک جگہ تحریر کرتے ھیں : یہ بات سید مرتضیٰ(رہ)کی صحیح ھے کہ اس حدیث کو تنھاابوبکر نے رسول(ص) سے نقل کیاھے ۔[38]
٢۔علامہ جلال الدین سیوطی اپنی کتاب” تاریخ الخلفاء“ میں تحریرکرتے ھیں :
رحلت رسول اکرم(ص)کے بعد اصحا ب کے درمیان آپ کی میراث کے سلسلے میں اختلاف ہوگیاتھااور اس بارے میں کسی کو کوئی اطلاع نہ تھی ، تنھا ابوبکر تھیجنھوں نے فرمایا: میں نے رسول (ص)کو یہ فرماتے ہوئے سنا ھے: ”اِنَّامَعْشِرَ اْلاَنْبِیَاء لانورِثُ مَا تَرَکْنَا صَدَقَة ً“ھم گروہ انبیاء کسی کو وارث نھیں بناتے ،بلکہ جو کچھ ترک کرتے ھیں وہ صدقہ ہوتاھے ۔[39]
٣۔ علامہ ابن حجر تحریر فرماتے ھیں :
جب میراث پیغمبر(ص) میں اختلاف ہوگیااور اس بارے میں کسی کے پاس کوئی اطلاع نہ ملی ،تب ابوبکر نے کھا: میں نے رسول (ص)سے سنا ھے:”اِنَّا مَعْشِرَ اَلاَنْبِیَاءِ لَانُوْرِثُ مَاتَرَکْنَا صَدْقَةً“[40]

کیاازواج رسول(ص)حدیث”لانورث“سے واقف تھیں؟
جس طرحا صحا ب رسول(ص) مذکورہ حدیث سے مطلع نہ تھے، اسی طرحا زواج رسول (ص)کو بھی اس حدیث کی مطلقاً خبر نہ تھی ، لہٰذا اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو کم سے کم رسول(ص)(ص)دوسرے لوگوں سے پھلے اپنی ازواج کو تو ضرور بتلاکر جاتے ؟(یھاں تک کہ آپ نے اپنی چھیتی بیوی حضرت عائشہ سے بھی اس بات کو نہ بتلایا !!) کیونکہ آپ کی ازواج بھی میراث میں حصہ دار تھیں ۔
چنانچہ صحیح بخاری میں عائشہ سے منقول ھے:
خود ازواج پیمبر(ص)نے بھی وفات رسول(ص) کے بعد میراث میں سے اپنے حصہ کا مطالبہ عثمان کے ذریعہ ابوبکر تک پھنچایا،پس اس مطالبہ سے ظاھر ہوتا ھے کہ وہ بھی عملاً ابوبکر کو مذکورہ حدیث نقل کرنے میں منفرد اور کاذب سمجھتی تھیں ، ان کا بھی یھی عقیدہ تھا کہ میراث کا یہ نیا قانون خود ابو بکر کا گڑھا ہوا ھے اور رسول خدا (ص)نے ایسی کوئی حدیث بیان نھیں فرمائی ھے نہ اسلام میں ایسا کوئی قانون پایا جاتا ھے(اوربالخصوص حضرت عائشہ کا مطالبہٴ میراث کرنا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ھے کہ آپ بھی اپنے بابا کو اس معاملہ میں جھوٹا جانتی تھیں) چنانچہ امام بخاری نے اس بارے میں ایک مفصل حدیث نقل کی ھے ملاحظہ ہو :
”...عن عروة ابن الزبیر:سمعت عایشة زوج النبی: تقول؛ ارسل ازواج النَّبِی صلَّی الله علیہ وآلہ وسلم، عثمان الیٰ ابی بکریسئلنہ ثمنھن ممماافاء الله علیٰ رسولہ، فکنت انااَرُدُھن فقلت لھن: الا تتقین الله الم تَعْلَمْنَ ان النبی(ص)کان یقول:”لانورث ماترکنا صدقة“؟یریدبذالک نفسہ انمایاکل آلُ محمد (ع) فی ھذاالمال؟!...“ [41]
عروہ بن زبیر نے عائشہ سے نقل کیا ھے:
ازواج رسول (ص)نے عثمان کو ابوبکر کے پاس بھیجاکہ ان کے حصہ (٨١)کی میراث ان کو دی جائے،جوالله نے رسو(ص)ل کو عطاکی تھی عائشہ کھتی ھیں : میں نے ان کو جواب دیاکہ کیا تم کو خوف خدا نھیں ، کیا تم نے نھیں سنا ھے کہ رسول(ص)نے فرمایا :”لَانُوْرِثُ مَاتَرَکْنَا صَدَقَةً“ھم کسی کو اپنا وارث نھیں بناتے، بلکہ جو ترک کرتے ھیں ، وہ صدقہ ہو تاھے ، لہٰذارسول(ص)کے اھل بیت (ع)اس مال سے دیگر مسلمین کی طرح بقدر حا جت اخذکرسکتے ھیں ؟!

عرض مؤلف
جیساکہ ھم نے پھلے اشارہ کیاکہ اس حدیث کو سوائے ابوبکر کے کسی نے نقل نھیں کیا ھے، چنانچہ متذکرہ روایت میں بھی عائشہ نے دیگر ازواج رسول(ص)کے سامنے اپنے باباجان کے قول کو ھی دھرایا ھے اپنی طرف سے کوئی بات نھیں کھی ۔ اور یہ بات بھی مخفی نہ رھے کہ دوران خلفائے ثلاثہ تمام ازواج کو بیت المال سے وظیفہ ملتا تھا اور یہ وظیفہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس میراث کی خانہ پری کرتا تھا،جس کو ابوبکر نے حدیث کے سہارے سے دبالیا تھا اور حضرت عائشہ کوبنسبت دیگر ازواج رسول(ص)کے ہمیشہ زیادہ ملتارھاھے، بھر حال حقیقت وھی ھیجسے ابن ابی الحدید کے ھم عصر جناب علی ابن الفارقی استاد مدرسہ غر بیہ بغداد نے ابن ابی الحدید سے کھا تھاکہ جب ابن ابی الحدید نے آپ سے پو چھا :
آیا حضرت فاطمہ زھر ا سلام اللہ علیھا کا دعویٰ فدک کے بارے میں صحیح تھا؟
ابن الفارقی نے کھا :جی ھاں !بالکل حق بجانب تھا ،اس وقت ابن ابی الحدید نے کھا: پھر استاد ابو بکر نے فدک واپس دینے سے گریز کیوں کیاجبکہ خود ابو بکر اس بات کو درست سمجھتے تھے ؟ابن الفارقی جوکہ ایک باوقار اور ھنسی مذاق سے دور رھنے والے شخص تھے مسکرائے اور اس لطیف جملہ کو بیان کیا : اگر اس روز ابوبکر اس کو مان جاتے اور صرف حضرت فاطمہ(س) کے دعویٰ کرنے پر باغ فدک واپس کردیتے تو آگے چل کر اگر حضرت فاطمہ زھرا (س) اپنے شوھر نامدار کے لئے خلافت کے سلسلے میں دعویٰ کرتیں تب ابوبکر کو ماننا پڑتا اور ابوبکر کوئی عذر پیش نھیں کر سکتے تھے،کیونکہ جب آپ حضرت فاطمہ زھرا (س) کو مسئلہ ٴ فدک میں سچا اور صادق تسلیم کرچکے ہوتے تو پھر مطالبہ ٴ خلافت پر کسی دوسری دلیل کی ضرورت نہ ہوتی۔پھرابن ابی الحدید کھتے ھیں : اگر چہ استاد نے مجھ سے یہ بات مزاح و شوخی کے طورپر کھی تھی مگر حقیقت میں یہ مطلب صحیح تھا!! یعنی حضرت فاطمہ زھر ا سلا م اللہ علیھا اپنے قول میں بالکل صادق تھیں :
”ہٰذا الکلام صحیح و ان کان اخرجہ مخرج الدعابة والہزل“[42]

۳۔ صلح حدیبیہ اورحضرت عمرکی کٹ حجتی!!
ابو وائل کھتے ھیں کہ میں جنگ صفین میں تھا، جب لشکر علی (ع)و معاویہ میں جنگ بندی پراتفاق ھو نے کے بعداس کا اعلان کر دیا گیاتوحضرت علی علیہ السلام کے لشکر سے تعلق رکھنے والے بعض افراد نے مخالفت کردی، اس وقت سھیل بن حنیف ، لشکر کے در میا ن کھڑے ھو کر یوں کھنے لگے :
یاایھاالناس اتّھموا انفسکم فانا کنّا مع رسول(ص) اللہ یوم الحدیبیة،ولونری قتالا لُقتلنا،فجاء عمربن الخطاب،فقال یارسول(ص) اللہ !ألسنا علی الحق وھم علی الباطل؟فقال:بلی فقال:ألیس قتلا نا فی الجنة وقتلا ھم فی النار؟قال: بلی،قال:فعلیٰ مانعطی الد نّیہ فی دیننا أ نرجع ولما یحکم اللہ بینناوبینھم؟فقال:یا بن الخطاب! انی رسول(ص) اللہ ولن یُضَیِّعَنِي اللہ ابدا،فرجع متغیظا فلم یصبرحتی جا ء ابوبکر، فقال: یا ابابکر! ألسنا علی الحق وھم علی الباطل؟ قال:یا بن الخطاب اِنہ رسول(ص) اللہ ولن یضیّعہ اللہ ابدا، فنزلت سورة الفتح:
اے لوگو ! امیر المؤمنین (ع)کے سامنے اپنا نظریہ بیان نہ کرو اور خود خواھی سے دور رھو ،کیو نکہ میں صلح حدیبیہ میں رسول(ص) کے ساتھ تھا اور ھم تیار تھے کہ اگرجنگ ھو گی توجنگ کریں گے (لیکن جب صلح پر معاھدہ طے پایا) توعمرا بن خطاب آنحضرت (ص)کی خدمت میں آ ئے اور معاھدۂ صلح پر اپنی ناراضگی کا اظھار کیا اور کھنے لگے: یا رسول (ص)اللہ! کیا ھم حق پر اور مشرکین باطل پر نھیں ھیں ؟! رسول(ص) نے فرمایا:کیوں نھیں ،ھم حق پر ھیں اور مشرکین باطل پر ھیں ،اس پر عمر نے کھا :کیا ھم میں سیجو قتل ہوں گے وہ جنت اور مشرکین کے مقتولین جھنم میں نھیں جائیں گے ؟ رسول(ص) نے فرمایا :کیوں نھیں ، عمر نے کھا: پھر کیوں ھم اپنے موقف میں ذلت اختیار کریں اور بغیر جنگ و فتحیابی کے اپنے وطن واپس چلیجائیں ؟! رسول نے فرمایا:اے خطاب کے بیٹے ! میں اللہ کا رسول (ص)ہوں ، میں جو بھی اقدام کروں گا،خدا اس کو بے نتیجہ اور ضائع نھیں کر یگا ، عمر پھر بھی رسول(ص)کے کلام سے مطمئن نہ ہوئے اور حا لت غیظ میں واپس آگئے، یھاں تک کہ جب ابوبکر آئے تو ان سے کھا : اے ابوبکر! کیا ھم حق پر اور مشرکین باطل پر نھیں ھیں ؟ ابوبکر نے کھا: اے عمر! وہ خدا کے رسول(ص) ھیں ،خدا ان کے اقدام کو ھر گز ضائع نھیں کرتا ،چنانچہ اسی وقت خدا نے سورہ ٴ فتح نازل کرکے مسلمانوں کو فتحیابی کا مژدہ سنایا۔[43]
مذکورہ حدیث صحیحین میں کئی سند کے ساتھ وارد ہوئی ھے ،ان میں سے ایک حدیث میں یہ جملہ بھی ملتاھے کہ جب سورہ ٴ فتح نازل ہواتو رسول (ص)نے وہ سورہ عمر کے پاس بھجوایا، عمر نے کھا: کیا یہ مژدہ ٴفتح ھے ؟رسول(ص)نے فرمایا:ھاں عمر فتح کی خوشخبری ھے، تب عمر خاموش ھو کر چلے گئے ۔[44]

عرض مؤلف
قارئین کرام ! آپ حضرات مذکورہ حدیث اور آئندہ آنے والے واقعۂ قرطاس سے رسول (ص)کے سامنے خلیفہ دوم کی جسارت اور جرأت کااچھی طرح ا ندازہ لگ ا سکتے ھیں اور ان واقعات سے اس بات کا بھی علم ھو جاتا ھے کہ آپ کا رسول اسلام (ع)کے قول و فعل پر کس قدر ایمان ، اعتقادا وراعتماد تھا ؟ اسی طرح صاحبِکے فرمان کے سامنے خلیفہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

صاحب کا رد عمل بھی ھمارے لے واضحا ور روشن ھو جاتا ھے ۔
اے ایماندارو ! بولنے میں تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کیاکرو اور جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے زو ر زور سے بولا کرتے ھو ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو ،ایسا نہ ھو کہ تمھارا کیا کرای ا سب اکارت ھو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ھو .بے شک جو لوگ رسول خدا (ص)کے سامنے اپنی آوازیں دھیمی کرلیا کرتے ھیں یھی لوگ ھیں جن کے دلوں کو خدا نے پرھیزگاری کیلئیجانچ لیا ھے ان کیلئے آخرت میں بخشش اور بڑا اجر ھے -[45]

۴۔ واقعۂ قرطاس اور حضرت عمرکارویہ!!

۱۔..’’عبیداللہ بن عبد اللہ بن عتبۃعن ابن عباس؛ قال:لماحُضِررسول(ص)اللہ وفی البیت رجال فیھم عمر بن الخطاب،فقال النبی(ص):ھَلُمَّ اکتب لکم کتاباًلاتضلون بعدہ ،فقال عمر:ان رسول اللہ (ص)قد غلب علیہ الوجع،و عندکم القرآن حسبنا کتاب اللہ ،فاختلف اھل البیت،فاختصموا،فمنھم من یقول قرّبوا یکتب لکم رسول اللہ(ص) لن تضلّوابعدہ،ومنھم یقول ماقال عمر،فلما اکثرواللغووالاختلاف عند رسول(ص)اللہ ،قال رسول (ص)اللہ :قوموا۔قال عبید اللہ :فکان ابن عباس یقول:ان الرزیۃ کل الرزیۃ ماحال بینَ رسول(ص) اللہ وبین ان یکتب لھم ذالک الکتاب من اختلافھم ولغطھم۔ ‘‘[46]

عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ ،ابن عباس سے نقل کرتے ھیں :
جب رحلت پیمبر(ص) نزدیک ہوئی اس وقت آپ کے اصحا ب کا ایک گروہ آپ کے خانہٴ اقدس میں موجود تھا ،جن میں حضرت عمر بھی تھے ، رسول اللہ(ص)نے فرمایا: مجھے (قلم و دوات) دیدوتاکہ تمھارے لئے ایک نوشتہ لکھتاجاؤں کہ تم میرے بعد گمراہ نہ ھو ،عمر نے کھا:ان کے اوپر وجع(شدیدبخار) کا غلبہ ھے (اس لئے یہ اَوّل فول بک رھے ھیں)ھمارے درمیان کتاب خدا ھے، جو ھمارے لئے کافی ھے ، پس تمام حا ضرین کے درمیان اختلاف ھو گیا اور ایک دوسرے کی آوازیں آنحضرت(ص)کے سامنے بلند ہونے لگیں ،بعض لوگ کھنے لگے : رسول اللہ(ص)کو کاغذو قلم دیدیا جائے تاکہ وہ کچھ لکھ دیں جو ھم کو گمراہ ھو نے سے بچالے اوربعض لوگ عمر کی پیروی میں انکار کررھے تھے، جب بھت زیادہ ھلڑ ھنگامہ رسول(ص)کے سامنے بلندھو گیا ،تو رسول(ص) نے فرمایا:یھاں سے چلیجاؤ! عبید اللہ کھتے ھیں :
ابن عباس کھا کرتے تھے: سب سے بڑی مصیبت اسلام میں یھی تھی کہ اس قدر رسول (ص)کے سامنے اختلاف اور ھنگامہ برپاہوا کہ رسول (ص)وصیت نامہ نہ لکھ سکے!!

۲۔..’’عن سعید بن جبیر عن ا بن عباس؛انہ قال:یوم الخمیس ومایوم الخمیس؟ثم بکیٰ حتیٰ خَضَبَ دمعہُ الحصباءَ،فقال اشتد برسول(ص) اللہ وجعُہ یوم الخمیس،فقال ایتونی بکتاب اکتب لکم کتاباًلن تضلوابعدہ ابدا،فتنازعواولا ینبغی عند نبی(ص) تنازُعٌ ،فقالوا:ھجررسول(ص)اللہ!وقال(ص):دعونی فاالذی انافیہ خیر مماتدعوننی الیہ،واوصٰی عند موتہ بثلاث:اخرجواالمشرکین من جزیرۃ العرب، واجیزواالوفَد بنحوماکنتُ اجیزُھم،ونسیت الثالثۃ!!! [47]

سعید بن جبیر نے ابن عباس سے نقل کیا ھے:
آپ فرماتے تھے: جمعرات کا دن کس قدر عظیم مصیبت کا دن تھا ،اس کے بعد آپ گر یہ کر نے لگے اور اس قدر گریہ کیا کہ آپ کے آنسوؤں سے پوری ڈاڑھی تر ھو گئی اور کھنے لگے : روز جمعرات جب رسول (ص)کا مرض شدت اختیار کر گیاتوآنحضرت(ص) نے حکم صادر فرمایا : مجھے قلم ودوات دیدو تاکہ تمھارے لئے نوشتہ لکھدوں اور تم گمراھی سے میرے بعد محفوظ رہو۔ لیکن اس حکم پیغمبر (ص)پر لوگ آپس میں جھگڑا کرنے لگے، حا لانکہ نبی (ص)کے سامنیجھگڑانھیں کر نا چاھیئے تھا،چنانچہ بعض افراد (جیسے عمر)کھنے لگے: رسول(ص)ہذیان بک رھے ھیں ، (ان کی بات مت مانو)اس وقت آنحضرت (ص)نے (ناراضگی کی حا لت میں) ارشاد فرمایا : تم لوگ میرے گھر سے نکل جاؤ، کیونکہ میرے لئے مرض کی تکلیف تمھار ی نافرمانی اور حکم عدولی کی تکلیف سے بھتر ھے۔
ابن عباس کھتے ھیں : رسول(ص) نے اپنی وفات کے وقت تین باتوں کی وصیت کی تھی :
۱۔ حکم دیا کہ مشرکین کو جزیرۃالعرب سے باھر نکال دو۔
۲۔ جو لوگ شھرمدینہ آئیں ان کو انعام وعطای ا سے نوازا جائے، جس طرح میں اپنی زندگی میں ان کو نوازتا تھا۔
۳۔ تیسری چیز میں (راوی) فراموش کر گیا!!

عرض مؤلف
یہ حدیث صحیح مسلم میں ابن عباس سے دو طریق (سند) سے نقل کی گئی ھے : پھلاطریق؛ سعید بن جبیر تک پہنچتا ھے اوردوسرا طریق ؛عبیداللہ بن عتبہ تک پہنچتا ھے۔[48]
صحیح بخاری میں سات (۷) موارد پر مختلف اسناد کے ساتھ اس حدیث کو نقل کیا گیا ھے ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

چونکہ یہ حدیث متن و الفاظ کے اعتبار سے صحیح بخاری میں ھر جگہ کچھ نہ کچھ مختلف نقل کی گئی ھے ،لہٰذا ان میں قابلِ توجہ نکات اوراختلاف کی طرف ھم اشارہ کرتے ھیں :
پھلانکتہ:۔ صحیح بخار ی کے سات موارد میں سے تین ایسے مورد ھیں جھاں پر صراحت کے ساتھ مذکور ھے کہ حضرت عمر نے رسول(ص)اسلام کے حکم کی مخالفت کی اور آپ کو وصیت لکھنے سے روک دیا اور ان میں یوں آ یا ھے کہ عمر نے کھا : ”فقال عمر:ان رسول اللہ قد غلب علیہ الوجع...“ [49] رسول(ص) پربخار کا غلبہ ھے، اس لئے آپ الٹی سیدھی باتیں بک رھے ھیں !!
اور چار جگہ پرراوی نے رسول(ص) کی مخالفت کرنے والے کے نا م کو ذکر نہ کرکے لفظ ”بعض“ اور”قالوا“وغیرہ کہہ کر نام چھپانے کی کو شش کی ھے،ان میں سے ایک جگہ” بعض“ اور” قد غلب علیہ الوجع“کے ساتھ یوں استعمال ہوا ھے :”فقال بعضھم: ان رسول(ص) اللہ ، قد غلب علیہ الوجع ((پس بعض لوگوں نے کھاکہ رسول(ص) پر بخار کا غلبہ ھے))[50]اور تین ” قد غلب“ کی جگہ ہجر اور بعض کی جگہ”فقالوا “کے ساتھ اس طرح آ یا ھے:”فقالوا:ھجر رسول اللہ ...“((پس لوگوں نے کھا : رسول(ص) ہذیان بک رھے ھیں))۔[51]
بھر کیف مذکورہ احادیث کے مضمون اوران میں موجود تمام قرائن کو ملاحظہ کرنے کے بعد یہ بات بالکل عیاں ھو جاتی ھے کہ جس نے رسول(ص)کو وصیت لکھنے سے باز رکھا ، جس نے اس معاملہ میں سب سے پھلے شبہ کا القاء کیا، وہ حضرت عمر ھی تھے،لہٰذاان حدیثوں میں مذکورہ اختلافِ الفاظ:”فقال بعضھم“اور”فقالوا ہجررسول اللہ “حقیقت کو نھیں چھپ ا سکتا ،کیونکہ ا گر چہ کچھ روایتوں میں لفظِ”بعض“ آیا ھے لیکن بعض روایتوں میں صراحت کے ساتھ خلیفہ صاحب کے نام کا ذکر ھیجو لفظ ”بعض“ کے پیچھے چھپے ہوئے شخص کی نشان دھی کرتا ھے اور جو لوگ حا ضرین میں رسول (ص)کی وصیت قبول ا و ررد کرنے کے بارے میں مخالفت کررھے تھے، وہ حضرت عمر ھی کی وجہ سے وجود میں آئی، کیونکہ ان کے قول کے بعد کچھ لوگوں نے آپ(عمر) کی موا فقت کی اور کچھ لوگوں نے مخالفت کی ،پس جس جگہ لفظِ”بعض“ کا استعمال ہوا ھے، وہ بھی حضرت عمر کے اشارہ او ر ایماء سے ھی وجود میں آیا:
”فقال عمر:ان رسول (ص)اللہ قد غلب علیہ الوجع وعند کم القرآن حسبنا کتاب اللہ ،فاختلف اھل البیت، فاختصموا،فمنھم من یقول قربو ا یکتب لکم رسول اللہ کتاباً لن تضلوا بعدہ ،ومنھم من یقول ما قال عمر۔ “
ابن ابی الحدیدنے ابن عباس اورعمر میں ایک مرتبہ ملا قا ت کے درمیان جو گفتگوہوئی اس کو بالتفصیل نقل کیا ھے، جس میں حضرت عمر نے صریحا اس بات کو قبول کیا ھے کہ میں ھی نے آنحضرت(ص)کو وصیت لکھنے سے باز رکھا :
”و لقد اراد ان یصرح باسمہ، فمنعت من ذالک “
رسول(ص)حا لت مرض میں چاھتے تھے کہ خلافت کے بارے میں علی (ع) کے نام کی تصریح کردیں ، لیکن میں نے ان کو اس بات سے باز رکھا ۔“
ابن ابی الحدید اس کے بعدکھتے ھیں :
”ذکر ہٰذاالخبر احمد بن ابی طاھرصاحب کتاب تاریخ بغداد فی کتابہ مسندا۔“[52]
اس واقعہ کو احمد بن ابی طاھر تاریخ بغداد کے مؤلف نے اپنی کتاب میں باقاعدہ تما م اسناد کے ساتھ تحریر کیا ھے ۔
دوسرانکتہ:۔ دوسرا قابل غور نکتہ یہ ھے کہ جب رسول اسلام(ص) نے وصیت لکھنے کے لئے قلم دوات طلب فرمایا تو جواب میں آنحضرت (ص)کے لئے ”ھجررسول اللہ “ اور”قد غلب علیہ الوجع “ جیسے کلمات استعمال کئے گئے!جو مفھوم اور معنی کے لحا ظ سے ایک ھیں ، یعنی جس طرح ”ھجررسول اللہ “سے توھین رسالت ھو تی ھے، اسی طرح ”قد غلب علیہ الوجع“سے توھین رسالت ظاھر ہوتی ھے اور ”ہجر رسول اللہ “کہہ کر ہذیان اور بیہودہ گوئی کی نسبت خاتم الانبیاء (ص)کی شان میں دینا تونھایت ھی بدتمیزی اور گستاخی ھے!! یھی وجہ ھے کہ جب رُواۃ ِاحادیث اور مؤرخینِ اھل سنت و الجماعت نے اس چیز کو دیکھا کہ اس روایت میں ہجر و ہذیان کی نسبت رسول(ص) کی طرف خلیفہ صاحب کی جانب سے صراحت کے ساتھ دی گئی ھیجو قابلِ تنقید واعتراض ھے اور اس طرح کی نسبت رسول(ص) کی طرف دینا صریحا قرآن کے مخالف ھے :(نہ تمھارادوست گمراہ ھو ااور نہ بھکا) لہٰذا اپنی پرانی خصلت کے مطابق روایت کے الفاظ میں اس طرح ردو بدل کردی کہ جھاں ہجر (ہذیان) کا لفظ تھا وھا ں لفظِ عمرکو چاٹ گئے اور ہذیان کی نسبت حا ضرینِ مجلس(فقالوا ہجر رسول اللہ) کی طرف دے دی!!
ا ورجھاں خلیفہ صاحب کا نام صراحتاً یا کنایۃً جیسے لفظ بعض کی آڑ میں مذکور تھا وھاں جملۂ ”قدغلب علیہ الوجع“(ان کے اوپر بخار کا غلبہ ھے) جوکنایہ کی صورت میں ھے اضافہ کردیا ،تا کہ اپنے محبوب کو تنقید سے کچھ حد تک بچایا

ج ا سکے!!لیکن اگر غور کیا جائے تو جیسا کہ پھلے ھم نے اشارہ کیا کہ حا ضرین کے درمیان اختلاف کرنے کا شوشہ حضرت عمر ھی کی جانب سے چھوڑا گیا تھا یعنی حضرت عمرسے پھلے رسول(ص) کی بات قبول کرنے میں کوئی بھی آنا کانا نھیں کر رھا تھا، یہ تو صرف آپ کی ھی دین تھی جس کی وجہ سے لوگوں میں حکمِ رسول کی بابت چہ می گوئیاں ہونے لگیں،لہٰذا حا ضرین کی جانب سے اگر رسول(ص) کی طرف ہذیان کی نسبت دی گئی تھی تووہ حضرت عمر ھی کے الفاظ دھرا رھے تھے اوراس سلیقہ سے پیش آنے کا طریقہ حضرت عمر نے ھی بتلایا تھا!![53]

تیسرا نکتہ :تیسرا نکتہ جو اس حدیث کے ذیل سے مربوط ھیجسے اھل سنت کے بعض محدثین ومؤلفین نے نقل کیاھے اور بعض نے نھیں، یہ ھے کہ جب رسول (ص) تحریری وصیت نامہ نہ لکھ سکے تواس وقت آپ نے تین چیزوں کی وصیت کی ،لیکن ان تینوں وصیتوں میں سے(بعض ناقلینِ حدیث نے) صرف دو کو تو قلمبند کیا ھے مگر تیسری چیز کے بارے میں کھا گیا کہ راوی فراموش کر گیا!!

سوال یہ پیدا ھو تا ھے کہ وہ تیسری کون سی شۓ تھی جسے راوی فراموش کر گیا ؟!آخر تیسری وصیت کے یاد رکھنے کے موقع پر ھی کیوں راوی کے ذھن پرمکڑی نے فراموشی کا جالا تنا ؟! یقینا کوئی ایسی شۓتھی جس کے فراموش کرنے میں راوی کو مصلحت نظر آئی اور بقیہ یا د رہ گئیں ؟!

بھر حال اتنی بات تومسلم ھے کہ تیسری کوئی ایسی خاص شۓتھی جس کے اھتمام کے لئے رسول(ص) نے حساس موقع پر لکھنے کی ضرورت محسوس کی اور زبانی بتانے پر اکتفاء نہ کی اور ارشاد فرمایا : قلم و دوات دے دو تاکہ میں لکھدوںاور تم گمراھی سے محفوظ رہو۔

پس اتنا تو ماننا ھی پڑے گاکہ جس تیسری شۓکی رسول وصیت کر رھے تھے وہ گمراھی سے بچانے والی تھی ،لہٰذا اب ھ میں جستجو اس بات کی کرنا ھے کہ آخر وہ شۓجو گمراھی سے امتِ محمد(ص) کو بچانے والی ھے وہ کیا ھے ؟کیا دیگر مورخین ومحدثین نے کوئی ایسی شے ٔ بتلائی ھیجو رسول(ص) کی امت کو گمراھی سے بچالے ؟تواس کے لئے اکثر علمائے اھل سنت کا اتفاق ھے اور اس کو مسلم نے بھی اپنی صحیح میں نقل کیاھے کہ رسول(ص) نے فرمایا:

”انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا ابداً کتاب اللہ و عترتی ...۔“

اے لوگو! میں تمھارے درمیان دو گراں قدر چیزیں چھوڑ ےجارھا ھو ں ایک کتاب خدا ھے اور ایک میری عترت جو میرے اھل بیت(ع) ھیں ،اگر تم نے ان سے تمسک کیا توگمراھی سے محفوظ رھو گے اور یہ دونوں چیزیں کبھی ایک دوسرے سیجدا نھیں ہوں گی یھاں تک کہ یہ دونوں ساتھ ساتھ ھمارے پاس حوض کوثر پر واردہوں گی... ۔

چنانچہ اسی بات کیلئے رسول(ص) بار بار قلم مانگ رھے تھے:

”فقال أیتونی بکتاب اکتب لکم کتابالن تضلوا بعدہ ابدا“

اب آپ خود ھی فیصلہ کریں کہ جو چیز نجاتِ مسلمین کا باعث ہووھی راوی بھول جا ئے(اورجو قابل اھمیت نہ ھو ں وہ یاد رہ جائے)تعجب خیزنھیں تو کیاھے ؟!!

پس ثابت ھوا کہ رسول(ص) بوقت وفات ایک بھت ھی اھم امر کی وصیت کرنا چاھتے تھے کہ جس کی وجہ سے بعض صحا بہ کی طرف سے ایسا ر د عمل ھو ا کہ آنحضرت(ص) جیسی بلند شخصیت کے مقابلہ میں بھی مخالفت کرنے کھڑے ھو گئے!! [54]اوریھی نھیں کہ رسول اسلام (ص)کے حکم کی ان لوگوں نے نافرمانی کی، بلکہ یہ لوگ باقاعدہ آپ کی اھانت کرنے پر تل گئے !اور کھنے لگے:

رسول(ص) کا دماغ خراب ھو گیا ھے ! معاذاللہ یہ دیوانے ھو گئے ھیں!ان کی باتیں کوئی نہ سنے !یہ پاگل پن اور ہذیان کی باتیں کرتے ھیں !!!

بھر حال ان تما م باتوں سے ثابت ھو تا ھے کہ رسول(ص) بوقت آخرایک ایسی اھم شے ٔلکھنا چاھتے تھیجو بعض لوگوں کو ہضم نہ ھو سکی اور مخالفت کر بیٹھے! اور قابل توجہ بات یہ ھے کہ سلسلہ ٔ رواۃ میں سے ابن عباس اور سعید بن جبیر نے تیسری وصیت کو نقل کیا تھا لیکن جب یہ سلسلہ تیسرے راوی جناب سلیمان تک پھنچا تو وہ تیسری شے ٔ بھول گئے:(ونسیت الثالثھاور میں تیسری وصیت فراموش کر گیا!)کیونکہ بخاری تصریح کرتے ھیں :

”سفیان بن عینیہ اس حدیث کے سلسلۂرواۃ میں سے چوتھے فردکھتے تھے :یہ قول (نسیت الثالثہ“ میں تیسری وصیت بھول گیا) سعید بن جبیر یا ابن عباس کا نھیں بلکہ سلیمان کا ھے ”قال سفیان بن عینیہ: ھذامن قول سلیمان“سفیان کھتے ھیں :” مجھ سے سلیمان نے کھا: میں تیسری وصیت فراموش کر گیا“ -[55]

پس نتیجہ یھی نکلتا ھے کہ جس چیز کو فراموشی کا نام دیا گیاوہ صرف اھل بیت(ع) کی حا کمیت اور بالاخص علی (ع)کی خلافت کامسئلہ تھا جس کو دیگر مقامات پر مثلاًابن عباس اور عمر کے درمیان کی گفتگو میں وضاحت کے ساتھ ذکر کیاگیا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھے ۔

عرض مؤلف

مردہ باد ایسی سیاست جس نے رسول(ص) کو واضحا ور روشن حقائق کے بیان سے باز رکھا ،زائل ھو جائیں وہ ذھن جو عالی اور لازمی مطالب کو سیاست میں فراموش کر جائیں !! لعنت ھو ایسی سیاست پر جس کی وجہ سے حقائق میں تحریف کردی جائے!!!

ایک اعتراض

بعض علمائے اھل سنت اعتراض کرتے ھیں کہ اگر اس قدر رسول(ص) کی وصیت اھمیت رکھتی تھی تو پھر رسول(ص)(ص)بعض لوگوں کی مخالفت کی بنا پر لکھنے سے باز کیوں رھے ؟کیوں نھیں آپ نے اپنی وصیت کو تحریر کیا جو امت کے نفع کے لئے تھی ؟

مذکورہ اعتراض کاجواب

اس سوال کیجواب میں ھم علامہ سید شرف الدین مرحوم کے قول کو نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ھیں جو معترضین کا منہ توڑ جواب ھے :

”وھی نظریہ جو (ہذیان یا غلب علیہ الوجع) حا ضرین مجلس کی طرف سے پیش کیا گیا، اسی کو مد نظر رکھتے ھو ئے رسول(ص) (ص)وصیت لکھنے سے باز رھے ،کیونکہ جب رسول اسلام(ص)کے سامنے ھی اس قدر اختلاف و تند مزاجی بڑھ گئی اور ایک ھنگامہ اٹھ کھڑا ہواتھا؟ تو اب اگر رسول(ص)کچھ لکھتے بھی تو اس کا اثرکیا مر تب ھو تا؟سوائے فتنہ وفساد بڑھ جا نے کے اور وھیں پرجنگ و جدال کی نوبت آجاتی، لہٰذ ارسول(ص) کے لئے بھتر یھی تھا کہ آپ کہہ دیں:” یھاں سے نکل جاؤ!“(قوموا عنی)اور اگر رسول(ص) اپنے حکم کے صادر کرنے میں اصرار کرتے تو وہ افراد اس سے بھی زیادہ سرکشی اور سختی کرتے ،جس کو رسول(ص)کی نظر یں دیکھ رھی تھیں اور رسول (ص)کے ہذیان پر زیادہ سے زیادہ دلائل پیش کرتے اوران کی اندھی تقلید کرنے والوں کی طرف سے آج رسول (ص)کے ہذیان پر سینکڑوں کتابیں لکھ دی جاتیں ! ہزاروں صفحا ت پر کئیجاتے ! چنانچہ رسول(ص)نے بغیر کسی اصرار کے اپنی بات کو دبا لیا اور خاموش ھو گئے ، دوسری جانب رسول خدا(ص)جانتے تھے کہ چاھے وصیت لکھی جائے ،یا نہ لکھی جائے ، حضرت علی علیہ السلام اور ان کے صحیح چاھنے والے رسول(ص) کی بات کے سامنے مطیع اور خاضع ھیں اورمخالفین کو امیرالمؤمنین حضرت علی (ع) کو خلیفہ تسلیم ھی نھیں کرنا ھے ،لہٰذاوصیت لکھنے سے کچھ فائدہ نھیں تھا۔[56]

خلاصہ یہ کہ جب رسول(ص) نے یہ احساس کرلیا کہ یہ لوگ میرے سامنے ھی مجھے پاگل اور دیوانے کی نسبت دے رھے ھیں تو اگر میں اس وقت حضرت علی (ع) کے حق میں وصیت لکھ دو ں گاتو یہ لوگ میری جانے کے بعد میرے ہذیان اور دیوانے پن کوثابت کرنے میں اور کوشاں ھو جائیں گے اور یہ وصیت نامہ میری نبوت کو درجۂاعتبار سے ساقط کر دے گا اور نتیجہ وھی ھو گا جو اس وقت میں ملاحظہ کر رھا ہوں،بلکہ اس سے بھی بدتر حال ھو جائے گا، لہٰذا رسول(ص) کی حکمتِ بالغہ اور دور اندیشی کا تقاضہ یہ تھا کہ وصیت لکھنے سے اجتناب فرمائیں تاکہ اصل نبوت پر اعتراض اور انتقاد کرنے کا دروازہ بند رھے۔

۵۔ حج تمتع اورخلفا ئے اسلام!

تاریخ اسلام کی روشنی میں یہ بات پا یۂ ثبوت تک پھنچ چکی ھے کہ حضرت عمر کے دور حکومت میں بھت سے اسلامی احکام کی مخالفت کی گئی اور بغیر کسی جھجھک کے حضرت عمر نے دستورِ خداو رسول (ص) میں تغیرو تبدل کیا، ان میں سے ایک حکم حج تمتع ھیجسے حضرت عمر نے اپنے زمانے میں حرام قرار دے دیا تھا، لیکن حضرت علی (ع) نے خلفاء کے اس بدعتی رویہ کی دور عثمان اور موصوف کے زمانۂ خلافت کے بعد شدید مخالفت کی، یھاں تک کہ حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے سچے چاھنے والے اصحا ب کو اس حکم کے اصلی صورت پر لانے کے لئے بھت ھی زیادہ زحمت اور کوشش کرنا پڑ ی تب کھیں امام کواس حکمِ خدا ورسول (ص)کو اصلی صورت پر لانے میں کامیابی ہوئی، اس طرح عمر کے دستور کے مطابق جو ابھی تک عمل ہوتا آیا تھاوہ ختم کیا گیا اور قابل توجہ بات یہ ھے کہ آج تمام علمائے اھل سنت بھی عمر ابن الخطاب کے نظریہ کے خلاف حج تمتع کیجواز کا فتویٰ دیتے اور عمل کرتے ھیں ۔ [57]

لہٰذا ضروری ھے کہ ھم یھاں پر اس حکم کی کیفیت کے بارے میں کتب احادیث بالخصوص صحیحین سے جواستفادہ ھو تا

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ھے اس کو قارئین کی خدمت میں نقل کریں:

حج تمتع کسے کہتے ھیں ؟

حج تمتع یہ ھے کہ انسان شوال،ذیقعدہ یا ذی الحجہ کے مھینوں میں سے کسی ایک میں اپنے میقات سے عمرہ کی نیت سے احرام باندھے ،اس کے بعد مکہ میں داخل ہواور طوافِ کعبہ ،سعی بینِ صفاو مروہ اور تقصیر (سر کے تھوڑے سے بال کٹوانا)کرکے احرام سے خارج ہوجائے یعنی وہ چیزیں جو حا لتِ احرام میں حرام ہوتی ھیں وہ تقصیر کے بعد حلال ہوجاتی ھیں ،پھر تقصیر کے بعد اسی سال مکہ سے حج کے لئے احرام باندھے اور عرفات کے لئے روانہ ہوجائے ،عرفات کے بعد مشعر کی طرف کوچ کرے ،اس کے بعد منیٰ آئے اور بقیہ اعمال"رمیٔجمرہ،قربانی وطواف وغیرہ" انجام دے، اسے حج تمتع کھتے ھیں اوراس حج کو حج تمتع اس لئے کھتے ھیں کہ اس حج میں لذت (متعہ) حا صل کرنے کو جومحرماتِ احرام میں سے ھیجائزقرار دیاگیا ھے ،کیونکہ دو احرام (احرام عمرہ واحرام حج)کے درمیان فاصلہ ھے اس فاصلہ میں وہ کام جو حا لتِ احرامِ عمرہ میں حرام تھے اور جو آئندہ احرامِ حج میں حرام ھو جائیں گے وہ حلال کر دئیجاتے ھیں ، اس طرح یہ شخص احرامِ حج کے باندھنے تک ان لذات سے استفادہ کر سکتاھے ، مگریہ ان لوگو ں کے لئے ھیجو مکہ ٔمعظمہ سے تقریباً۷۸کلو میٹر دور رھتے ھیں اوریہ حکم نصِ قرآن اورقول و فعلِ رسول (ص)کے ذریعہ پایۂ ثبوت تک پھنچ چکا ھے، چنانچہ اس بارے میں ارشاد الٰہی ھو تا ھے:

[58]

پس جو شخص اعمالِ عمرہ انجام دے چکا اور اعمال حج انجام دینا چاھتا ھے اس کے لئے ضروری ھے کہ جو قربانی میسر آوے کرنی ہوگی اورجس سے قربانی ناممکن ھو تو تین روزے زمانۂحج میں (رکھنے ہوں گے)اور سات روزیجب تم واپس آؤ یہ پوری دھائی ھے،یہ حکم اس شخص کے لئے ھیجس کے لڑکے بچے مسجدالحرام(مکہ)کے باشندے نہ ہوں اورخداسے ڈرواور سمجھ لو کہ خدابڑ ا سخت عذاب والاھے ۔"

اس بارے میں احادیث بھی تواتر کے ساتھ پائی جاتی ھیں چنانچہ چند احادیث ھم آئندہ نقل کریں گے ۔

آنحضرت(ص)کادورجاھلیت کی بیہودہ رسوم کے خلاف جدوجھدکرنا

دورجاھلیت میں اعمال عمرہ "ماہ شوال،ذیقعدہ اورذی الحجہ " میں بجالانا ایک بھت بڑاگناہ سمجھاجاتا تھا ،لیکن آنحضر ت (ص)نے اعلانِ بعثت کے بعد حکم صادر فرمایا: اعمال عمرہ انھیں میں سے کسی ایک ماہ میں انجام دئےجائیں گے،اس طرح آ پ نے حجِ تمتع کو ان مھینوں میں تشریع کر کے دور جاھلیت کے خود ساختہ قانون کو بدل دیا،مگر چونکہ یہ قانون ایک نیا قانون تھا، لہٰذابعض مسلمانوں کے لئے گراں اور ناقابل قبول گزرا اوروہ حکم رسول(ص) کی مخالفت پر اتر آئے۔

امام بخاری اور مسلم نے بھی اپنی اپنی کتابوں میں اس ماجرا کو ابن عباس سے اس طرح نقل کیا ھے :

۱ ۔..."عن ابن عباس؛قال:کانوایرون ان ألعمرةَ فی اشھرالحج من افجرالفجورفی الارض،ویجعلون المحرَّمَ صفراً،ویقولون اذابَرَءَ الدَّبَرُوعَفَاالاثَرَ،وانْسَلَخَ صَفَرحَلَّتِ العُمرَةُ لمن اعتمر،قدم النبی (ص)واصحابُہ صبیحۃَرابعۃ مُھِلّیْن بالحج،فامرھم ان یجعلوھاعمرۃ،فتعاظم ذالک عند ھم، فقالوا:یارسول اللہ ! اَیُّ الحِلِ؟ قال:حِلٌّکلہ "[59]

امام بخاری اور مسلم نے ابن عباس سے نقل کیا ھے:

اسلام سے پھلے حج عرب کے مھینوں (شوّال،ذیقعدہ ،ذی الحجہ) میں اعمال عمرہ بجالاناروئے زمین پر سب سے بڑا گناہ سمجھتے اور کھتے تھے: جب ماہ صفر ختم ھو جائے تو اعمال عمرہ بجالانا حلال ھے (یعنی صفر کا مھینہ تمام ہونے کے بعد اعمالِ عمرہ بجالا نا جائز سمجھتے تھے)ابن عباس کھتے ھیں : رسول خدا(ص)اپنے اصحا ب کے ساتھ ماہ ذی الحجہ کی چار تاریخ کی صبح میں اس حالت میں مکہ وارد ہوئے کہ آپ احرامِ حج زیب تن فرمائے ہوئے تھے، آنحضرت(ص)نے فرمایا: اس احرام کو عمرہ میں تبدیل کرد و(یعنی ابھی جواحرام باندھے ہوئے تھے ،اس کو احرامِ عمرہ سمجھو)اور احرامِ حج سے خارج ھو جاؤاور اب تم محل ہوگئے ،لیکن یہ دستور کچھ اصحا ب پر گراں گزرا،لہٰذا قبول کرنے سے آنا کانی کرنے لگے اور کھنے لگے:یا رسول اللہ!احرام سے خارج ھو نے کی وجہ سے کون کون سی چیزیں حلال ہوں گی ؟آنحضرت (ص)نے فرمایا:تمام وہ چیزیں جواب تک حرام تھیں۔

۲ ۔..."عن جابرابن عبداللہ؛ قال:اَھْلَلْنَا مع رسول(ص) اللہ بالحج خالصاًلایخلطہ بعمرۃ،فقدِ مْنَامکۃلاربع لیال خلون من ذی الحجۃ،فلمّا طفنا بالبیت وسعینا بین الصفاء والمروۃ امرنا رسول(ص) اللہ ان نجعلھا عمرۃ وان نحل الی النساء،فقلنا:ما بیننا، لیس بیننا و بین العرفۃ الاخمس، فنخرج الیھا ومذاکیر نا تقطرمنیا،فقال رسول(ص) اللہ: انی لابرکم واصدقکم ولولاالھدی لاحللت، فقال سراقۃ ابن مالک: امتعتنا ھٰذہ لعامنا ھٰذاام للابد؟فقال:لا۔لابد الاباد"[60]

جابر بن عبداللہ سے منقول ھے :
ہم لوگوں نے رسول(ص)کے ساتھ تنہا احرام حج باندھا ، بغیر اس کے کہ عمرہ کو اس میں دخل ہو اور چار راتیں ماہ ذی الحجہ کی گزر چکی تھیں کہ وارد مکہ ہوئے ،جب طواف و سعی بین صفا ومروہ سے فارغ ہوئے تو آنحضرت(ص)نے حکم فرمایاکہ ان تمام اعمال کو اعمال عمرہ سمجھواوراب ہماری عورتیں ہمارے لئے حلال ہو جائیں گی ،جابر کہتے ھیں : اس حکم کو سن کر ہم لوگ آپس میں چہ می گوئیاں کرنے لگے اور کہنے لگے : اب سے عرفہ تک صرف پانچ دن کافاصلہ ھے ،کیا ہم عرفہ کے لئے اس حا لت میں حرکت کریں گے کہ ہمارے اعضائے تناسل سے منی ٹپکتی ہو!(اس اعتراض کو رسول(ص)نے سن کر) فرمایا: میں تم سب سے زیادہ احکام خداوندی کا پاسباں، وفادار اور سب سے نیک ہوں ،اگر میں قربانی کا جانورنہ لایا ہوتاتو تمہاری طرح میں بھی احرام سے خارج ہو جاتا، سراقہ بن مالک نے کہا :
آیا یہ حج تمتع صرف اسی سال کے لئے خاص ھے یا ہمیشہ کے لئے ؟رسول (ص)نے فرمایا: نہیں ،یہ ہمیشہ کے لئے ھے ۔

---

[1] الأم جلد۱،کتاب تالطھارۃ ، باب ”ما یوجب الغسل ولا یوجبہ “صفحہ ۳۱ ۔
[2] صحیح مسلم جلد۱،کتاب الحیض، باب(۲۲)”نسخ الماء من الماء ووجوب الغسل بالتقاء الختانتین“ حدیث ۳۴۸، ۳۴۹۔
[3] صحیح بخا ری: جلد۱، کتاب الغسل، باب ”غسل ما یصیب من فرج المرأۃ“ حدیث ۲۸۷۔ ۲۸۸۔۲۸۹۔ کتاب الوضوء، باب ”من لم یر الوضوء الا من المخرجین من القبل والدبر“ حدیث نمبر۱۷۷ صحیح مسلم جلد۱، کتاب الحیض، باب(۲۱)” انما الماء من الماء“ حدیث۳۴۷۔
[4] فتح الباری جلد ۱،کتاب الغسل ، باب” غسل ما یصیب من رطوبۃ فرج المرائۃ“ ص ۳۳۹۔
[5] صحیح بخاری ج۶ ،کتاب فضائل القرآن، باب” جمع القرآن“ ح۴۷۰۲۔(تاریخ یعقوبی ج۲ ،ص۱۷۰۔ مترجم)
[6] بیان در علوم ومسائل کلی قرآن ، جلد ۱ ،ص۴۴۹ ، ترجمہ مؤلف و آقائی ھریسی۔
[7] سنن ترمذی جلد۱، باب(۹۸) ابواب طہارت حدیث ۱۳۱،ص۸۸۔
[8] ہمیں سب سے زیادہ تعجب ان لوگوں پر ھے جو خلیفہ صاحب کی اس بارے میں اندھی حمایت کرکے نار جحیم کے مصداق بن رھے ھیں !! مسلمانو ! ذرا انصاف سے بتاؤ کیا قرآن جلانے کا حکم عظمتِ قرآن کے مخالف نہیں ؟ مترجم۔
[9] الکافی ،((الروضۃ)جلد ۸، ”تاسف علی(ع) حدیث بعض ما حدث بعد رسول اللہ “ص ۵۱۔کتاب سلیس بن قیس ، ”کلام علی عن بدع ابی بکر و عمر و عثمان “ص۱۶۲۔ بحا رالانوار جلد ۸،ص ۷۰۴۔ احقاق الحق جلد ۱،ص۶۱۔
[10] شیعہ مذھب کے مطابق ام ولد کوفروخت نہیں کیا جاسکتا۔ دیکھئے : فقھی کتابیں ۔مترجم۔
[11] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید جلد ۱۹،خطبہ ۱۷۸، ص۱۶۱۔
[12] صحیح بخاری :جلد۹ ،کتاب استتابۃ المرتدین ،باب (۳) حدیث۶۵۲۶۔
مترجم:(صحیح بخاری جلد ۲ ،کتاب الزکاۃ ،باب(۱) حدیث۱۳۳۵ ۔ جلد۳،کتاب الجھاد، باب” دعاء النبی(ص)الیٰ الاسلام والنبوۃ“حدیث۲۷۸۶۔ جلد ۶،کتاب الاعتصام بالکتاب السنۃ، باب” اقتداء سنن رسول (ص)اللہ “ حدیث۶۸۵۵۔) صحیح مسلم جلد۲ ،کتاب الایمان، باب (۸) ”الامر بقتال الناس“حدیث۲۱،۲۰۔ مسلم نے تقریباسات عدد اسناد کے ساتھ مذکورہ روایت کو نقل کیاھے۔
[13] ریاض النضرہ ، جلد ۱ ص ۱۰۰ ،تالیف محب الدین طبری۔
[14] صحیح بخاری جلد۹، کتاب استتابۃ المرتدین باب(۳) حدیث۶۵۲۶۔
مترجم:(بخاری ج ۲ ،کتاب الزکاۃ ،باب(۱) حدیث۱۳۳۵۔ ج۳،کتاب الجھاد، باب” دعاء النبی(ص)الیٰ الاسلام والنبوۃ“حدیث۲۷۸۶۔ ج۶،کتاب الاعتصام بالکتاب السنۃ، باب” اقتداء سنن رسول (ص)اللہ “حدیث۶۸۵۵۔)<
>مسلم ج۲ ،کتاب الایمان،باب(۸)”الامر بقتال الناس حتی یقولوا...“ حدیث ۲۰۔۲۱۔
مسلم نے تقریب ا سات عدد اسناد کے ساتھ مذکورہ روایت کو نقل کیاھے۔
[15] صحیح مسلم جلد۱،کتاب الایمان، باب” الامر بقتال الناس حتیٰ یقولوا...“حدیث ۲۰۔
صحیح بخاری: جلد۹،کتاب استتابۃالمرتدین، باب(۳)حدیث۶۵۲۶۔
مترجم:(صحیح بخاری ،جلد۱،کتاب الزکٰوۃ،باب (۱) ”وجوب الزکاۃ“حدیث۱۳۳۵،باب(۳۹)”اخذ العناق فی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

الصدقة" حدیث١٣٨٨۔جلد ٣،کتاب الجهاد، باب" دعاء النبی(ص)الیٰ الاسلام ..."حدیث٢٧٨۶۔
جلد۶،کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة،باب" الاقتداء بسنن رسول (ص)الله" حدیث۶٨۵۵۔جلد١،کتاب الایمان، باب(١۴)"فان تابوا واقامواالصلوة والزکاة۔"(سورۂ توبہ۵)حدیث٢۵)۔
[16] بدایة المجتهد ج١،کتاب الزکاة ، المسئلة الثالثة ،"اذا مات بعد وجوب الزکاة علیه ..." ص ٢٠٠۔
[17] سورۂاحزاب،آیت۶، پ ٢١۔
نوٹ:مذکورہ واقعہ کو " معجم البلدان حموی مادہ حضرت موت اور انساب الاشراف بلاذری" مالک ومتمم ابنا نویرة "اور تاریخ اعثم کوفی" ذکر خلافت ابوبکر ،میں تفصیل ملاحظہ فرمائیں ۔
[18] البدایہ و النهایہ؛ابن کثیر، جلد۶،فصل : "تنفیذ جیش اسامة بن یزید " صفحہ ٣٣۵۔
[19] عبقریة الصدیق،بحث:"الصدیق والدولة الاسلامیة" صفحہ ١٢۴۔ ١٢۵ ،مطبوعہ: بیرو ت لبنان۔
[20] الصدیق ابوبکر ،الفصل الخامس : "قتال من منعواالزکاة " صفحہ ٩۶۔
[21] ترجمہ اعثم کوفی ج ١،"ذکرخلافت ابو بکر " ص ۶،مطبوعہ: ایران ۔
[22] الاصابہ جلد ۵ ، نمبر ٧٧١٢، (در بیان حا لات مالک بن نویرہ بن جمرة)ص۵۶٠۔
[23] ترجمہ ٔتاریخ اعثم کوفی جلد١ ،ذکر خلافت ابو بکر ،صفحہ٧ ۔
[24] تاریخ یعقوبی جلد٢ ،ایام ابو بکر صفحہ ١٣٢ ۔
[25] تاریخ یعقوبی جلد٢ ،ایام عمر بن الخطاب ، صفحہ ١٣٩۔
[26] تاریخ اعثم کوفی ج١ ،ذکر خلافت ابو بکر ، ص ١٨۔ ١٩۔
[27] صحیح مسلم ج٧، کتاب فضایل الصحا بة، باب" فضائل علی علیہ السلام"
[28] صحیح بخاری: جلد۴، کتاب الجهاد ابواب الخمس، باب" فرض الخمس" حدیث ٢٩٩۶۔ مترجم:(صحیح بخاری جلد۴،کتاب المغازی، باب "حدیث بنی نضیر"حدیث ٣٨١٠،باب" غزوۂخیبر"، حدیث٣٩٩٨۔ جلد ٣ ،کتاب فضایل الصحا بة، باب" مناقب قرابةالرسول" حدیث٣۵٠٨۔ جلد ۵ ،کتاب الفرائض، باب "قول النبی(ص)لال نورث ماترکنا صدقة" حدیث۶٣۴٩،۶٣۴۶۔) صحیح مسلم جلد۵، کتاب الجهاد والسیر، باب" قول النبی(ص) لانورث" حدیث١٧۵٩۔
[29] صحیح بخاری جلد۵،کتاب المغازی ،باب "غزوة خیبر"حدیث٣٩٨٩۔ صحیح مسلم جلد۵، کتاب الجهاد و السیر ،باب (١۶)"قول النبی :لا نورَث ما ترکنا فهو صدقة"حدیث١٧۵٩۔
[30] ہمارے پاس قرآ ن مجید او رکتب تواریخ سے مسلم الثبوت دلائل موجود ہیں کہ معصوم غیر معصوم کی بیعت نہیں کرتا لہٰذا مذکورہ حدیث میں جو بات حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں کہی گئی ہے کہ آپ نے وفات بنت رسول(ص) کے بعد ابو بکر کی بیعت کرنے کی خواہش ظاہر فرمائی یہ کھلا ہوا بہتان اور برہنہ کذب ہے، چونکہ اس کتاب کا موضوع اس بحث سے جدا گانہ ہے لہٰذا اس بارے میں آپ ہماری علم کلام کی کتابیں دیکھئے۔مترجم ۔
[31] سنن ابی داؤد، جلد٢ ، کتاب الخراج والامارة ، باب(١٩)" فی صفایا رسول الله من الاموال"حدیث٢٩۶٨۔
[32] سنن ابی داؤد جلد٢ ، کتاب الخراج والامارة ، باب(١٩)" فی صفایا رسول الله من الاموال "ح ٢٩٧٢،ص ٢۴۔
[33] شیعہ مذہب کے نزدیک یہ بات محکم اورمتقن دلائل کے ساتھ ثابت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بجز رسول کسی کی بھی بیعت نہیں کی ہے۔مترجم
[34] اس حدیث کے جعل کرنے سے ایک مقصد ابو بکر کا یہ بھی تھا کہ اس ہتھکنڈے کے ذریعہ اهل بیت(ع) عصمت و طهار ت کو مالی ا ور اقتصادی اعتبار سے کمزور کیا جائے تاکہ وہ ہمیشہ ہمارے(خلفاء کے) محکوم رہیں اور کبھی اپنی خلافت کا حق نہ جتا پائیں اوردوسرے خلیفہ صاحب کی حا کمیت کے پر چار کے لئے دولت کی فراوانی رہے۔مترجم۔
[35] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید،جلد ١۶،مکتوب نمبر ۴۵، ص٢١١۔ بلا غات النساء بحث فدک،ص١٣۔ کتاب الشافی ،مؤلفہ سید مرتضی۔
[36] صحیح بخاری جلد۵،کتاب فضائل اصحا ب النبی،(ص)باب مناقب قرابة الرسول(ص)،جلد٧،کتاب النکاح، باب "ذب الرجل عن ابنته ..."صحیح بخاری کے بقیہ حوالے جات ص۵۴۵ پر نقل کر چکے ہیں ، صحیح مسلم جلد٧،باب فضائل فاطمہ بنت النبی(ص)...حدیث۴۴٩۔
[37] مزہ کی بات تو یہ ہے کہ جس مال کو صدقہ کہہ کر مسلمان فقر اء کا مال قرار دیا گیا اسی کو خود اپنے ذاتی تصرف میں ان حضرات نے لے لیا !یہ کہاں سے جائز ہوگیاتھا ؟!! مترجم۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[38] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ،ج۱۶ ،مکتوب ۴۵، ص۲۲۷۔۲۴۵۔
[39] تاریخ الخلفاء جلد۱ ،فصل "فیماوقع فی خلافۃابی بکر"ص۷۳۔
[40] صواعق محرقہ ،ص۱۹۔
[41] صحیح بخاری:ج۵،کتاب المغازی، باب"حدیث بنی نضیر"حدیث نمبر۳۸۰۹ ، ۳۸۱۰۔ مترجم:(صحیح بخاری جلد۴ ،کتاب الجهاد ابواب الخمس، باب"فرض الخمس"حدیث ۲۹۹۶۔ جلد ۳ ،کتاب فضایل الصحا بۃ، باب "مناقب قرابۃالرسول"حدیث۳۵۰۸، باب" غزوۃ خیبر" حدیث ۳۹۹۸ ۔ جلد ۵ ،کتاب الفرائض، باب"قول النبی لانورث ما ترکناہ صدقۃ" حدیث۶۳۴۶ ، ۶۳۴۹۔) صحیح مسلم ج۵،کتاب الجهادوالسیر،باب"قول النبی (ص)لانورث" حدیث ۱۷۵۹۔ شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدیدج۱۶ ،مکتوب ۴۵، ص ۲۲۰، ۲۲۳۔
[42] شرح نہج البلاغہ،ابن ابی الحدید ،ج ۱۶ ،مکتوب ۴۵، صفحہ ۲۸۴۔
[43] صحیح بخاری: ج۴،کتاب الخمس،ابواب الجزیۃ والموادعۃ،باب(۱۷)"اثم من عاهد ثم غدر"ح۳۰۱۱۔ ج ۶، کتاب التفسیر،تفسیر سورۂ فتح ،باب(۵) "اذ یبایعونک تحت الشجرۃ " ح۴۵۵۳۔ مترجم:(صحیح بخاری، ج۶،کتاب المغازی،باب(۳۳)"غزوۃ حدیبیہ"ح ۳۹۴۳۔) صحیح مسلم ج ۵ ،کتاب الجهاد، باب"صلحا لحدیبیۃ"ح ۱۷۸۵۔
[44]صحیح بخاری: ج۴،کتاب الخمس،ابواب الجزیۃ والموادعۃ،باب(۱۷)"اثم من عاهد ثم غدر"ح۳۰۱۱۔ ج ۶، کتاب التفسیر،تفسیر سورۂ فتح ،باب(۵) "اذ یبایعونک تحت الشجرۃ " ح۴۵۵۳۔ مترجم:(صحیح بخاری، ج۶،کتاب المغازی،باب(۳۳)"غزوۃ حدیبیہ"ح ۳۹۴۳۔) صحیح مسلم ج ۵ ،کتاب الجهاد، باب"صلحا لحدیبیۃ"ح ۱۷۸۵۔
[45] عرض مترجم: بهتر هے کہ یهاں پر قرآن کی ان آیات کو پیش کردیا جائے جن میں رسول اسلام (ص)کے سامنے کلام کرنے کے طریقے اورآپ پر حقیقی ایمان لانے کی شناخت کو بیان کیا گیا هے، چنانچہ ارشاد هو تا هے: (سورۂ حجرات،آیت۲۔۳، پ۲۶)(سورۂ حجرات،آیت۱۵ ،پ۲۶)
سچے مومن تو بس وهی هیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے پهر انهوں نے اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہ کیا اور اپنے مال سے اور اپنی جانوں سے خدا کی راہ میں جهاد کیا یهی لوگ دعوائے ایمان میں سچے هیں۔
۱۲
[46] اس کے تفصیلی حوالے آگے نکتہ اولی۔میں ملاحظہ فرمائیں ۔
[47] تفصیلی حوالے آگے نکتہٴ اولی ۔میں ملاحظہ کریں ۔
[48] صحیح مسلم جلد ۵ ،کتاب الوصیۃ، باب(۵) " ترک لمن لیس لہ شیٴ یوصی فیہ"حدیث۱۶۳۷۔
[49] صحیح بخاری: جلد۱ ،کتاب العلم ،باب(۴۰)"کتابۃ العلم"حدیث۱۱۴ جلد ۷ ،کتاب المرضی، باب(۱۷)" قول المریض قوموا عنی"حدیث۵۶۶۹۔ جلد۹ ،کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ،باب(۲۶)" کراهیۃ الخلاف" حدیث۶۹۳۲۔
[50] صحیح بخاری ج۶،کتاب المغازی،باب"مرض النبی(ص) ووفاتہ"حدیث ۴۱۶۹۔
[51] صحیح بخاری جلد ۴ ،کتاب الجهاد، باب" هل یستشفع الی اهل الذمۃ" حدیث ۲۸۸۸۔ کتاب الخمس ابواب الجزیۃ والموادعۃ،باب"اخراج الیهود من جزیرۃ العرب"حدیث ۲۹۹۷۔ جلد ۶ ،کتاب المغاز ی، باب "مرض النبی(ص)ووفاتہ "حدیث ۴۱۶۸۔
[52] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید ،جلد۱۲، خطبۃ ۲۲۳ ،ص۷۸،۲۱ ۔
[53] عرض مترجم :"هجررسول اللہ "اور"قد غلب علیہ الوجع "ان دونوں جملوں کا مفاد ایک هی هے اورو ہ هے شان رسالت (ص)میں گستاخی اور آنحضرت(ص)کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرنا،حا لانکہ قرآن صراحت کے ساتھ رسول(ص) کی شان اس طرح بیان کرتا هے:
۱۔ < یا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاْتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَاْ تَجْهَرُوْا لَہ بِالْقَوْلِ کَجَهْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَاْلُکُمْ وَاَنْتُمْ لَاْ تَشْعُرُوْنَ .سورۂ حجرات، آیت۲ ،پ۲۶>
اے ایماندارو ! بولنے میں تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کیاکرو اور جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے زو رزور سے بولا کرتے هو ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو ،ایسا نہ هو کہ تمهارا کیا کرای ا سب اکارت هو جائے اور تم کو خبر بهی نہ هو ۔
۲۔
بیشک جو لوگ رسول خدا کے سامنے اپنی آوازیں دهیمی کرلیا کرتے هیں یهی لوگ هیں جن کے دلوں کو خدا نے پرهیزگاری کیلئے جانچ لیا هے ان کیلئے آخرت میں بخشش اور بڑا اجر هے ۔
۳۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ترجمہ :- سچے مومن تو بس وھی ھیں جو خدا اور رسول پر ایمان لائے پھر انھوں نے اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہ کیا اور اپنے مال سے اور اپنی جانوں سے خدا کی راہ میں جھاد کیا یھی لوگ دعوائے ایمان میں سچے ھیں ۔
[54] جبکہ قرآن صراحت کے ساتھ یہ اعلان کرتا ھو نظر آتا ھے : < یا اَیُّہَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاْتَکُمْ فَوْقَ صَوْتِ اْلنَّبِیِّ وَلَا تَجْہَرُوْا لَہ بِاْلقَوْلِ کَجَہْرِ بَعْضِکُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَاْلُکُمْ وَاَنْتُمْ لَاْ تَشْعُرُوْنَ ۔ اے ایماندارو ! بولنے میں تم اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کیاکرو اور جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے زو ر زور سے بولا کرتے ھو ان کے روبرو زور سے نہ بولا کرو ،ایسا نہ ھو کہ تمھارا کیا کرای ا سب اکارت ھو جائے اور تم کو خبر بھی نہ ھو >؟! سورۂ حجرات، آیت۲)
[55] صحیح بخاری کتاب الخمس ابواب الجزیة والموادعة، باب” اخراج الیہود من جزیرة العرب“ حدیث ۲۹۹۷۔
[56] المراجعات ص۸۶ ۔مؤلف علامہ شرف الدین ۔
[57] تفصیل ملاحظہ کریں : بدایةالمجتھد جلد ۱، کتاب الحج،القول فی التمتع ، ص ۲۶۵۔ الفقہ علی المذاھب الاربعہ،کتاب الحج۔
[58] سورہ بقرہ ،آیت نمبر۱۹۶، پ ۲۔
[59] صحیح بخاری :ج۲،کتاب الحج، باب(۳۴) ” التمتع و الاقران والافراد“ حدیث۱۴۸۹۔ مترجم:(صحیح بخاری جلد ۳،کتاب فضائل الصحا بة ، باب(۲۶) ” ایام الجاھلیة“ حدیث ۳۶۲۰۔)
صحیح مسلم ج۴،کتاب الحج، باب(۳۱) ” جواز العمرة فی ا شھرالحج“ حدیث۱۲۴۰۔
سنن نسائی کتاب مناسک الحج، باب ”اشعار الھدی “ حدیث نمبر ۲۷۳۶،ص ۱۸۰۔
[60] سنن ابن ماجہ جلد ۲، کتاب المناسک، باب (۴۱) فسخ الحج ، حدیث۲۹۸۰۔ صحیح مسلم جلد۴،کتاب الحج، باب (۱۷) بیان وجوہ الاحرام وانہ...حدیث۱۲۱۶۔ صحیح بخاری:جلد۲،کتاب الحج، باب تقضی الحا ئض المناسک کلھاحدیث ۱۵۶۸۔ جلد۳،کتاب الحج ابواب عمرہ ، باب”عمرةالتنعیم“ حدیث۱۶۹۳۔ جلد ۳، کتاب الشرکة،باب(۱۵)” الاشتراک فی الھدی والبدن“حدیث۲۳۷۱۔
نوٹ: امام بخاری نے اس مضمون کی متعدد روایا ت ذکر کی ھیں ۔ دیکھئے: حدیث ۱۶۹۳ ، ۱۴۹۵ ، ۱۴۹۳ ، ۴۰۹۵، ۶۸۰۳ ، ۶۹۳۳ ، ۱۰۳۵ ، ۱۶۸۹ ۔مترجم۔
[61] نوٹ:ضاقت بہ صدورن ا سے کثر ت ناراضگی و نا پسندید گی کی طرف اشارہ ھو تا ھے۔

خلافت و امامت صحیحین کی روشنی میں

عرض مؤلف

ھم نے اس حدیث کو ابن ماجہ سے نقل کیا ھے البتہ مختصر سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری اور مسلم میں بھی ھے ۔
صحیح مسلم میں اس طرح آ یا ھے :
...”عن جابر بن عبدالله؛ قال: اھللنا مع رسول الله (ص)بالحج، فلماقدمنامکةامرناان نَحِلّ ونجعلھاعمرة، فَکَبُر ذالک َعلینا وضاقت[61] بہ صدورُنا، فبلغ ذالک النبی،(ص)فماندری أَشَیٴ ٌبلغہ من السماء ام شئٍ من قِبَل الناس! فقال: ایھاالناس! اَحِلُّوافلولاالھدی الذی معی فعلت کمافعلتم، قال: فاحللناحتیٰ وطِئَنَاالنساء، وفعلناماےفعل الحلال، حتیٰ اذاکان یوم الترویةِ ،وجعلنامکّة بظھرٍ،اھللنا بالحج “[62]
جابر بن عبدالله سے منقول ھے :
ھم نے آنحضرت (ص)کے ساتھ حج کے لئیاحرام باندھا اور جب مکہ وارد ہوئے تو رسول اکرم(ص)نے حکم دیا : اس احرام کو احرام عمرہ قرار دے دیں اور اس طرحا حرام سے محل (خارج)ھو جائیں ۔
جابر کہتے ھیں : یہ حکم ھم لوگوں پر گراں گزرا اور ھم لوگوں کے سینے اس کی وجہ سے تنگ ہوگئے۔”وضاقت بہ صدورُنا“
ادھر رسول (ص)خدا کو اس کی اطلاع مل گئی ،پتہ نھیں اس بات کی اطلاع آپ(ص) کو آسمان سے پہنچی یا ھم لوگوں میں سے کسی نے بتلادیا،بھر حال اس وقت آنحضرت (ص)نے فرمایا :اے لوگو ! احرام سے خارج ہوجاؤ!اگر میرے ساتھ یہ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

قربانی نہ ہوتی تو میں بھی تمھاری طرحا حرام سے خارج ہوجاتاجابر کہتے ھیں :ھم تمام لوگ احرام سے خارج ہوگئے، یھاں تک کہ ھم لوگ اپنی اپنی بیویوں سے بھی ھم بستر ہوئے اور وہ تمام کام انجام دئے ،جو غیر محرم افراد انجام دیتے ھیں ،یھاں تک کہ روز ترویہ آگیااورھم نے مکہ کو عرفات جانے کے قصد سے ترک کیا اور حج کے لئے احرام باندھا ۔
خلاصۂ کلام یہ ھے کہ چونکہ افراد کی زمانۂجاھلیت کی ذھنیت بن چکی تھی کہ جس نے شوّال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں احرام باندھ لیا وہ حق نھیں رکھتا کہ محرماتِ احرام کو انجام دے، خصوصاًعورتوں سے ھمبستر ہون ا سخت ممنوع ھے ،جب تک کہ وہ اعمال حج کو تمام کر کے احرام حج سے خارج نہ ھو جائے ، اس لئے انھوں نے یہ اعتراض کیا : ”اننطلق ومذاکیرنا تقطر“ آیا ھم اس حا لت میں خارج ہوں کہ ھمارے اعضائے تناسل سے منی ٹپکتی ھو ؟! ! اور کچھ افراد نئے حکم کو قبول کرنے سے ھی کترارھے تھے ،یھاں تک کہ رسول(ص)ان کی اس روش سے ناراض و آزردہ خاطر ہوئے چنانچہ عائشہ اس بارے میں ناقل ھیں :
...”عن عائشة؛انھا قالت :قدم رسول (ص)لاربع مضین من ذی الحجة اوخمس،فدخل علی و ھوغضبان، فقلت: من اغضبک یارسول اللّٰہ !ادخلہ اللہ النار، قال: اوما شعر ت انی امرت الناس بامرٍفاذاھم یترددون...!!؟[63]
جب رسول خدا (ص)ذی الحجہ کی چوتھی یاپانچویں تاریخ میں وارد مکہ ہوئے تو میں (عائشہ)نے ناگاہ دیکھا کہ رسو ل غضبناک اور آزردہ خاطر میرے پاس آ ئے، میں نے کھا :یارسول اللہ! خدا واصل جھنم کرے اس شخص کو جس نے آپ کو ناراض کیا،آخرآپ کو غضبناک کیوں دیکھ رھی ہوں؟ “ رسول(ص)نے فرمایا : اے عائشہ! کیا تم نھیں دیکھ رھی ھو کہ میں ان لوگوں کو حکم دے رھاہوںاور یہ لوگ اس حکم کے قبول کرنے میں آنا کانی کررھے ھیں؟!![64]

حج تمتع کی تحریم کا فتویٰ
جیسا کہ مذکورہ مباحث میں ھم نے اشارہ کیاکہ جب حج تمتع کا حکم آیا تو بعض مسلمانوں پر یہ حکم گراں گزرا،لیکن رسول (ص)نے اپنی بے پایان جد و جھد کے بعد اس حکم کو نافذاور عملی جامہ پھنادیا، تااینکہ یہ حکم خلیفہ اوّل ابوبکر کے دور خلافت میں نافذالعمل رھا ،مگر خلیفہٴ دوم حضرت عمر کے دور خلافت میں اس کو ممنوع قرار دے دیا گیا اور مخالفت کر نے والوں کو سخت سزا کی دھمکی دی گئی ، اس بارے میں کتب صحا ح و سنن کے علاوہ تاریخی اور رجال کی کتابو ں میں بھی بھت زیادہ روایات پائی جاتی ھیں ، چنانچہ چند روایات بطور نمونہ صحیحین سے نقل کرتے ھیں :
١...”قال عمران بن حصین:نزلت آیة المتعة فی کتاب اللّٰہ(یعنی متعة الحج) وامرنا بھا رسول(ص) اللّٰہ، ثم لم تنزل آیة تنسخ آیةمتعةالحج،ولم ینہَ عنھا رسول(ص) اللہ حتیٰ مات، قال:رجل برایہ بعدُماشاء“[65]
عمران بن حصین سے منقول ھے :
جب آیہٴ حج تمتع قرآن مجید میں نازل ھو ئی توآنحضرت (ص)نے ھم کو اس حج کے انجام دینے کا طریقہ بتلایا،اس کے بعد نہ اس حکم کے نسخ کے بارے میں کوئی آیت نازل ہوئی اور نہ ھم کو رسول(ص) نے منع فرمایا ،یھاں تک کہ رسول کی وفاتِ حسرت آیات واقع ہوگئی،اس کے بعد ایک مرد نے اپنی خواھشات نفسانی سے اس میں جو چاھا کیا(یعنی ا س حکم کو انجام دینا حرام قرار دے دیا)!
٢...”عن ابی نضرة ؛قال:کنت عند جابر بن عبداللہ ،فاتاہا ت،فقال:ابن عباس وابن الزبیراختلفا فی المتعتین(متعة الحج ومتعةالنساء)،فقال جابر:فعلنا ھما مع رسول ا(ص)للہ،ثم نھا ناعنھماعمرفلم نَعُدْلَھُما“[66]
امام مسلم نے ابی نضرہ سے نقل کیاھے :
میں جابر بن عبداللہ کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اور کھنے لگا :ابن عباس اور ابن زبیر متعة الحج اور متعةالنساء کے بارے میں اختلاف کرتے ھیں ، (حقیقت کیا ھے؟) جابر نے کھا :ھم لوگ رسول(ص)کے زمانہ میں دونوں کو انجام دیتے تھے،لیکن عمر نے اپنے دور حکومت میں اس سے منع کردیا،لہٰذا ھم نے بھی اس کے بعد اعادہ نھیں کیا۔
٣...”عن مُطَرِّف؛قال:بعث اِلیٰ عمران بن حُصَین فی مرضہ الذی تُوُفِّی فیہ، فقال:انی کنت مُحدِّثُک باحادیث لعل اللّٰہ ان ینفعک بھابعدی،فان عشتُ فاکتم عنی،وان ُمتُّ فحدِّ ثْ بھا ان شئت،انہ قد سُلِّم عَلَیَّ،واعلم ان نبی(ص)اللّٰہ قدجَمَعَ بین حج وعمرة،ثم لم ینزل فیھا کتابُ اللّٰہ ولم ینہَ عنھا النبی(ص) اللّٰہ، قال رجل فیھا برایہ ماشاء“[67]
مطرف سے منقول ھے:
جب عمران بن حصین مریض تھے اور انھوں نے اسی مرض میں وفات پائی تو انھوں نے مجھے اپنے پاس بلا بھیجا اور کھا : اے مطرف! میری موت اب حتمی اور :یقینی ھو چکی ھے ،لہٰذا چاھتا ہوں کہ چند موضوعات کی طرف تمھیں متوجہ کر دوں ،شاید میرے مرنے کے بعد تمھارے لئے مفید ثابت ہوں ، اگر میں زندہ رہ گیاتو اس کو مخفی و پنھانرکھنا اوراگر میں اسی مرض میں دنی ا سے چلا گیا تو ظاھر کرنے میں کوئی حرج نھیں ، اے مطرف! آگاہ ھو جا ؤکہ رسول(ص) نے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

حج وعمرہ کو ایک سال میں جمع کیا ، اس کے بعد اس کی ممنوعیت میں نہ کوئی آیت نازل ہوئی اور نہ خود آنحضرت (ص)نے منع فرمایا ، لیکن رسول(ص)کی وفات کے بعد ایک مرد نیجو چاھا،اس میں اپنی طرف سے تبدیلی کردی![68]

عرض مؤلف

مذکورہ روایت سے عمر کی زبانی تحریم تمتع کے علاوہ دو باتوں کا مزید استفادہ ہوتا ھے:

اول یہ کہ عمران نے بھت سے حساس موضوعات مطرف کے حوالے کئے تھے ،لیکن دیگر موضوعات فراموش کردئے گئے!! اور روایت میں صرف حج تمتع کا ذکر آیا ھے ۔

دوم یہ کہ زمانہ اس قدر پر آشوب اور پر خطر تھا کہ کسی کو حق بیان کرنے کی آزادی نہیں تھی اور مجبورتھے کہ خلفائے وقت کے سامنے خاموش رھیں ، جو وہ کھیں اسے بغیر چون چرا تسلیم کرلیں اور ان کی حا کمیت کے سامنے کوئی رد عمل ظاھر نہ کریں،حقائق کو خلفا ء کے فائدہ میں پنھا ں رکھا جائے، لہٰذا عمران نے کھا: " اگر میں زندہ رھا توان باتوں کو کسی سے مت کھنااور اگر مر گیا تو دوسروں کو بتانے میں کوئی حرج نہیں " اس سے ثابت ہوتا ھے کہ خلفا ء کے زمانہ میں ظلم اس قدر بڑھ گیا تھاکہ رسول (ص)کے معزز صحا بہ بھی زبان کشائی سے ڈرتے تھے!!

بھر حال اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ ،حضرت عمر نے اپنے دور حکومت میں اعلانیہ طور پر کہہ دیاتھاکہ عھد رسالتمآب(ص) میں دو متعہ (متعۃالحج و متعۃ النساء)تھے ،لیکن میں ان کو حرام قرار دیتا ہوں ،آئندہ اگر کسی نے ان کو انجام دیا تو میں اس کو سخت سزا دوں گا:

((متعتان کانتا علی عھد رسول(ص) اللہ ،وانا انھی عنھما واعاقب علیھما متعۃ الحج ومتعۃ النساء))[69]

یہ مطلب متعددکتب تاریخ ، حدیث،تفسیرو رجال میں موجود ھے، چنانچہ مسند احمد ابن حنبل جلد ۱ ،ص۵۲ میں بھی موجود ھے لیکن حسب معمول یہ جملہ "وانا انھی عنھا" حذف کردیا گیا ھے ۔

حج تمتع کی تحریم کا فتویٰ کیو ں د یا گیا ؟!

ممکن ھے کہ کسی کے ذھن میں یہ سوال اُبھر آئے کہ آنحضرت (ص)کے بعد حج تمتع کو انجام دینے سے آخر کیوں خلیفہ صاحب نے روکا ؟کیوں حرمت کا فتویٰ صادر کیا ؟آخر اس کی کیا وجہ ھے ؟ خلیفہ صاحب کا اس سے کیا مقصدھو سکتا تھا ؟

اس سوال کا جواب خود متن روایات سے ھی مل جاتاھے اور وہ یہ کہ یہ مخالفت و ممانعت اسی سابقہ ذھنیت کی وجہ سے وجود میں آئی جو دوران جاھلیت میں رکھتے تھے:" شوال ذیقعدہ اور ذی الحجہ میں احرام باندھنابھت بڑا گناہھے" جی ھاں !اس حکم پر پابندی لگانے کی علت وھی سابقہ ذھنی خرافات تھی جو کھتے تھے: "اننطلق ومذاکیرنا تقطر المنی؟!""آیا ھم اس حا لت میں خارج ہوں کہ ھمارے اعضائے تناسل سے منی ٹپکتی ہو" ؟! وھی دوران جاھلیت کا موہومی فلسفہ جس کی وجہ سے رسول اسلام(ص) ناراض ہوئے اور جو لوگ اس حکم کی نافرمانی کررھے تھے ان کی مذمت فرمائی ۔

پس یھی علل و اسباب تھے کہ جن کی بنا پر رسول(ص) کے بعد حج تمتع سے منع کیا جانے لگا ، انھیں علل واسباب کی وجہ سے قرآن ورسول(ص) کے صریح فرمان کے سامنے بعض لوگوں نے اظھار نظر فرمایا ، چنانچہ اس بارے میں صحیح مسلم اور اھل سنت کی دیگر معتبر کتابوں میں بالتفصیل روایات موجود ھیں جیسے ذیل کی روایت :

..."عن ابی موسی؛انہ کان یُفِتی بالمتعۃ، فقال لہ رجل:رُویدک ببعض فتیاک فانک لا تدری ما احدث امیرالمؤمنین فی النُّسُک بعد؟حتی لقیہ بعدُ:فسألہ، فقال عمر: قد علمت ان النبی(ص) قد فعلہ واصحابُہ، و لکن کرھتُ ان یَظَلُّوا معرسین بھن فی الاراک، ثم یَرُوحُون فی الحج تقطرُرؤسُھم"[70]

ابو موسیٰ حج تمتع کیجواز کا فتویٰ دیا کرتے تھے ، ایک شخص نے ان سے کھا: فتویٰ دینے میں جلدی نہ کرو ، کیا تمھیں نہیں معلوم کہ رسول(ص) کے بعد امیرالمؤمنین عمر نے اعما ل حج میں کتنا ردوبدل کر دیا ھے؟یھاں تک حضرت عمر کی خود ابوموسیٰ سے ایک دن ملاقات ہو گئی، ابوموسیٰ کھتے ھیں کہ میں نے ان سے سوال کیا تو وہ کھنے لگے:اے ابو موسیٰ!ھم جانتے ھیں کہ رسول (ص)نے اور آپ کے اصحا ب نے حج تمتع کیا ،مگر ھم کو اچھا نہیں لگتاکہ مسلمان درخت "اراک"کے نیچے اپنی عورتوں کے ساتھ ھمبستر ہوں اور اس حال میں وہ اعمال حج کے لئے کوچ کریں کہ ان کے سروصورت سے آبِ غسل ٹپک رھا ہو !!

ایک نا معقول علت کا تجزیہ

صحیح مسلم کے بعض حاشیہ نویسوں نے حضرت عمر کے مذکورہ جملہ"تقطررؤوسھم " (ان کے سرو صورت سے آب

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

غسل ٹپک رھا ہو)کی تو جیہہ کرتے ہوئے کھا ھے :
عمر کایہ جملہ مناسب اور شائستہ ترھے اس جملہ سےجسے بعض مسلمان پیغمبر(ص)کے زمانے میں حج تمتع کی تشریع کے وقت استعمال کرتے تھے :آیا ھم اس حا لت میں اعمال حج کے لئے عرفات میں سفر کریں کہ ھمارے اعضائے تناسل سے منی ٹپک رھی ہو؟! (فنأتی عرفةتقطرمذ اکیرنا المنی)
بھر حال خلیفہ صاحب نے''تقطررؤوسھم''سے حج تمتع کے حرام قرار دینے کی علت بیان کی ھے ، کیونکہ شارح ِصحیح مسلم علامہ زرقانی تحریر کرتے ھیں :
حضرت عمر کا عقیدہ یہ تھا کہ حا جی کے لئے مناسب نھیں ھے کہ ایسے امور انجام دیجو خوشی،راحت اور تلذذ کے سبب ہوں،لہٰذا چونکہ حا جی کے لئے احرام کھولنے کے بعد عورتو ں سے ھمبستر ہونا خوشی اور تلذذ ک ا سبب ھے ،بنا برا ین حج تمتع کو حرام قرار دیاگیا ھے-[71]
امام سندی ''سنن نسائی'' کے حا شیہ میں تحریرفرماتے ھیں :
حضرت عمر کا مقصد یہ تھاکہ حا جی کو چاہئے کہ اس کا چھرہ پژمردہ اور حال پریشاں ہو ،لیکن حج تمتع سے چوں کہ اس کا برعکس ہو جاتا ھے، یعنی بجائے پژمردگی اورپریشاں حا لی کے انبساط و تلذذحا صل ہوتاھے لہٰذا حضرت عمر نے اس کو حرام قرار دے دیا-[72]

عرض مؤلف
اگر چہ حضرت عمر کے قول کی بیجااور نامعقول تو جیہہ علمائے اھل سنت بڑی شد ومد کے ساتھ بیان کرتے ھیں مگر حقیقت یھی ھے کہ حضرت عمر نے حج تمتع کو دورجاھلیت کی رسم کو مد نظر رکھتے ہوئے حرام قراردیا ھے،
لہٰذاعلمائے اھل سنت کی متذکرہ توجیھیں فقط الفاظ کی بازیگری ھے اورحقیقت وھی ھیجسے ھم نے بیان کیا، مزید یہ کہ مذکورہ علل قو لِ رسول (ص)کے مخالف بھی ھیں،کیونکہ رسول(ص)کا ارشاد گرامی ھے''انّا اتقاکم اللهِ واصدقکم وابرکم'' میں قوانین الہٰیہ کے سلسلے میں تم سب سے زیادہ متقی،پرھیز گار ، نیک اور صادق ہوں ، اسی طرح یہ آیت متذکرہ تو جیھات کی تکذیب کرتی ھے:
[73]
او ر نہ کسی ایماندار مرد کو یہ حق حا صل ھے اور نہ ھی کسی ایماندار عورت کو کہ جب خدااور اس کا رسو(ص)ل کسی کام کاحکم دیں توان کو اپنے اس کام (کے کرنے یا نہ کرنے) کا اختیار ہو اور یاد رھے کہ جس نے خدا اور اس کے رسو(ص)ل کی نافرمانی کی وہ یقیناًکھلم کھلا گمراھی میں مبتلا ہو چکاھے-

دور عثمان میں حج تمتع کی مخالفت!!
خلافت عثمان میں حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب(ع) کی بے پایا ن سعی و کو شش اور دوران معاویہ میں بعض مسلمانوں کی جد و جھد کا نتیجہ تھا کہ حج تمتع کا حکمِ خدا و رسول (ع)دوبارہ اپنی اصلی ھیئت پر پلٹ آیا اور بالتدریج عمر کا حکم کالعدم ہوگیا، چنانچہ عمرکی مخالفت اور حضرت علی علیہ السلام کی موافقت میں علمائے اھل سنت نے فتاوے صادرفرمائے ھیں،یھاں تک کہ یھی حکم مسلمانوں میں عملی قرار پایا لہٰذا ذیل میں صحیحین اور دیگر اھل سنت کی معتبر کتابوں سے چند روایات نقل کرتے ھیں جن میں عمر کے حکم کے خلاف حضرت امیر (ع)اور بعض مسلمانوں کی جد و جھد کی طرف اشارہ کیا گیا ھے ،تاکہ بات بالکل واضح اور آشکار ہوجائے :
١- ...''عن مروان بن الحکم؛ قال شَھِدتُ عثمان وعلیاً:وعثمان ینھی عن المتعة،وان یُجْمَع بینھما فلمّا رأی علیٌ اھلّ بھما لبیک بعمرة وحجة، قال:ماکَنتُ لِادَعَ سنَّة النبی(ص) لقول احد-'' [74]
مروان بن حکم کھتا ھے:
میں نے عثما ن بن عفان کو دیکھا کہ وہ حج تمتع سے لوگوں کو روک رھے تھے، جب حضرت علی علیہ السلام نے انھیں منع کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اعمال عمرہ اورحج کیلئے احرام باندھااور کھنے لگے: میں کبھی بھی حکم خداوسنت پیغمبر(ص) کی مخالفت نھیں کروں گا اور نہ کسی ایک کی مخالفت پرحکم الٰہی کو ترک کروں گا -
٢...''عن سعید بن المسیب؛ قال:اجتمع علی(ع) وعثمان بِعُسفان:فکان عثمان ینھی عن المتعة اوالعمرة ،فقال علیٌ: ماترید الی امرفعلہ رسول الله تنھی عنہ؟فقال عثمان: دعنا منک ،فقال:انی لا استطیع ان اَدَعَک، فلمّاان رای علی ذالک، اھل بھما جمیعا''
[75]
سعید بن مسیب کھتے ھیں :

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جب حضرت علی علیہ السلام اورعثمان بن عفان ”عسفان“ (مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک دیہات کا نام) میں اکٹھے ہوئے تو عثمان عمرہ یا متعہ سے لوگوں کو منع کر رہے تھے، لیکن حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا :اے عثمان! کیا تم فرمان ِخدا ورسول(ص)کی مخالفت کے علاوہ کوئی اور بھی مقصد رکھتے ہو؟ عثمان نے کہا! اے علی (ع)!ہم کو اپنے حال پر رہنے دو!حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا:اے عثمان ! میں ہر گز تم کو اس حال پر نہیں چھوڑوں گا کہ حکم خدا ورسول کی مخالفت کرو ،لیکن حضرت علی علیہ السلام نیجب فضا ء دگرگون دیکھی توخود آپ(ع) نے اعمال عمر ہ وحج کے لئے احرام باندھا۔

(یہ روایت مسلم سے ماخوذ ھے البتہ بخاری میں بھی اس کے مانند روایت موجود ھے)

مسلم نے اس روایت کوعبداللہ بن شقیق سے بھی نقل کیا ھے اوراس روایت میں یہ جملہ بھی موجودھے:

عثمان نے حضرت علی علیہ السلام کو نازیباکلمات کھے:(فقال عثمان لعلی کلمة) !!

سنن نسائی میں اس واقعہ کو سعیدبن مسیب سے یوں نقل کیا گیا ھے:

حضرت علی(ع)نے فرمایا:”اذارأیتموہ قدارتحل فارتحلوا،فلبیٰ علی (ع)واصحا بہ بالعمرة“جب تم لوگ دیکھو کہ عثمان نے حرکت شروع کردی توتم لوگ بھی ان کے ساتھ حرکت شروع کردو،اس وقت علی (ع) اورآپ کے چاھنے والوں نے عمرہ کے لئے احرام باندھا ۔[76]

امام سندی جملۂ ”اذارأیتموہ...“ کی شرح میں لکھتے ھیں :

حضرت علی علیہ السلام کا مقصدیہ تھا کہ تم لوگ بھی عثمان کے ساتھ حرکت کرو لیکن عمرہ کااحرام باندھ کرتاکہ عثمان اوران کے چاھنے والے دیکھیں کہ ہم لوگوں نے ان کے قول پر سنت پیغمبر (ص)کو مقدم کیا ھے اور انھیں اس بات کا علم ہو جائے کہ خدا و رسول کے قانون کے سامنے عثمان کی اطاعت نہیں ہوسکتی ۔[77]

ایک قا بل توجہ نکتہ

یہاں پر اس نکتہ کی طرف اشارہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ بیشتر حقائق کو کتب تاریخ وحدیث میں تغیر وتبدل کر کے پیش کیاگیا ھے، یعنی یاسیاست ِزمانہ کی وجہ سے(حذف ھی کردیا گیا ھے،یا پھر)پردۂابہام ان کے چھرے پرڈال کراصل حقیقت کو تحریف اورتوڑ مروڑ کے پیش کیاگیا ھے اور ھم تک صرف اشارہ پھنچا ھے۔

چنانچہ حضرت امیر المؤمنین (ع)اور عثمان کے درمیان حج تمتع کے بارے میں جو اختلاف ہوا، جسے صحیحین نے نقل کیا ھے یہ بھی انھیں حقائق میں سے ھیجنھیں تاریخ نے اشارۃً و کنایۃً نقل کیا ھے، ورنہ یہ بات مسلم ھے کہ حضرت علی (ع)اور عثمان کے درمیان اختلاف اسی سادگی سے نہ ہواہوگا ! چنانچہ بعض کتابوں میں شدت اختلاف کی طرف اشارہ کیا گیا ھے ،جیساکہ ابو عمرابن عبدالبرنے عبداللہ ابن زبیر سے نقل کیا ھے:

عثمان اور حضرت علی (ع)کے درمیان اختلاف اس قدر شدید تھا کہ قریب تھا حضرت علی (ع) کو اس وجہ سے قتل کر دیا جاتا، چنانچہ ابن زبیر سے منقول ھے : خداکی قسم میں جحفہ میں تھا کہ ایک گروہ شام سے آیا، جس میں حبیب بن مسلمۂ فھری بھی تھا اور یہ عثمان کے ہمراہ تھے ،عثمان نے اس وقت خطبہ دینا شروع کردیا اور حج تمتع کا جب ذکر آیا تو کھنے لگے: حج تمتع سے مراد یہ ھے کہ اعمال حج کو ما ہ ھائے حرام میں تمام کرو اور اعمال عمرہ کو اس سیجدا قرار دو ، بھتر تو یہ ھے کہ اعمال عمرہ(حج تمتع) کو تاخیر میں ڈال دو ،تاکہ دوبارہ تمھیں زیارت ِخانہ خدا نصیب ہو ،کیونکہ خدا نے خیر میں وسعت دی ھے ۔

ابن زبیر کھتے ھیں:حضرت علی (ع) نے عثمان کے جواب میں فرمایا :اے عثمان!تمھارا مقصد یہ ھے کہ خدا نے جو اپنے بندوں کو وسعت اور ترخیص عنایت کی ھے اس کو تنگی میں بدل دو؟! اور دور دراز سے آنے والے افراد کیلئیجس قانون کو خدا کے حکم سے رسول(ص) نے تشریع کیا ھے تم انھیں اس سے روکنا چاھتے ہو ؟! اس وقت حضرت علی (ع) نے خود احرام حج وعمرہ باندھا اس کے بعد عثمان نے لوگوں کی طرف چھرہ کیا اور کھنے لگے:کیا میں نے تم کو عمرہ سے منع نہیں کیا ھے؟ البتہ یہ میری رائے ھے اب اگرکوئی اس کو انجام دیتا ھے تو میں اس کا ذمہ دار نہیں،جو چاھے اس پر عمل کرے اور جوچاھے اس کو ترک کرے، ابن زبیر کھتے ھیں : اسی اثناء میں ایک شامی مرد آیا اور حبیب ابن مسلمہ سے کھنے لگا:اس شخص کو دیکھو !جو امیر المؤمنین (عثمان)کے مقابلہ میں مخالفت کررھا ھے ،قسم خدا کی اگر مجھے عثمان کی طرف سے اجازت مل جائے تو میں اس کو قتل کردوں،ابن زبیر کھتے ھیں:اس وقت حبیب بن مسلمہ فھری نے اس کے سینہ پر ھاتھ مارکر کھا :اوخاموش رہ !اصحاب رسول (ص)آپس کا اختلاف غیروں کی بہ نسبت زیادہ جانتے ھیں ”فان اصحا ب رسول اللہ اعلم بما یختلفون...“[78]۔

حج تمتع دور معاویہ میں

محترم ناظرین ! ”متعتین“کے بارے میں گزشتہ صفحات میں ابن عباس اور ابن زبیرکی جد وجهد اور مخالفت ابن عباس کی جابر کی جانب سے طرفداری کو هم نے نقل کیا اور متعة الحج و متعة النکاح کے بارے میں جناب جابر کی طرفداری اسی مورد میں منحصر نهیں بلکہ اس بارے میں کافی مواردنقل کئے گئے هیں ،حا لانکہ خلفاء کے زمانے میں حدیث نقل کرنے پر سخت پابندی لگی هوئی تهی لیکن جناب جابر اس موضوع کے بارے میں حقیقت واضح کرنے سے باز نہ آئے اور آپ نے اس بات کو سب پر روشن کردیا کہ یہ دونوں متعہ جزء اسلام هیں -[79]

اسی طرح ا حادیث کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا هے کہ جس طرح عثمان چاهتے تهے کہ حضرت عمر کی سنت پر عمل کرتے هوئے حج تمتع کو حرام قرار دیں ، اسی طرح معاویہ بهی چاهتا تهاکہ عمر اور عثمان کے حکم پر لوگوں کو گامزن رکها جائے ، مگر کچه افراد کی شدید مخالفت کی بنا ء پروہ کمزور پڑگیااور یہ مسلمان اس کا حکم ماننے کے لئے تیار نہ هوئے -

چنانچہ سنن نسائی میں آیا هے:

”…عن ابن شهاب عن محمد …؛انہ حدثہ انہ سمع سعد بن ابی وقاص والضحا ک بن قیس عام حج معاویة بن ابی سفیان و هما یذکران التمتع بالعمرة الی الحج،فقال الضحا ک:لایصنع ذالک الّا من جهل امر الله تعالی ،فقال سعد: بئسما ،قلت یابن اخی، قال الضحا ک: فَأِنَّ عمر بن الخطاب نهی عن ذالک، قال سعد: قد صنعها رسول الله وصنعنا معہ “ [80]

جس سال معاویہ حج کے لئے گیا توسعد بن ابی وقاص اور ضحا ک بن قیس(یہ دونوں مشهور صحا بی اور بڑے لوگوں میں تهے) کے درمیان اختلاف هو گیا ، ضحا ک کا کهنا تها کہ حج تمتع انجام نهیں دے گاسوائے اس شخص کیجو حکم الٰهی کو جانتا هی نہ هو ، سعد نے کها : اے برادر زاده تم کیابیهوده باتیں بک رهے هو؟!ضحا ک نے کها : اے سعد! کیا عمر ابن خطاب نے حج تمتع کو حرام قرار نهیں دے دیا تها؟سعد نے کها: صحیح هے مگر رسول(ص)خدا نے اس کو انجام دیا هے اور هم نے بهی رسول(ص)کے سامنے انجام دیا هے -

صحیح مسلم اور مسند امام احمد بن حنبل میں اس طرح مرقوم هے:

”…عن سلیمان حدثنی غنیم؛قال سئلت سعد بن ابی وقاص عن المتعة، قال فعلنا هاوهٰذاکافر بالعرش یعنی معاویہ “ [81]

سلیمان سے منقول هے کہ غنیم کهتے هیں :

جب میں نے سعد بن ابی وقاص سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا توآپ نے کها :” هم نے رسول (ص)کے سامنے حج تمتع اس وقت کیا جب معاویہ خدائے عرش کے بارے میں کافر تها- “

ان دونوں باتوں سے پتہ چلتا هے کہ معاویہ کے زمانے میں بهی حج تمتع کے بارے میں اختلاف پایا جاتاتها، ورنہ اس کا کوئی مطلب نهیں کہ دو مسلمان افراد میں ایک مسئلہ کے بارے میں اختلاف کو کسی ایک سال سے مقید کردیا جائے، یا حج تمتع انجام دینے کے بارے میں یہ کها جائے کہ میں نے اس کو اس وقت انجام دیا جب معاویہ کافر تها، وغیره وغیره…

۶- متعہ یامعینہ مدت کانکاح

صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی حدیثیں مطالعہ کرنے سیجهاں بهت سی باتوں کا انکشاف هوتاهے ، ان میں سے اس بات کا بهی روزروشن کی طرح ا ستفاده هوتاهے کہ جواز ِمتعہ کو حرمت میں تبدیل کرنے والے بهی حضرت عمر تهے!اور یہ ایک ایسا حکم ِ خدا و رسول(ص)هیجس کی ممنوعیت پر اهل سنت حضرات آج تک قائم هیں اور بڑی شدومد کے ساته بغلیں بجا کر مذهب شیعہ پر اعتراض کرتے هیں کہ اس مذهب میں متعہ جائز هے![82] یهاں تک کہ فی الوقت یہ موضوع شیعوں اورسنیوں کے درمیان اس حد تک بڑه چکا هے کہ گاهے بہ گاهے اس کی وجہ سے دست وگریبان هو نے کی نوبت آجاتی هے ، لہٰذا هم ضروری سمجهتے هیں کہ اس موضوع کو درج ذیل پانچ عنوان بحث میں محل تحقیق قرار دیں -

١- متعہ یعنی چہ؟

اسلامی فقہ میں جو متعہ محل ِبحث قرار دیا جاتا هے اور جسے شیعہ حضرات دائمی نکاح کی طرح ا سلام کا ایک ثابت قانون سمجهتے هیں اس سے مرادیہ هے : ”مردایک ایسی عورت سے معینہ مدت کے لئے مهر معین کے ساته نکاح کریجو عورت اس کے لئے شرعی ممانعت نہ رکهتی هو ، یعنی عورت ان عورتوں میں سے هو جس سے دائمی نکاح جائز هو اورمتعہ میں جب مدت معینہ تمام هو جاتی هے تو مرد و عورت بغیر طلاق کے ایک دوسرے سیجداهوجاتے هیں ، البتہ ایک صورت یہ بهی ممکن هے کہ مرد اپنی مدت عورت کو بخش کر مدت تمام هونے سے پهلی جدا هو جائے -“

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

عقد دائمی اور متعہ کے مشترک و مختلف احکام

قارئین کرام ! متعہ او ر دائمی نکاح کے زیادہ تر احکام ایسے ہیں جومشترک ہیں اور بعض احکام مختلف ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہم نقل کرتے ہیں :

مشترک احکام

١۔متعہ میں بھی عقد دائم کی طرح زوجین کو بالغ اور رشید ہونا چاہیئے۔

٢۔ دائمی نکاح کی طرح ا س میں بھی رضایت ِطرفین کے ساتھ ساتھ صیغۂ ایجاب و قبول پڑھنا ضروری ھے ، لہٰذا طرفین کی طرف سے صرف رضایت اور معاطات ہو تو متعہ درست نہیں ہیجب تک کہ صیغۂ ایجاب و قبول نہ ہو اور صیغۂ ایجاب و قبول میں مخصوص الفاظ کا پڑھنا لازمی ھے ، لہٰذا لفظ آجرت ، یا وھبت،ابحت وغیرہ سے متعہ واقع نہیں ہو سکتا ھے۔

٣۔ عقد دائم کی طرح ا س میں بھی مہرِ معین اور اجرت قرار دینا ضروری ھے ۔

۴۔ جس طرح دائمی نکاح میں عورت پر لازمی ھے کہ وہ شوھر سیجدائی کی صورت میں عدہ رکھیجبکہ مرد وعورت ہمبستر ہوئے ہوں اور عورت یائسہ نہ ہو اسی طرح متعہ میں بھی عورت پر جدائی کی صورت میں عدہ رکھنا ضروری ھے، البتہ متعہ میں عدہ کی مدت دو حیض کا آنا یا۴۵روز ھے اورنکاح میں تین ماہ(یاتین حیض) ہوتی ھے ۔

۵۔دائمی نکاح کی طرح متعہ میں بھی عدہ ٔوفات چار مہینے دس دن ھے۔

۶۔ دائمی نکاح کی طرح متعہ میں بھی ح املہ عورت کا عدہ ،طلاق کی صورت میں وضع ِ حمل ھے اوراگر شوھر مر جائے تو عدہ ”ابعدالاجلین“ ہوگا ۔

٧۔ متعہ سے پیدا ہو نے والی اولاد بھی میراث و دیگر احکام میں اپنے ان بھائی و بھنوں کے ساتھ برابر کی شریک ہوتی ہیجو دائمی نکاح والی عورت سے متولد ہوئی ہو ۔

٨۔متعہ میں بھی عقد دائم کی طرح بیوی کی ماں اور اس کی لڑکی شوھر پر حرام ابدی ہوجاتی ہیں (البتہ اس وقت تک حرام ہیجب تک کہ عورت زوجیت میں ھے) اسی طرح متعہ والی بیوی کی موجودگی میں شوھر اس کی بہن سے عقدمتعہ نہیں کر سکتا۔

٩۔متعہ میں بھی دائمی نکاح کے مانند ایام خاص میں جماع کرنا حرام ہو تا ہیجیسے ایام عادت (حیض و نفاس)یا ماہ رمضان کے روزے کی حا لت میں ...۔

اختلافی موارد

١۔دائمی نکاح کی طرح متعہ میں مدت غیرمعین نہیں بلکہ معین ہوتی ھے

٢۔ دائمی نکاح کی طرح مرد وعورت متعہ کی صورت میں ایک دوسرے کے وارث نہیں قرار پاتے مگر یہ کہ صیغۂ عقد متعہ میں شرطِ توارث قرار دے دی جائے ۔

٣۔ صیغہ ٔمتعہ میں مہر کا ذکراور اس کی تعیین ضروری ھے لیکن عقد دائمی میں ذکر ِمہر اور اس کی تعیین لازمی نہیں ۔

۴۔متعہ میں عورت حق نہیں رکھتی کہ مرد سے نان و نفقہ کا مطالبہ کرے البتہ اگر عورت ضمن ِعقد میں نان و نفقہ کی شرط کردے تو مرد پر اس کا نان ونفقہ واجب ھے۔

۵۔عقد متعہ میں بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ رکھ سکتا ھے ، لیکن دائمی نکا ح میں چار سے زیادہ نہیں رکھ سکتا۔[83]

٢۔ ا سلام میں عقد متعہ کا جواز

مذھب اسلام میں اصل ِ متعہ کا جائز ہونا مسلمانوں کے درمیان متفق علیہ کے علاوہ قرآن مجید اور سنت پیمبر (ص)کے ذریعہ بھی قطعی الثبوت ھے ،جھاں تک اتفاق مسلمین کا مسئلہ ھے تو تمام مسلمان اپنے مختلف نظریات،آراء و عقائد کے باوجود اس بارے میں اتفاق نظر رکھتے ہیں کہ متعہ کو رسول اسلام(ص) نے خدا کے حکم سے تشریع فرمایا ھے اور اس کا جائز ہو نا اتنا واضح و آشکا ر ھے کہ ہم یہ دعوی کر سکتے ہیں کہ علمائے اسلام میں سے کسی نے بھی متعہ کیجواز کا انکار نہیں کیا ھے ،گویا علمائے اسلام کے نزدیک حکم ِمتعہ ضروریا ت ِدین میں سے ھے، چنانچہ اھلسنت والجماعت کے مشہور محقق وفلسفی علامہ فخرالدین رازی تحریر فرماتے ہیں :

” تمام علمائے اسلام کا اتفاق ھے کہ متعہ اسلام میں مباح تھا ،لیکن اس میں اختلاف ھے کہ آیا یہ نکاحِ متعہ بعد میں نسخ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

ہوایا نهیں ؟
ایک گروہ قائل هے کہ یہ حکم نسخ ہوگیا تهااور دوسراگروہ عدم ِنسخ کاقائل هے“[84]

ثبوت جواز متعہ ؛قرآن کی روشنی میں
جواز متعہ کے بارے میں سورۂ نساء میں ارشاد ہوتاهے:
[85]
پس جو لوگ عورتوں سے لذت اٹهانا چاهتے هیں ان کو چاهیئے کہ جو اجرت تعین ہوتی هے اس کو اداکریں ۔
اهل سنت کے اکثرمفسرین اور اهل تشیع کے تمام مفسرین اس بات کے قائل هیں کہ مذکورہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی هے اور استمتاع کی اجرت دینے کامطلب متعہ میں مهر اداکرنا هے ،یہاں تک کہ قراّ ءِقرآن کے ایک گروہ مانندابیٴ ابن کعب، ابن عباس،سعید بن جبیر،سدی وغیرهم نے اس آیت کو یوں پڑها هے:یعنی ان حضرات نے مدت کا ذکر آیت کا جزء جانا هیجو متعہ میں لازم ہو تا هے۔
اس نظریہ کو طبری اورزمخشری نے اپنی اپنی تفسیر میں ابن عباس سے اور فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر میں ابیٴ ابن کعب سے نقل کیا هے ۔[86]
تفسیر طبری میں صدر اسلام کے مشهور مفسر جناب مجاهد سے منقول هے : مذکورہ آیت متعہ کے بارے میں نازل ہوئی هے۔
اس کے علاوہ خود اس سورے کی آیات کاسیاق وسباق اور مذکورہ آیت میں موجودہ قرائن اس بات کی شهادت دیتے هیں کہ یہ آیت متعہ سے متعلق هے ،کیونکہ خدانے اس سورہ کے شروع میں پهلے عقد دائمی کا حکم بیان فرمایا هے:
[87]
تو عورتوں سے تم اپنی مرضی کے موافق دودواور تین تین اور چارچار سے نکاح کرو ، پهر اگر تمهیں اس کا اندیشہ ہو کہ تم(متعدد بیویوں میں)انصاف نہ کر سکو گے تو ایک هی پر اکتفا کرو ،یا جو (لونڈی) تمهاری زر خرید ہو (اسی پر قناعت کرو)یہ تدبیر بے انصافی نہ کرنے کی بهت قرین قیاس هے اورعورتوں کو ان کے مهر خوشی خوشی دے ڈالو ۔
اگر آیۂ سے مراد بهی عقد دائم ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا نے بغیر کسی فائدہ اورنئے نکتہ کے ایک هی سورہ میں ایک حکم کو دوبار بیان فرمایا هے اور یہ رویہ قرآن کی بلاغت اور روش کے خلاف هے ،لیکن اگریہ آیت متعہ سے مربوط ہو توآیت سے ایک نیا اور مستقل حکم کا پتہ چلتا هے اوراس صورت میں کوئی اشکال وارد نہ ہوگا ، بالفاظ دیگر مذکورہ سورہ میں غور کرنے سے پتہ چلتا هے کہ اس سورہ میں خدا نے تمام ان عورتوں کا ذکر فرمایا هیجن سے نکاح کر نا حرام هے اور پهر عورتوں کے حلال ہونے کے طریقہ کو اس ترتیب سے بیان کیا هے:
١ ۔ آزاد عورتوں کے ساتھ عقد دائم۔
٢کنیزوں کے ساتھ عقد دائم کرنا ۔
٣ملک یمین ۔(یعنی کنیزوں کو بغیر عقد اپنی زوجیت میں رکهنا)
۴۔ازدواج مؤقت (متعہ)۔
١۔٢۔ازدواج دائم اور مِلک یمین کا حکم اس سورہ کی آیت نمبر٣ میں آیاهے :

پس تم عورتوں سے اپنی مرضی کے موافق دودواور تین تین اور چارچار سے نکاح کرو ، پهر اگر تمهیں اس کا اندیشہ ہو کہ تم(اپنی متعدد بیویوں میں)انصاف نہ کر سکو گے تو ایک هی پر اکتفا کرو ،یا جو (لونڈی) تمهاری زر خرید ہو (اسی پر قناعت کرو)یہ تدبیر بے انصافی نہ کرنے کی بهت قرین قیاس هے ۔اورعورتوں کو ان کے مهر خوشی خوشی دے ڈالو !پهر اگر تمهیں خوشی خوشی کچھ چهوڑ دیں تو شوق سے نوش جان کهاؤپیو۔
٣کنیزوں (غیر آزاد عورتوں) سے شادی کرنے کا حکم اسی سورہ کی آیت نمبر٢۵ میں بیان کیا گیا هے:
[88]
اورتم میں سیجو شخص آزاد مؤمنہ عفت دار عورتوں سے نکاح کرنے کی مالی حیثیت نهیں رکهتا ہو تووہ تمهاری ان مؤمنہ لونڈیوں سیجو تمهارے قبضے میں هیں نکاح کرسکتا هے اور خدا تمهارے ایمان سے خوب واقف هے ۔
۴۔ اس آیت میں خدا وند متعال نے ازدواج کی چوتهی قسم(متعہ)کا حکم بیان فرمایا هے:
[89]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

پس جو لوگ عورتوں سے لذت اٹھانا چاھتے ھیں ان کو چاہئے کہ جو اجرت تعین ہوتی ھے اس کو اداکریں ۔

حدیث رسول (ص)سے ثبوت جواز متعہ

محترم قارئین!ثبوت متعہ سے متعلق شیعہ و سنی کتب میں کثرت کے ساتھ روایتیں پائی جاتی ھیں ، چنانچہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں سلمہ بن اکوع، جابر بن عبد اللہ ، عبد اللہ بن مسعود، ابن عباس، سبرہ بن معبد ، ابو ذر غفاری ، عمران بن حصین اوراکوع بن عبد اللہ اسلمی سے متعدد روایات منقول ھیں ، چونکہ یہاں سب روایات کا نقل کرنا حجم کتاب کے منافی ھے، لہٰذا چند روایات ھم ذیل میں نقل کرتے ھیں :

١۔..”عن جابر بن عبداللہ وسلمة بن اکوع ؛قالا: خرج علینامنادی رسولِ(ص)اللہ ،فقال: ان رسول(ص) اللہ قد اذن لکم ان تستمتعوا یعنی متعةالنساء “[90]

جابر بن عبداللہ وسلمہ بن اکوع سے منقول ھے :

رسول خدا(ص) کی طرف سے ایک ندا آئی اور اعلان ہوا کہ رسول(ص)کی طرف سے یہ اجازت ھے کہ تم عورتوں سے متعہ کرو۔

مسلم نے مذکورہ حدیث کو اس طرح بھی نقل کیا ھے :

رسول(ص) ھمارے درمیان خود تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگ متعہ کرو:

”ان رسول اللہ اتانا فاذن لنا فی المتعة “[91]

اور بخاری نے اس روایت کو اس طرح نقل کیا ھے:

”..کنا فی جیش فا تا نا رسول اللّٰہ(ص) ،فقال: انہ قد اذن لکم ان تستمتعوا فا ستمتعوا“[92]

ھم لشکر کے درمیان تھے کہ رسول(ص)ھمارے درمیان تشریف لائے اور فرمانے لگے:تمہیں عورتوں سے استمتاع (متعہ)کر نے کی اجازت دی گئی ھے پس ان سے کرو۔

٢۔”جابر بن عبداللّٰہ یقول:کنا نستمتع بالقبضة من التمروالد قیق الا یام علی عهدرسول(ص) اللّٰہ(ص) وابی بکر،حتی نهی عنہ عمر فی شأن عمروبن حریث۔[93]

جابر بن عبداللہ سے منقول ھے:

ھم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر کے دور میں ایک مشت خرمہ اور کچھ آٹے کے بدلے چند ایام کے لئے عورتوں سے متعہ کرتے تھے،یہاں تک عمروبن حریث کا واقعہ جب پیش آیا تو عمر نے متعہ کر نے سے منع کردیا !!

مسلم نے متعدد طرق واسناد کے ساتھ متذکرہ حدیث کو نقل کیا ھے۔

عرض مو لف

ابن حجر نے واقعہ عمرو بن حریث کو اس طرح نقل کیا ھے:

”عمروبن حریث ایک روز کوفہ آیااور اس نے ایک کنیز سے متعہ کیا اور جب وہ کنیز ا س سے حاملہ ھو گئی تو ایک روز جب وہ حاملہ تھی اسے عمر کے پاس لایا، چنانچہ عمر نیجب اس واقعہ کو عمروبن حریث سے دریافت کیاتواس نے بھی اعتراف کرلیا، یھی وہ موقع تھا جب عمر نے اعلان کیاکہ آج سے میں متعہ حرام قرار دیتاہوں!! “[94]

٣۔..”عن قیس؛قال:سمعت عبداللہ ؛ یقول:کنانغزْومع رسول(ص) اللہ لیس لنانساء، فقلنا:الانستخصِی؟ فنهاناعن ذالک، ثم رخّص لنااَن ننکحا لمرأةبالثوب الی اجل، ثم قَرَءَ عبداللہ :< یَا اَیُّهَاالذِّیِْن آمَنُوْالَا تُحرِّمُوْاطَیِّبَاْتِ مَا اَحَلَّ اللہ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْااِنَّ اللہ لَا یُحِبُّ اْلْمُعْتَدِ یْنَ>[95]

امام بخاری اور مسلم تمام اسناد کے ساتھ قیس عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کرتے ھیں :

ھم رسول خدا (ص)کے ساتھ کسی جنگ میں تھے اور ھماری عورتیں ھمارے ساتھ نہ تھیں ، لہٰذاھم نے عرض کیا:یا رسول اللہ !کیا ھم اپنے آپ کو خصی نہ کرلیں؟ پہلے تورسول نے ھ میں اس فعل کے انجام دینے سے منع فرمایا،لیکن پھر اس بات کی اجازت فرمائی کہ ھم لباس کے ایک قطعہ کے مقابلہ میں کچھ ایام کے لئے عورتوں سے نکاح کرلیں ۔

عبداللہ بن مسعود نے اس وقت اس آیت کی تلاوت فرمائی :[96]

عرض مؤلف

مسلم نے اس حدیث کو تین طریق سے عبد اللہ بن مسعود سے نقل کیا ھے اورابن مسعود کامذکورہ آیت کے اس موقعہ پرتلاوت کرنے کا مقصدان لوگوں پر تنقید اور اعتراض کرنا تھا جو اس ازدواج(متعہ)کو حرام سمجھتے تھے، یعنی ابن

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مسعود اس آیت کے ذریعہ اس مطلب کی طرف اشارہ فرمانا چاھتے تھے کہ یہ شادی طیبات اور اسلامی قوانین کاجز ھے،لہٰذااس کو ھمیشہ جائز رھنا چاہئے اوراس کی حرمت کا فتویٰ صادر کرنا، قانون اسلام اورحدود الٰھی سے تجاوزکرنے کے مترادف ھے ۔

نووی نے اس حدیث کی شرح میں اس طرح لکھا ھے:

ابن مسعودکا اعتراض یہ بتلاتاھے کہ وہ بھی ابن عباس کی طرح متعہ کو حلال سمجھتے تھے اور حکم (متعہ)کے نسخ ہونے کی انھیں اطلاع نہ تھی !!

۴۔..."عن ابی نضرة؛قال کنت عند جابر بن عبد الله فأتاه آت، فقال: ابن عباس وابن الزبیراختلفا فی المتعتین، فقال جابر: فعلنا هما مع رسول الله ،ثم نهانا عنهما عمرفلم نعد لهما."[97]

ابو نضرہ کہتے ھیں :

میں جابر ابن عبداللہ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص وارد ہوااور کھنے لگا : ابن عباس و ابن زبیر جو (متعة النكاح ومتعة الحج)کے بارے میں ایک دوسرے سے اختلاف رکھتے ھیں !جابر نے کہا:ھم رسول(ص)کے زمانے میں دونوں متعہ انجام دے چکے ھیں ،لیکن جب سے عمر نے ھ میں متعہ کرنے سے منع کیا ھے تب سے ھم نے انجام نھیں دیاھے۔

۵۔مسلم اپنے تمام اسناد کے ساتھ حصین بن عمران سے نقل کرتے ھیں :

آیہٴ متعہ تو کتاب خدا میں نازل ہوئی ھے لیکن اس کے نسخ کے بارے میں کوئی آیت نازل نھیں ہوئی ھے اور یھی نھیں بلکہ رسول(ص)خدانے بھی خود اس کے انجام دینے کا امر فرمایا ھے، چنانچہ ھم حیات رسول(ص) میں اس بارے میں رسول(ص)کی پیروی کرتے رھے اور آپ نے اپنے آخری لمح ا ت تک ھم کو متعہ کرنے سے نھیں روکا، لیکن بعد میں ایک مرد آیااس نے اپنی رائے سے اس میں تغیر و تبدل کردیا!! [98]

۳۔ تحریم متعہ خلیفہٴ ثانی کی زبانی !!

محترم قارئین ! مذکورہ مباحث سے یہ بات بالکل واضح ھو گئی کہ حکم متعہ قرآن، سنت اوراجماع کی رو سیجائز ھے اور اس کی تشریع رسول اسلام (ص)کے زمانے میں ہوچکی تھی اور مذکورہ پانچ میں سے تین حدیثوں سے یہ بھی ثابت ہوتا ھے کہ یہ حکم ابوبکر کے زمانے (اور چند سال عمر کے زمانے) میں بھی جاری رھا ،لیکن عمر نے چند سال کے بعد اس کو اپنے دور خلافت میں حرام قراردے دیا ،چنانچہ ذیل میں ھم چند سنی مؤرخین و محدثین کے اقوال اس بارے میں کہ عمر نے متعہ کو حرام کردیا تھا نقل کرتے ھیں :

۱۔احمد ابن حنبل نے اپنی کتاب" المسند" میں ابی نضرہ سے نقل کیا ھے :

میں نیجابر بن عبد اللہ سے کھا کہ ابی زبیر متعہ کرنے سے منع کرتے ھیں اور ابن عباس متعہ کرنے کا امر کرتے ھیں ،جابرنے کہا: کیا خوب توباخبر شخص کے پاس آیاھے،ھم توخود رسول(ص)کے زمانے میں متعہ کرتے تھے اور ابوبکر کے زمانے میں بھی ھم نے اس پر عمل کیاھے، البتہ جب عمر تخت خلافت پر بیٹھے تو ایک روز خطبہ میں کھنے لگے: قرآن وھی قرآن ھے اوررسول (ص)وھی رسول (ص)ھے ،لیکن دو متعہ رسول(ص) کے زمانے میں جائز تھے" متعۃالحج اورمتعۃالنساء"ان کو میں حرام قرار دیتاہوں:)(وانهماكانتا متعتان على عهد رسول الله .ص() [99]

عرض مؤلف

مسند احمد بن حنبل میں حدیث کا آخری حصہ عمداً حذف کردیاگیا ھیجو یہ تھا:

" آج سے میں ان پرپابندی لگارھا ہوں اورجو ان کو انجام دے گا اس کو سخت سزادوں گا۔"

۲۔جلال الدین سیوطی کہتے ھیں :

عمر سب سے پہلے فردھیں جنھوں نے متعہ کرنے سے لوگوں کو منع کیا!!

"اول من حرم المتعة۔ "[100]

۳۔ابن رشداندلسی مشہور فقیہ و فلسفی(متوفی ۵۹۵ھ)کہتے ھیں :

یہ بات مشہورھے کہ ابن عباس متعہ کو حلال سمجھتے تھے اور اس عقیدہ میں آپ کے ھم خیال کچھ اھل یمن و اھل مکہ حضرات بھی تھے اورآپ جواز متعہ پر آیۂ< مَاْاْسْتَمْتَعْتُمْ...>سے استدلال کرتے تھے اور آپ کی قرأت میں بھی تھا۔

پھر ابن رشد اندلسی نقل کرتے ھیں :

ابن عباس کہتے تھے: متعہ پروردگار عالم کی طرف سے ایک رحمت تھی جسے خدا وند عالم نے امت محمدی کو بالخصوص عطا کی تھی ، چنانچہ اگر عمر اس سے منع نہ کرتے تو بہت ھی کم افراد زناانجام دیتے ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

اس کے بعدابن رشد کھتے ھیں :
”وہذاالذی روی عن ابن عباس ابن رواہ عنہ ابن جریج وعمروبن دینار و عن عطاء؛قال:سمعت جابر بن عبد اللہ بقول : تمتعنا علی عھد رسول اللہ و ابی بکرونصفا من خلافة عمر ثم نھی عنھا الناس۔ “[101]
ابن جریج اور عمرو بن دینار نے بھی ابن عباس سے وھی نقل کیا ھیجو ھم نے اوپر نقل کیا، اسی طرح عطاء سے نقل کیا گیاھے کہ میں نیجابر بن عبد اللہ سے سنا کہ آپ کھتے تھے :ھم رسول (ص)اور پھر ابوبکر کے زمانے میں اور نصف دور خلافت عمر تک متعہ (وقتی نکاح)کرتے تھے ،لیکن بعد میں عمر نے اس کو انجام دینے سے روک دیا۔

عرض مؤلف
ابن رشدکے نقل کے مطابق ابن جریج جواز ِمتعہ کے قائل تھے اورابن جریج (متوفی ۱۵۰ھ) اپنے زمانہ کے بھت بڑے فقیہ اور اھل مکہ کے ممتاز علمائے دین میں سے تھے ، چنانچہ عبداللہ بن احمد بن حنبل کھتے ھیں :
” میں نے اپنے والد سے سوال کیا: سب سے پھلے کس نے تألیف کا کام کیا ؟ میرے والد نے کھا :ابن جریح نے“۔
اسی طرح ا مام شافعی کھتے ھیں :
ابن جریج نے اپنی زندگی میں سترعورتوں سے متعہ کیا تھا۔
”قال الشافعی : استمتع ابن جریج سبعین امرائة نکاح ا لمتعة“[102]
اسی طرح عالم علم رجال امام ذھبی؛ ابن جریج کے بارے میں کھتے ھیں :
آپ اپنے زمانہ میں فقیہ اھل مکہ تھے اورآپ نے ستر(۷۰)عورتوں سے متعہ کیا تھااور آپ تمام علمائے رجال کے نزدیک قابل وثوق ھیں ۔[103]
۴۔فاضل قوشچی کھتے ھیں :
عمر نے بالائے منبر کھا : تین چیزوں پہ رسول (ص)کے زمانے میں عمل ہوتا تھا،آج سے میں ان کو انجام دینے سے منع کرتاہوں،جو ان کو انجام دے گااس کو میں سخت سزادوں گا،وہ تین چیزیں یہ ھیں:متعةالنساء،متعةالحج،حی علیٰ خیرالعمل۔[104]
۵۔جب مامون نے اپنے دو رحکو مت میں چاھاکہ متعہ النساء کو جائز کرے توعلمائے اھل سنت میں سیجناب محمدبن منصوراورابوالعیناء مامون کے پاس پھنچے،مامون اس وقت مسواک کر رھا تھا اور غصہ کی ح ا لت میں عمر کے ان جملوں((متعتان کانتاعلی عھد رسول(ص) اللّٰہ و ابی بکر وانَّاانھی عنھما۔عھد رسول اور عھد ابوبکر میں دو متعہ تھے لیکن آج سے میں ان کو انجا م دینے سے منع کر رھا ہوں)) کی تکرار کر رھا تھا اور یہ کہہ رھا تھا:”ومن انت یاجعل حتیٰ تنھی عما قال لہ رسول(ص) اللّٰہ وابوبکر“اے عمر تواس چیز سے منع کرنے والا کون ہوتاجسے رسول خدا(ص) اور ابوبکرنیجائز قراردیاھو ؟!
محمد بن منصور نے چاھا کہ مامون سے گفتگو کرے لیکن ابوالعینا ء نے کھا: خاموش رہ جوشخص عمر کو ھدف تنقید قرار دے سکتاھے ھم اس کو کیسے قائل کر سکتے ھیں کہ حکم متعہ جاری نہ کرے!! اتنے میں یحی بن اکثم وارد ھو ا اور مامون رشید کو اس حکم کیجاری کر نے کی صورت میں شورش، فتنہ و فسادبرپا ہونے کے خطرہ سے آگاہ کیا ،چنانچہ مامو ن رشید حکم متعہ جاری کرنے سے منصرف ھو گیا۔[105]

۴۔نسخ حکمِ متعہ کی حقیقت
جب بھی خلفاء کواسلامی احکام کے تحریف و تبدیل کرنے کی وجہ سے ھدف تنقید قرار دیا جاتا ھے توکچھ خوش عقیدہ حضرات دو چیزوں (جھوٹی احادیث اوراجتھاد)ک ا سھارالے کرخلفاء کے ھر قسم کے سیاہ کارناموں کو درست کرنے میں مصروف ھو جاتے ھیں !! یعنی جب ھم خلفاء کو اسلامی احکام تبدیل کرنے پر ھدف تنقید قرار دیتے ھیں تو علمائے اھل سنت جب خلفاء کو اجتھاد کے سھارے سے نھیں بچا پاتے تو آپ حضرات کی رائے کی موافقت میں رسول(ص) کی طرف بلا واسطہ جھوٹی حدیثیں منسوب کردیتے ھیں !! خلاصہ یہ کہ جب ان لوگوں نیجھوٹی حدیثوں کے ذریعہ اپنا مقصد پورا ہوتا ہوانھیں دیکھا تو اجتھاد ک ا سھارا لیا ھے اور ھر خلیفہ کے حکم کو اس کے خاص اجتھاد کی طرف مستند کیاھے اور بعض مواقع پر تو ان لوگوں نے دونوں(اجتھاداور جعلی حدیثوں) چیزوں ک ا سھارا لیاھے ،چنانچہ حکم متعہ کے سلسلے میں بھی انھیں دونوں پھلوؤں کو اختیار کیا گیاھے!!
جیسا کہ ھم بتا چکے ھیں کہ کتب احادیث و تواریخ سے ثابت ھے کہ حکم متعہ پررسول (ص)اور ابو بکر کے زمانے میں قرآن اور حکم رسول اسلا(ص)م کے مطابق عمل ہوتا رھااور یھی نھیں بلکہ عمر کے زمانہٴ خلافت میں بھی مسلمانوں نے

اس حکم پرچند سال تک عمل کیا ،لیکن عمر نے بعد میں یہ اعلان کردیا کہ جو اس حکم پر عمل کرے گا اس کو سخت سزا دی جائے گی !!

قارئین کرام!اگرچہ گزشتہ صفحا ت میں اس سے متعلق ہم مؤرخین کے اقوال اور احادیث نقل کر چکے ھیں لیکن قابل توجہ بات یھاں پریہ ھے کہ جب عمر نے اس حکم کو ممنوع قرار دیا توبھی کچھ صحا بہ ٔ کرام نیجن کا شمار محدثین اور مفسرین ِ قرآن میں ہو تا ھے، اسی زمانہ میں اس بارے میں عمرکے حکم کی آشکارا مخالفت کی اور آپ حضرات نے اسی زمانہ میں اس بات کی تصریح فرمادی تھی کہ جواز متعہ اسلام کا قابل تبدیل حکم نہیں ھے ، لیکن بعد میں خلیفہ صاحب کے عیب پر پردہ ڈالنے کیلئے اور ان کے حکم کو ثابت کرنے کیلئے ایک چال چلی گئی کہ حکم ِ متعہ قرآن کی دیگر آیا ت سے منسوخ قرار دے دیا گیا ھے، لہٰذا حکم متعہ اسلام کے منسوخہ احکام میں سے ھے ، اسی طرح نسخ ِحکم ِ متعہ کے بارے میں احادیث بھی جعل کی گئیں ، چنانچہ کبھی یہ بھانہ کیا گیا کہ خلیفہ صاحب نے اپنے اجتھاد سے حکم متعہ کو ممنوع قرار دیا ھے !!فاضل قوشچی نے اسی نظریہ کو اپنایا ھے،چونکہ نسخ ان کے نزدیک قابل قبول نہیں ھے، بھر حال آیہ ٔمتعہ کے منسوخ ہونے اور اس کے احکام اور ان کیجوابات کے بارے میں اگر بحث کی جائے تو اس سلسلے میں ایک کتاب درکار ھے ،لہٰذا آپ اس کی تفصیلی معلومات کے لئے کتاب الغدیر ،تفسیرمیزان اورتفسیربیان دیکھئے-[106]

البتہ ھم چند امور کی طرف یھاں پرآپ کی توجہ کو مبذول کرانا چاھتے ھیں :

حکم ِمتعہ قرآن کے ذریعہ نسخ ہوا ی ا سنت کے ذریعہ ؟!

جو حضرات رسول اسلام کے زمانے میں حکم متعہ کے منسوخ ہو نے کے قائل ھیں وہ خود ایک غیر قابل جمع شدیداختلاف میں مبتلا ھیں ، جس سے پتہ چلتا ھے کہ آیہ ٔمتعہ کی منسوخیت کا صرف ایک بھانہ ھے،کیونکہ کچھ حضرات ان میں سے ایسے ھیں جو آیہ ٔمتعہ کو قرآن کی دیگر آیات سے منسوخ ہوناسمجھتے ھیں اور بعض احادیث سے آیۂ متعہ کو نسخ قرار دیدیتے ھیں اور پھر ان دونوں کے درمیان بھی آپس میں ایسا اختلاف ھیجس کا جمع ہونا نا ممکن امر ھے ۔

حکمِ متعہ کا قرآن سے نسخ ہو نے کادعوی اور اس کا جواب

جو لوگ قرآن سے حکم متعہ کے نسخ ہو نے کے قائل ھیں ان کے درمیان پانچ قول ھیں :

۱۔بعض لوگ آیہ ٔ:

سے حکم متعہ کو منسوخ سمجھتے ھیں ۔

۲۔بعض اس آیت سے :

[108]

۳۔بعض لوگ اس آیت سے:

< وَلَکُمْ نِصْفُ مَاْ تَرَکَ اَزْوَاْجُکُمْ اِنْ لَمْ یَکُنْ لَھن وَلَدٌ...>[109]

۴۔بعض لوگ اس آیت سے :

< حُرِّمَتْ عَلَیْکُمْ اُمَہَاْتُکُمْ وَبَنَاْتُکُمْ وَأَخْوَاْتُکُمْ وَعَمَّاْتُکُمْ...>[110]

۵۔اور بعض لوگ اُس آیت سے منسوخ سمجھتے ھیں جس میں ازواج کی تعداد بیان کی گئی ھے:

[111]

ح ا لانکہ مذکورہ آیات میں سے کسی بھی آیت کا مفہوم آیۂ متعہ سے متضاد نظر نہیں آتا جس کی بنا پر حکم ِمتعہ کو منسوخ قرار دیا جاسکے یعنی اگر ان آیات کا مفہوم آیۂ متعہ سے متضاد ہوتا تب یہ آیات حکم ِ متعہ کی ناسخ قرار پاسکتی تھیں اور چونکہ ان آیات کا مفہوم آیۂ متعہ سے متضاد نہیں ھے لہٰذا آیۂ متعہ منسوخ نہیں ہوسکتی اور پھر یہ کہ ان میں سے بعض آیات مکی ھیں اور آیہ ٔمتعہ مدنی ھے،لہٰذا اس صورت میں مکی آیا ت جوپھلے نازل ہوئیں ،مدنی آیت کی جو بعد میں نازل ہو ئیں ناسخ کیسے قرار پ ا سکتی ھیں ؟! کیونکہ منسوخہ آیات کے لئے ضروری ھے کہ ناسخ آیات ان سے قبل نازل نہ ہوئیں ہوں بلکہ بعد میں نازل ہوئی ہوں ۔

----

[62] صحیح مسلم ج ۴ ،کتاب الحج ،باب(۱۷)"بیان وجوہ الاحرام وانہ یجوزافراد الحج والتمتع"حدیث۱۲۱۶.

[63] صحیح مسلم جلد۴ ،کتاب الحج، باب" بیان وجوہ الاحرام..."حدیث۱۲۱۱،

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

یہ حدیث کتاب الحج کی ۱۳۰ / ایک سو تیسویں حدیث ھے۔
[64] جس طرح امام بخاری نے مذکورہ مضمون سے متعلق متعدد احادیث نقل کی ھیں اسی طرح مسلم نے بھی متعدد طرق و اسناد کے ساتھ مختلف روایات نقل کی ھیں ۔ متر جم۔
[65] صحیح مسلم جلد ۴ ،کتاب الحج ، باب(۲۳)" جواز التمتع"حدیث ۱۲۲۳۔۱۲۲۶۔(ان دونوں روایتوں کو مسلم نے متعدد اسناد کے ساتھ نقل کیا ھے۔مترجم)۔ صحیح بخاری :جلد ۲ ،کتاب الحج، باب" تمتع" حدیث۱۴۹۶۔ جلد ۵، کتاب المغازی، باب" بعث ابی موسی الی الیمن" حدیث۴۰۸۹۔
[66] صحیح مسلم جلد ۴ ،کتاب النکاح ،باب "نکاحا لمتعۃ" حدیث۱۴۰۵ (کتاب النکاح کی حدیث نمبر ۱۷)۔
[67] صحیح مسلم جلد ۴ ،کتاب الحج ،باب "جواز التمتع "حدیث۱۲۲۶۔(کتاب الحج کی حدیث نمبر ۱۶۸)
[68] مسلم نے باب نکاح المتعہ اور باب التمتع میں متعہ النساء اور جواز تمتع سے متعلق متعدد احادیث مختلف طرق و اسناد کے ساتھ اپنی صحیح میں نقل کی ھیں جن سے یقینی طور پر ان کا جواز ثابت ہوتا ھے ، مذکورہ حوالے ملاحظہ فرمائیں ۔مترجم۔
[69] احکام القرآن جصاص جلد۱، تفسیر سورۃ البقرۃ ،ص ۳۴۲،۳۴۵۔جلد ۲، تفسیر سورہ النساء ،ص ۱۹۱۔ تفسیر قرطبی جلد ۲ ،تفسیر سورۃ البقرۃ ،قولہ تعالی : "فان احصرتم فما استیسر من الھدی "ص۳۶۵۔
کنزالعمال جلد ۱۶،النکاح_الافعال،حدیث ۴۵۷۱۵، ص۳۵۳،۳۵۲،(مطبوعہ: ہندوستان)۔ شرح تجرید قوشچی، فصل امامت۔
[70] صحیح مسلم جلد۴ ،کتاب الحج، باب" فی نسخ التحلل"حدیث۱۲۲۲(کتاب الحج کی حدیث نمبر ۱۵۷) سنن نسائی جلد۵، کتاب مناسک الحج ،باب" التمتع" ص ۱۵۳۔ سنن ابن ماجہ جلد ۲،کتاب المناسک ،باب " التمتع بالعمرۃ الی الحج "حدیث۲۹۷۹۔ مسند احمد بن حنبل جلد ۱،مسند عمر بن الخطاب ،ص۴۹۔۵۰۔
[71] شرح صحیح مسلم جلد ۴ ، کتاب الحج ،ص ۴۶ ، مطبوعہ: بیروت لبنان ۱۳۳۴ھ ۔
[72] حا شیۃ السندی علی سنن النسائی جلد ۵ ،کتاب مناسک الحج ،باب(۱۵۲)" التمتع"۔
[73] سورۂ احزاب،آیت۳۶، پ۲۲۔
[74] صحیح بخاری جلد ۲ ،کتاب الحج،باب (۳۴)"التمتع والا قران"حدیث۱۴۸۸ ۔
[75] صحیح بخاری جلد۱ ،کتاب الحج ،باب(۳۴) "التمتع والاقران" حدیث۱۴۹۴ ۔
صحیح مسلم جلد ۴،کتاب الحج ،باب(۲۳)" جوازالتمتع" حدیث۱۲۲۳۔
[76] سنن النسائی جلد۵،کتاب مناسک الحج ،باب(۱۵۲) التمتع۔
[77] حا شیۃ السندی علی سنن النسائی جلد۵،کتاب مناسک الحج ،باب(۱۵۲) التمتع۔
[78] جامع بیان العلم و فضلہ جلد ۲،باب "معرفۃ اصول العلم و حقیقتہ "ص۳۷۔
[79] صحیح مسلم جلد۱ ،کتاب الحج، باب" حج تمتع"و باب" متعۃالنکاح"
[80] سنن نسائی جلد ۴ ،کتاب مناسک الحج ، باب" التمتع" ص ۱۵۲۔
[81] صحیح مسلم جلد۴،کتاب الحج، باب"جواز التمتع"حدیث۱۲۲۵۔ مسند احمد بن حنبل جلد۱،مسند سعید بن زید بن عمرو ...ص۱۸۱۔
[82] اگر اھل سنت حضرات سے الٹ کر کوئی سوال کرے کہ جس حکم کو خدا و رسول(ص) نیجائز قرار دیا ھو کیاوہ ایک عام آدمی کے حرام قراردینے سے حرام ہوجائے گا؟!لہٰذاقابلِ ا عتراض تو وہ مذھب ھیجو حرمت متعہ پر آج تک قائم رہ کر الٹی گنگا بہا رھا ھے نہ کہ وہ مذھب جو حکم خداورسول(ص) پر عمل پیرا ھے۔مترجم۔
[83] متعہ کے بقیہ جزئی احکام، فقھی کتابوں میں دیکھئے۔
[84] تفسیر کبیر فخر رازی ،سورۂ نساء، آیت نمبر ۲۹۔
[85] سورۂ نساء،آیت۲۴،پ۵۔
[86] تفسیر طبری جلد ۵،سورۂ نساء آیت ۲۴ ۔ تفسیر کشاف جلد ۱ ،سورۂ نساء،آیت۲۴، ص۵۱۹۔ تفسیر کبیر جلد ۳،سورۂ نساء،آیت۲۴،ص۲۰۱۔
[87] سورۂ نساء ،آیت ۳۔۴،پ۴۔
[88] سورۂ نساء، آیت۲۵،پ۵۔
[89] سورۂ نساء، آیت ۲۴ ، پ۵۔
[90] صحیح مسلم جلد ۴ ،کتاب النکاح ،باب "النکاح ا لمتعۃ"حدیث۱۴۰۵
[91] صحیح مسلم جلد ۴ ،کتاب النکاح ،باب "النکاح ا لمتعۃ"حدیث۱۴۰۵

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[92] صحیح بخاری جلد ۷ ،کتاب ا لنکاح، باب "نہی رسول اللہ عن نکاح ا لمتعة آخراً"حدیث۴۸۲۷ .
[93] صحیح مسلم جلد ۴ ،کتاب النکاح ،باب "نکاح ا لمتعہ"حدیث۱۴۰۵.
[94] فتح ا لباری جلد ۹،ص۱۴۹.
[95] سورۂ مائدہ ،آیت نمبر۸۷ ،پ ۷.
[96] صحیح بخاری :جلد۶،کتاب التفسیر تفسیر سورۂ مائدة، باب(۹)حدیث۴۳۳۹ . جلد ۷،کتاب النکاح، باب" مایکرہ من التبتل والخِصاء "حدیث۴۷۸۷.
صحیح مسلم جلد ۴،کتاب النکاح ،باب "نکاح ا لمتعة "حدیث۱۴۰۴.
[97] صحیح مسلم جلد ۴ ،کتاب النکاح ،باب"نکاح ا لمتعہ "حدیث ۱۴۰۵.
[98] صحیح مسلم جلد۱،کتاب الحج کی حدیث نمبر۱۷۲.
[99] مسند احمد جلد۱،مسند عمر بن الخطاب ، ص۵۲.
[100] تاریخ الخلفاء ،فصل : اولیات عمر ص۱۳۷.
[101] بدایةالمجتہد جلد ۲، کتاب النکاح ،"الاول: منھا نکاح ا لشغار "ص۴۷.
[102] تہذیب التہذیب جلد ۶،(۷۵۸_ ۴) السة ، ص۳۶۰.
[103] میزان الاعتدا ل، (نمبر ۵۲۲۷،عبد الملک __عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج ابوخالد المکی حرف العین ،تحقیق علی محمد البجاوی جلد۲،۶۵۹.
[104]شرح تجرید ا لاعتقادقوشچی فصل امامت. ابن ابی الحدیدنے بھی شرح نہج البلاغہ جلد ۱،خطبة شقشقیة ص۱۸۲میں نقل کیا ھے مگر آخری جملہ(حی علی خیر العمل) کو حذف کر دیا ھے.
[105] تاریخ ابن خلکان جلد۲،ص۳۵۹(مطبوعہ: ایران). وفیات الاعیان در بیان حا لات یحی بن اکثم. ان دو کتابوں میں یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ مذکور ھے.
[106] الغدیرجلد۶. تفسیرالمیزان جلد۴. البیان، مصنفہ آیة اللہ العظمیٰ خوئی.
[107] سورۂ مؤمنون،آیت۶،۵پ۱۸.
[108] سورۂ بقرہ ،آیت نمبر۲۲۸، پ۲.
[109] سورۂ نساء، آیت نمبر آیت۱۲،پ۴.
[110] سورۂ نساء، آیت نمبر ۲۳،پ۴ .
[111] سورۂ نساء ،آیت نمبر۳.

حد یث کے ذریعہ منسوخ ہو نے کادعویٰ!

جو حضرات احادیث شریفہ سے آیۂ متعہ کو منسوخ سمجھتے ھیں ان کے درمیان بھی مختلف اقوال نظر آتے ھیں ، یہاں تک کہ ان میں پندرہ قول پائیجاتے ھیں جو ایک دوسرے سے بالکل متضاد و متناقض ھیں ان میں سے پانچ یہ ھیں :
۱۔بعض روایات میں وارد ہواھے کہ حکم متعہ جنگ خیبر میں منسوخ ہوا۔
۲۔بعض روایات میں آیاھے کہ یہ حکم فتح مکہ میں نسخ ہوا ۔
۳۔بعض میں جنگ تبوک کا تذکرہ ھے ۔
۴۔بعض روایات میں حجةالوداع کے موقع پر نسخ ہونے کو بتلایا گیاھے ۔
۵۔بعض میں جنگ حنین کا ذکر ھے وغیرہ وغیرہ ...
قارئین کرام! عدمِ طوالت کی بنا پرتمام اقوال نقل کرنے سے ھم معذرت خواہ ھیں صرف حوا لۂ کتاب پر اختصارکرتے ھیں [112]۔
الغرض جیسا کہ ھم پھلے بتا چکے ھیں کہ صحیح روایات بالخصوص صحیحین کی روایات سے استفادہ ہوتا ھے کہ حکمِ متعہ کا نسخ ہونا نہ قرآن کے ذریعہ ثابت ھے اور نہ ھی سنت رسول (ص)کے ذریعہ ، بلکہ یہ حکم رسول سلام ،(ص) ابوبکرا ورعمر کے تھوڑے زمانۂ خلافت تک جاری رھا اور عمر نے چند سال کے بعد اپنے دور خلافت میں اس کو

حرام قراردیدیااورقابل توجہ بات یہ ھے کہ جن روایات میں حکمِ متعہ کے منسوخ ہونے کا تذکرہ ھے وہ قرآن اور صحیح روایات سے متعارض و متضاد ہو نے کے ساتھ ساتھ خبرآح ا د بھی ھیں اور یہ بات اپنی جگہ پر ثابت ہو چکی ھے کہ نسخِ حکم قرآن کریم خبر واحد سے نہیں ہوسکتا۔

۵۔ تہمتیں اورافتراپردازیاں !
جیساکہ ذکر ہو چکا کہ حکمِ متعہ قرآن اور حدیث سے ثابت ھے اور اس حکم کے حدود اور شرائط شیعہ فقھی کتب میں واضح طور پر موجودھیں ، لیکن افسوس کہ اس کے باوجود کئی علمائے اھل سنت جیسے غریقی نیجب حکم متعہ کی(غلط سلط) نسخ ہو نے کی توجیہات کو غیر مناسب دیکھا تو اپنے کو ہر طرح سے مجبور پا کر اس شخص کی طرح جو دریا میں غرق ہوتا جارہا ہو لیکن ہاتھ پیر مار کرسھارے کے لئے ایک تنکا تلاش کر رہا ہو ، اپنے خبث باطنی اوربر بنائے تعصب بے بنیاد اور واھیات چیزیں خود حکم متعہ میں پیدا کرنے کی کو شش کی ھے، چنانچہ ذیل میں ہم ان علمائے اھل سنت میں سے صرف چار علمائے اھل سنت کے اسمائے گرامی تحریر کرتے ھیں ، جنھوں نے کھوکھلے فکری اور وھمی نتائج متعہ میں پیدا کرنے کی سعیٴ لاحا صل فرمائی ھے :
۱۔ شیخ محمد عبدہ: آپ حکمِ متعہ کی مخالفت میں تحریر فرماتے ھیں :
” متعہ عورت کی عفت اور اس کے کلی قانونِ ازدواج کے خلاف ھے ،کیونکہ اس طرح کے نکاح میں مرد اپنی نفسانی خواھش پوری کرنے کے علاوہ کوئی دوسرامقصد نہیں رکھتا اور اس طرح کی شادی در حقیقت اس عورت کی عفت ریزی اور آبرو برباد کرنے کے مترادف ھے ،کیونکہ جو عورت ہر روز اپنے آپ کو کرائے پرایک دوسرے مرد کے اختیار میں دیدے اس کی شخصیت اور عزت کیا ر ھے گی؟اور ایسی عورت کے حق میں یہ شعر پڑھنا مناسب ہوگا :

کرۃحذفت بصوالجۃ -- . -- فتلقّفھارِجُلٌ من رجل

وہ (عورت) اس گیند کے مانند ھیجس کو ایک طرف سے دوسری طرف پیروں سے ٹھکیل دیتے ھیں اور وہ اِدھر سے اُدھر اچھلتی پھرتی ھے“[113]

عرض مؤلف
ازدواج مؤقت(متعہ) عورت کی عفت کے بر خلاف اور قانونِ ازدواج کے منافی اس وقت ہو سکتا ھیجب ہم متعہ کو(مثل صاحب المنار) شرعی حیثیت نہ دیں اور اس کو زنا و سفاح سے تعبیر کریں ،یعنی شیخ محمدعبدہ نیجو وجوھات بیان کی ھیں کہ متعہ سے عورت کی عفت اورشخصیت مجروح ہوتی ھے ،وغیرہ و غیرہ یہ ساری وجوھات اس وقت تسلیم کی جاسکتی ھیں جب حکمِ متعہ (عقد مؤقت)کو غیر شرعی مانیں اور اس کے لئے کوئی حد بندی نہ ہو ، حا لانکہ ہم گزشتہ صفحا ت میں ثابت کرچکے ھیں کہ اس کے لئے بھی دائمی نکاح کی مانند ا حکام اور شرائط پائیجاتے ھیں ۔[114]
اور صاحب تفسیر المنار (شیخ عبدہ)کا یہ کہنا کہ متعہ والی عورت ایسی ھیجیسے ایک عورت روزانہ اپنے کو کرایہ پر دیدے اور ایک گیند کی طرح ا یک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں ناچتی پھرے۔
ا ولاً: یہ اعتراض اگرصحیح ہوتوڈائریکٹ شریعت محمدی پر ہوگا کیونکہ رسول (ص)کے زمانہ میں بھی تو یہ حکم نافذالعمل تھا اور جو چیز قبیح ھے وہ ھمیشہ قبیح ہو گی لہٰذاایسا ہرگز نہیں ہو سکتا کہ مذکورہ تشبیہ صرف ایک زمانہ سے مخصوص ہو یعنی متعہ کا قبیح ہونا صرف ھمارے زمانے کے لحا ظ سے ہو اور جو مسلمان صدر اسلام میں متعہ کرتے تھے ان کو شامل نہ ہو !!
ثانیا: یہ اعتراض اس عورت پر بھی جاری ہو سکتا ھیجو دائمی عقد میں ہو ،کیو نکہ اس کے لئے بھی مناسب نہ ہوگا کہ اگر اس کی طلاق ہو جائے تو وہ دوسرا شوھر کرے ،یادوسرا شوھر مرنے کے بعد کوئی تیسرا شوھر کرے،اس لئے کہ اس صورت میں یہ بھی شیخ محمد عبدہ کے معیار کے مطابق ایک مرد کے ہاتھ سے دوسرے مرد کے ہاتھ میں مثل گیند کیجائے گی ، پس عقد دائمی والی عورت کے لئے دوسرا شوھر کرنا بھی بقول صاحب المنار عزت و آبرو کے خلاف ھے!!
اس سے بھی تعجب خیز بات صاحب المنار کی وہ ھیجسے وہ آگے اس طرح بیان کرتے ھیں :
”جو بحث میں نے متعہ کے سلسلے میں کی ھے وہ صرف حقیقت پر مبنی ھے اور مذھبی تعصب سے باکل دور ہوکر بیان کی ھے، یہ ایک درد دل تھا جو میں نے بیان کردیا“!!
اللہ اکبر! کیا درد دل اور حقیقت بیانی سے کام لیا ھے؟ ! قارئین آپ خود فیصلہ کریں کہ کیا یھی انصاف ، حقیقت بیانی اور

درد دل ھے کہ ایک شرعی حکم جو قرآن مجید، سنت رسول(ص) اور اجماع مسلمین سے ثابت ہو ،اس کی غلط توجیہات بیان کرکے کالعدم قراردیاجائے ؟!
کیا یہ مذہبی تعصب اور شریعت اسلامیہ کے ساتھ مسخرہ پن نہیں تو کیا ھے ؟!!
۲ ۔ موسیٰ جاراللہ :اپنی کتاب ”الوشیعہ“ میں تحریر کرتے ھیں :
اسلام میں متعہ یعنی معینہ مدت کا نکاح نام کا کوئی حکم وجود نہیں رکھتا اورنہ اس کیجواز کے سلسلہ میں کوئی آیۂ قرآنی نازل ہوئی اورنہ صدر اسلام میں اس کیجواز کے بارے میں کوئی دلیل پائی جاتی ھیجو اس حکم کی تصدیق کرے ،البتہ اتنا کہہ سکتے ھیں کہ یہ دور جاھلیت کی ایک رسم تھی جو مسلمانوں میں باقی رہ گئی تھی اوراس کے بارے میں شارع کی جانب سے کوئی اباحت اوراجازت نہیں ھے، لہٰذا متعہ کے لئے حکمِ نسخ آنے کا مطلب یہ نہ تھا کہ یہ ایک اسلامی قانون منسوخ ہورھا ھے، بلکہ یہ ایک دوران جاھلیت کی قبیح رسم کا ممنوع وحرام قرار دینا تھا جو نسخ کی صورت میں آیا [115]-

عرض مؤلف
موسیٰ جاراللہ کا جواب قارئین پر گزشتہ صفحا ت کا مطالعہ کرنے کے بعد خود ھی ظاھر ہوگیاہوگا،کیونکہ حکم متعہ قرآن و سنت سے ثابت ہوچکاھے اور تمام محدثین و مفسرین اس بارے میں اتفاق نظر رکھتے ھیں ،لہٰذا موسیٰ جاراللہ کا یہ دعوی کرنا کہ یہ حکم اسلام میں نہیں پایاجاتا تھا ،یا دوران جاھلیت کی رسم ھے ،یہ صریح کذب ،بے بنیاد دعوی اور کتب تفسیراور تاریخ اسلام کا مذاق اڑانا ھے (یا پھر یہ کہئے کہ موصوف اس قدر جہالت کے شکار ھیں کہ کتابیں پڑھنے کی ضرورت نہیں)
[116]
ویل ہو ان کے لئیجو لوگ اپنی طرف سے کتابیں لکھتے ھیں اور کھتے ھیں :یہ اللہ کی طرف سے ھیں تاکہ کچھ آمدنی ہو جائے ،ویل ھے اس کے لئیجس نے کتاب لکھی۔ الخ---
۳ ۔ محمود شکری آلوسی کھتے ھیں :
شیعہ حضرات کے یہاں متعارف متعہ کے علاوہ ایک متعہ اور ہوتا ھے جسے دوری متعہ کھتے ھیں اور اس متعہ کی فضیلت میں روایات بھی نقل کرتے ھیں ، اس کی صورت اس طرح ھے کہ کچھ لوگ ایک عورت سے متعہ کرتے ھیں اور عورت ان سے کھتی ھے کہ طلوع آفتاب سے لے کر کچھ دن چڑھنے تک تیرے متعہ میں ہوں اور اس کے بعدوقت ظھر تک دوسرے مرد کے اختیار میں اور ظھر سے عصر تک تیسرے مرد کے حوالے اور عصر سے مغرب تک کسی اور مرد کے متعہ میں اور مغرب سے عشاء تک ایک دوسرے مرد کے اختیار میں ، اس کے بعد نصف شب تک اور نصف شب سے لے کر صبح تک،کسی دوسرے مرد کے متعہ میں ہوں-[117]

عرض مؤلف
چونکہ گزشتہ مباحث میں ھم متعہ کی اصل حقیقت، ماھیت ا ور صورت بیان کرچکے ھیں لہٰذاآلوسی نیجس بات کو شیعوں کی طرف نسبت دی ھے وہ تہمت ،بہتان اورصریحا فتراء پردازی کے علاوہ کچھ بھی نہیں ھے-[118]
کیا کوئی نہیں جو اس (نا ہنجار) شخص سے دریافت کرے کہ کون شیعہ ھیجو اس متعہ کے طریقہ کو جانتا ھے ؟!
. وہ کونسا راوی ھیجس نے اس متعہ کی فضیلت میں روایات نقل کی ھیں ؟!اور وہ کون سی روایات ھیں جن میں اس متعہ کا نام آیا ھے؟!
. جوروایات اس شخص کے ذہن کی اختراع ھیں وہ کو نسی کتاب میں ھیں ؟!اوران روایات کو کس محدث نے نقل کیا ھے ؟!
. آخر وہ کون سا مجتھد اور عالم ھیجس نے اس متعہ کیجواز کا فتویٰ دیا ھے ؟!
. وہ کون سی کتاب حدیث ، فقہ و تفسیر ھیجس میں اس متعہ کے بارے میں بحث کی گئی ھے ؟!
[119]
۴ ۔ محمود شلتوت : مشہوراعتدال پسند عالم اھل سنت جناب شیخ محمود شلتوت سابق وائس چانسلر آف از ھر یونیور سٹی مصر، اپنی وجاھت علمی اور وافر معلومات کے باوجود متعہ کے بارے میں تعصب کے شکار نظر آتے ھیں ،چنانچہ متعہ کے بارے میں اپنے تعصب کا اظھار اس طرح کرتے ھیں :
نکاحِ متعہ کہ جس کی ایک قسم معینہ مدت کی شادی ھے، یہ ھے : مرد اس عورت سے توافق کریجس سے شرعی طورپر

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

شادی کرسکتاھو کہ وہ عورت اس کے پاس معینہ مدت ،یاغیر معینہ مدت تک کے لئے معین مہر کے عوض رھے گی !!
اس کے بعد کہتے ھیں :لیکن قرآن مجید میں جو ازدواج کے سلسلہ میں احکام بیان کئے گئے ھیں،مثل توارث ،ثبوت نسب ، طلاق وعدّہ وغیرہ یہ سب ا حکام اس متعارف متعہ کے بارے میں نہیں ھیں جو ھم جانتے ھیں (یعنی شیعوں کا متعہ)[120]

عرض مؤلف
جیساکہ ھم پھلے بیان کر چکے ھیں کہ متعہ میں اساسی شرط یہ ھے کہ مدت معین ہواور اس ازدواج کے سلسلہ میں تمام اقسام عدہ ،نسب وتوارث کے تمام احکام پائیجاتے ھیں ،لہٰذا مؤقت ازدواج کو اقسام متعہ میں
شمار کرنا بے معنی ھے!!
[121]

۷۔ نمازتراویح کی حقیقت !!
نماز تراویح سے مراد وہ مستحبی نمازیں ھیں جنھیں ماہ رمضان کی راتوں میں جماعت کے ساتھ پڑھا جاتاھے ،البتہ ان نمازوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرن ا سنت رسو ل(ص) نہیں ھے ،بلکہ یہ نمازیں رسو ل خدا (ص)اورابو بکرکے زمانہ میں اور چند سال دور خلافت عمر میں فرادیٰ پڑھی جاتی تھیں ۔
دین اسلام میں کوئی بھی مستحب نماز سوائے نماز استسقاء کیجماعت سے نہیں پڑھی جاتی، کیونکہ جماعت کا اختصاص صرف واجبی نمازوں کے لئے ھے ۔
لیکن خلیفۂدوم حضرت عمر نے ۱۴ھ میں مسلمانوں کو مجبور کیاکہ ماہ رمضان کی راتوں میں پڑھی جانے والی مستحب نمازیں جماعت سے ادا کی جائیں اور یہ حکم نامہ تمام اسلامی شھروں اورممالک میں ارسال کردیااورمدینہ میں ابیٴ بن کعب کو مردوں کا امام جماعت مقرر کیا اور عورتوں کے لئے تمیم داری کو امام جماعت بنایا ، چنانچہ کتب تواریخ و احادیث و بالاخص صحیحین میں نماز تراویح کے بارے میں اس طرح آ یا ھے:
۱۔…”عن عبدالرحمن بن عبدالقاری؛ انہ قال:خرجت مع عمر بن الخطاب لیلة فی رمضان الیٰ المسجد ،فاذاالناس اوزاع متفرقون، یصلی الرجل لنفسہ، ویصلی الرجل،فیصلی بصلوتہ ا لرھط، فقال عمر:إنِّی أریٰ لو جمعت ھٰولاء علی قاریٴ واحد لکان امثل، ثم عزم فجمعھم علیٰ ابی بن کعب، ثم خرجت معہ لیلةاخریٰ، والناس یُصلُّون بصلاة قارئھم ،قال عمر:نعم البدعةھذہ…۔“ [122]
عبدالرحمن بن عبد القاری سے منقول ھے :
ایک روز میں رمضان المبارک کی شب میں عمر بن خطاب کے ساتھ مسجد کی طرف گیا ،تو دیکھا کہ لوگ متفرق متفرق اپنی نمازیں ادا کررھے ھیں ،کچھ حضرات ایک جگہ اجتما ع کرکے نماز ادا کررھے ھیں ،تو کوئی مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھ رھا ھے ، جب عمر ابن خطاب نے اس حا لت کو دیکھا توکھنے لگے :اگر یھی حضرات کسی ایک فرد کے پیچھے نماز پڑھتے تو کتنا اچھا ہوتا ،اس کے بعد اس بارے میں فکر کرکے دستور دیاکہ تمام لوگ ابیٴ بن کعب کے پیچھے یہ نماز با جماعت ادا کریں ،کچھ دنوں کے بعد ھم لوگ جب ایک شب مسجد میں آئے تو دیکھا کہ تمام نمازی ایک پیش نماز کے پیچھے نمازیں پڑھ رھے ھیں ، اس وقت عمر ابن خطاب نے مجھ سے کھا:کتنی اچھی یہ بدعت ھے:”نعم البدعة “ جس کو میں نے رائج کیا ھے!!
۲۔… ’ ’عن ابن شھاب عن حمید بن عبد الرحمان عن ابی ھریرة؛ ان رسول اللہ (ص)قال:من قام رمضان ایماناً واحتساباً غفرلہ ما تقدم من ذنبہ، قال ابن شھاب: فتوفی رسول اللہ (ص)والا مرعلی ذالک، ثم کان الامر علی ذالک فی خلافة ابی بکر، وصدراً من خلافة عمر“۔[123]
بخاری اور مسلم نے ابو ھریرہ سے نقل کیا ھے :
رسول (ص)نے فرمایا :جو بھی آخرت پرایمان و اعتقاد رکھتے ہوئے ، ماہ رمضان کی شبوں میں عبادت کرے ،اس کے تما م گزشتہ گناہ بخش د یں گے، اس کے بعد ابو ھریرہ کا یہ قول نقل کرتے ھیں :
آنحضر ت (ص)تا آخرِ وفات، شب ماہ رمضان کی تمام مستحبی نمازیں فرادیٰ پڑھتے تھے اوراسی طریقہ سے حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں نماز پڑھی جاتی رھی اور خلافتِ عمر کے زمانہٴ اوائل میں بھی اسی طریقہ سے نماز پڑھی جاتی رھی!!
ابن سعد اپنی کتاب” الطبقات“ میں لکھتے ھیں :
عمر وہ پھلے شخص ھیں جنھوں نے ماہ مبارک رمضان کی رات کی مستحبی نمازوں کو جماعت سے پڑھنے کا قانون

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

نافذکیا اور تمام دیگر شھروں میں اس حکم کا ابلاغ فرمایااور یہ واقعہ ۱۴ ھ میں وقوع پذیر ہوا ، چنانچہ مدینہ والوں کے لئے دو پیش نماز معین فرمائے ،ایک مردوں کے لئے اور ایک عورتوں کے لئے ۔
”وھو (عمر) اول من سن قیام شھر رمضان و جمع علی ذالک و کتب بہ الی لبلدان و ذالک فی شھر رمضان سنة اربع عشرة “[124]
اس واقعہ کی طرف اجمالی طورپر کتاب” ارشادالساری “میں بھی اشارہ ملتاھے۔[125]
اسی طرح تاریخ اسلام کے مشھور مؤرخ یعقوبی، ۱۴ ھکے واقعات وحوادثات کو تحریر کرتے ہوئے قلمبند فرماتے ھیں :
اسی سال حضرت عمر نے شبِ ماہِ رمضان کی مستحب نمازوں کو با جماعت پڑھنے کا حکم جاری کیا اور تمام اسلامی ممالک میں اپنے اس حکم کو نافذ کروادیا، چنانچہ اھل مدینہ کے لئے ابیٴابن کعب اور تمیم داری کو پیش نماز معین کیا ۔
اس کے بعدیعقوبی کھتے ھیں :
کچھ لوگوں نے خلیفہ پراعتراض کیا کہ رسول(ص) اور حضرت ابوبکر کے زمانہٴ خلافت میں تو ایسا نھیں ہوا؟! عمر نیجواب دیا : اگر یہ بدعت بھی ھے تو اچھی (حسنہ) بدعت ھے: ”ان تکن بدعة فما احسنھا من بدعة“![126]
علامہ جلال الدین سیوطی بھی اپنی کتاب” تاریخ الخلفاء“ میں یھی تحریر فرماتے ھیں :
۱۴ ھ میں حضرت عمر نے لوگوں کو نماز تراویح کے پڑھنے پر مجبور کیا !!
”وفیھا(۱۴ہجری) جمع عمر بالناس علی صلاة التراویح “[127]

حضرت علی (ع) کی زبانی نماز تراویح کی رد
کتب روایات و تواریخ سے استفادہ ہوتاھے کہ حضرت امیر المومنین (ع)کی اپنے دور حکومت میں متواتر کوشش یھی رھی کہ اس نماز کو اسی صورت پر پلٹا دیں جو رسول(ص) کے زمانے میں تھی ،لیکن مختلف وجوھات بشمول کچھ نادان سلمانوں کی بدبختی اور جھالت، درمیان میں آڑے رھیں جن کی وجہ سے امام (ع)کی کوشش کسی نتیجہ تک نہ پھنچ سکی ، چنانچہ حضرت امیرالمؤمنین (ع)نے اس بارے میں اپنی بے پایان کوشش اور مسلمانوں کی جھالت کی طرف(اپنے خطبات کے اندر)جا بجااشارہ فرمایا ھے:
۔…”امرت الناس ان لایجمعوافی شھررمضان الا فی فریضة، لنادی بعض الناس من اھل العسکر ممن یقاتل معی: یا اھل الاسلام !وقالوا غیرت سنةعمر،نھینا ان نصلی فی شھررمضان تطوعاًً،حتیٰ خفت ان یثوروافی ناحیة عسکری بؤسی، لما لقیت من ھذہ الامة بعد نبیھا من الفرقةوطاعةائمةالضلال والدعات الیٰ النار!!“[128]
میں نے لوگوں کو حکم دیا کہ ماہ رمضان میں نماز واجب کے علاوہ دوسری نمازوں کو جماعت سے نہ پڑھو ،تو میرے لشکر میں سے ایک گروہ کی صدائے احتجاج بلند ہوئی کہ اے مسلمانو! سنت عمر کو بدلاجارھاھے !اورھم کوماہ رمضان کی نمازوں سے روکاجارھا ھے !اور ان لوگوں نے اس قدر شور و غوغا مچایاکہ میں ڈرا کہ کھیں فتنہ برپانہ ہوجائے اور لشکر میں انقلاب نہ آجائے!تف ھو ایسے لوگوں پر، بعد پیمبر (ص)کس قدر میں نے ان لوگوں سے سختیوں کو جھیلا ھے…۔
ابن ابی الحدید کتاب”الشافی“ سے نقل کرتے ھیں :
”کچھ لو گوں نے حضرت امیرالمؤ منین (ع) سے کو فہ میں عرض کیا کہ کسی کو بعنوان امام جماعت کوفہ میں معین کریں تا کہ وہ ماہ رمضان کے شبوں کی مستحب نمازوں کو جماعت سے پڑ ھائے ، امام (ع) نے اس عمل سے لوگوں کو منع کیا اور بتایا کہ یہ عمل سنت رسول(ص) کے بر خلاف ھے،چنانچہ بظاھر ان لوگوں نے بھی اپنی در خواست کو واپس لے لیا ، لیکن بعد میں ان لوگوں نے مسجد کے اندر ایک اجتماع کیا اور اپنے میں سے ھی ایک صاحب کو منتخب کر کے امام جماعت بنا لیا، جب امیر المؤ منین (ع) کو اس کی اطلاع ھو ئی تو امام حسن علیہ السلام کو بھیجا کہ اس بدعت کو روک دیں ، جب لوگوں نے امام حسن علیہ السلام کو تازیانہ لاتے ہوئے دیکھا تو ”واعمراہ،واعمراہ“ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے مسجد کے مختلف دروازوں سے بھاگ نکلے “!![129]

بدرالدین عینی کی ناقص توجیہہ !!
شارح صحیح بخاری جناب بدرالدین عینی قول عمر”نعم البدعة ھٰذہ “ کے ذیل میں تحریر فرماتے ھیں :
عمر نے اس نماز کو بدعت سے اس لئے تعبیر کیاھے کیونکہ رسول(ص) وابوبکر کے زمانے میں اس صورت میں کوئی نماز نہ تھی، بلکہ یہ نماز خود ان کی ایجاد کردہ تھی اور یہ بدعت چوں کہ ایک نیک عمل میں تھی لہٰذا اس بدعت کو غیر مشروع (ناجائز) شمار نھیں کریں گے!![130]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

عرض مؤلف بدرالدین سے همار ا سوال یہ هے کہ جب آپ نماز تراویح کو بدعت(غیر مشروع) تسلیم کرتے هیں توپھر اس کو نیک اور بهتر سمجھنے کا کیامطلب ؟! اور اگر آپ کے کهنے کا مطلب یہ هے کہ عمر کی بدعت سنت رسول (ص)اور قانون خد ا سے بهتر هے تو پھر اس میں کوئی شک نهیں کہ ایسا عقیدہ اور خیال کفر اور ضلالت هے!!(کیونکہ یہ حق شارع کو هوتا هے کہ وہ شریعت کے احکام کو بتلائے اور جعل کرے نہ کہ مکلفین کو جو مصالحا ور مفاسد سے بے خبر هوں)اور اگر آپ یہ کهیں کہ سنت خداو رسول(ص)، سنت عمر سے بهتر اور ارجح هے تو پھر آپ اِس کی پیروی نہ کرکے بدعت عمریہ کی پیروی میں جو ایک مرجوح عمل هے نماز تراویحا ج تلک کیوں پڑھتے آ رهے هیں ؟!!

۸ ۔ تین طلاقیں اورحضرت عمر!!

تین طلاقوں سے کیا مراد هے ؟

مذهب شیعہ کے نزدیک تین طلاقوں کا مطلب یہ هے کہ ایک مرد تین دفعہ عورت کو طلاق دے اورهر طلاق کے بعد عدّہ تمام هونے سے قبل رجوع کرلے ،یا پھر انقضائے مدتِ عدہ کے بعد دوبارہ اس سے شادی کرلے، اس طرح سے اگر مرد تیسری مرتبہ طلاق دیدے تو وہ بیوی اس مرد پر حرام هو جائے گی لہٰذا اگر کوئی مرد ایسی عورت کو اپنے عقد میں لانا چاهتا هے تو ضروری هے کہ پهلے وہ عورت کسی دوسرے مرد سے عقد کرے ،او ر جب وہ (دوسرا مرد)طلاق (معہ شرائط) دیدے یا مرجائے تب اس سے اس کا پهلا شوهر دوبارہ شادی کر سکتاهے ۔

چنانچہ قرآن مجید میں یہ حکم صراحت اور وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا هے :

[131]

طلاق (رجعی جس کے بعد رجوع هوسکتاهے)دوهی مرتبہ هے، پھر اس کے بعد یا تو شریعت کے موافق روک لینا چاہئے، یا حسنِ سلوک سے (تیسری دفعہ طلاقِ بائن دے کر)بالکل رخصت کر دے اور تم کو یہ جائز نهیں کہ جو کچھ تم ان کو دے چکے هواس میں سے پھر کچھ واپس لے لوپھر اگر (تیسری)بار طلاق (بائن) دی تو اس کے بعد جب تلک وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کر ے، اس کے لئے حلال نهیں ۔

جملہٴ دلالت کرتا هے کہ خود طلاق کے اندر تعدّد ضروری هے، یعنی طلاق دو دفعہ دی جائے، لہٰذا اگر طلاق ایک مرتبہ دے اوراس کے ساتھ لفظ تین کا اضافہ کردے،مثلاً اس طرح کهے :” میں تجھے تین مرتبہ طلاق دیتا هوں(یاطلاق، طلاق ،طلاق کهے)“ تو یہ تین طلاقیں شمار نهیں هو گی ، بلکہ صرف ایک هی طلا ق شمار کی جائیں گی چنانچہ ایسی صورت میں مرد عورت کی طرف عدہٴ طلاق کے دوران رجوع یا عدہ تمام هونے پر اس سے دوسری شادی کر نے کا حق رکھتا هے اور مرد کیلئے یہ طلاق اس بات کی موجب نهیں قرار پاتی کہ اس عورت کی طرف مرد کارجوع کرنا حرام هو جائے اور نہ هی اس طلاق کی بنا پر مرد کا اس سے دوبارہ شادی کرناحرام هوگا ۔

زمخشری جملہٴکی تفسیر کرتے هوئے لکھتے هیں :

وہ طلاق جس کے بعد شرعاً عورت مرد پر حرام هو جا تی هے اوردوبارہ اس عورت کا مرد ،اس سے ازدواج نهیں کر سکتا یہ هے کہ ”مرد(دونوں طلاقوں میں سے)هر ایک طلاق بطور مستقل اور جدا دے، پس اگر کوئی مرددفعةً واحدہ یکبارگی دونوں طلاقیں دیدے تو اس کی ایک طلاق شمار هوگی “۔

اس کے بعد زمخشری کهتے هیں :

آیت میں دوبار طلاق دینے سے مراد ،عملِ طلاق کا تعدد هے، نہ کہ تعددلفظ، یعنی (طَلَّقْتُکَ طَلَاقَیْنِ) میں نے تجھے دو مرتبہ طلاق دی،یہ کهنا کافی نهیں هے اور یہ طلاق دو مرتبہ شمار نهیں کی جاسکتی ، بلکہ هر طلاق کو علیٰحدہ علیٰحدہ دینا هو گا ،گویا یہ آیت بھی آ یۂ شریفہکی طرح هیجس میں پهلی نگاہ کے بعددوسری نگاہ ،مراد هے۔ “[132]

بهر کیف تین طلاقوں کا مسئلہ قرآن اورسنت کی رو سے بهت هی واضحا ور روشن هے ، لیکن خلیفہٴ دوم حضرت عمر نے تین طلاقوں کے لئے تعددِ لفظ کو کافی جاناهے ، یعنی اگر کوئی اپنی بیوی کو اس طرح کهے کہ میں نے تجھے تین طلاقیں دیں ،تو وہ عورت اس مرد پر حرام هو جائے گی یهاں تک کہ دوسرا مرد اس عورت کو اپنے حبالہٴ عقد میں لائے، اس کے بعد وہ مرجائے یا اپنی مرضی سے طلاق دیدے ،تب وہ عورت اپنے پهلے شوهر کیلئے عدّہ تمام هو نے کے بعد حلال هوگی۔

اگرچہ اس مضمون کی روایات صحیح مسلم کے علاوہ دیگر کتب اهل سنت میں بھی پائی جاتی هیں لیکن هم صحیح مسلم سے یهاں نقل کرتے هیں ، کیونکہ صحیحین کی روایا ت هی هماری موضوعِ بحث هیں :

۱۔ ...”عن ابن عباس؛ قال: کان الطلاق علیٰ عهد رسول اللہ (ص)وابی بکروسَنَتَین من خلافةعمرطلاق الثلاث واحدةً ،فقال

عمربن الخطاب:ان الناس قد استعجلوا فی امرکانت لهم فیہ اَناۃ، فلوامضَیْناہ علیهم فامضاہ علیهم-[133]
ابن عباس سے منقول ھے :
عھد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعھد ابوبکر اور دوسال حضرت عمر کے دورانِ خلافت میں ، اگر کوئی تین مرتبہ لفظاًطلاق دیتا تو اس کو ایک ھی طلاق شمار کیا جاتا تھا ،یعنی اگر کوئی اپنی بیوی سے یہ کھتا: میں تجھے تین مرتبہ طلاق دیتا ہوں(یا طلاق ، طلاق،طلاق کھتا)تو اس کی ایک طلاق محسوب ہوتی تھی،لیکن خلیفۂدوم حضرت عمر نے کھا: لوگوں کو جس میں مھلت دی گئی تھی اورجو حکم ان کے نفع میں تھا ،اس میں انھوں نے عجلت سے کام لیا، کیا بھتر ہوتا کہ ان کے ضرر میں حکم کو جاری کر دیا جائے!
چنانچہ عمر نے (ایک طلاق کو) تین طلاق شمار کرنے کا حکم نافذ کردیا ،جو حقیقت میں ایک طلاق تھی،یعنی اگر ایک دفعہ کوئی شخص کھے: میں تین طلاقیں دیتا ہوں (یاطلاق،طلاق،طلاق کھے) تو اس کی تین مرتبہ طلاق شمار ہو جائے گی یہ حکم حضرت عمر نے نافذ کردیا!.
۲-…ان ابا الصحبا ء قال لابن عباس: ھاتِ مِن ھناتک؟ الم یکن الطلاق الثلاث علیٰ عھد رسول(ص) اللہ (ص)وابی بکر واحدۃ؟فقال:قد کان ذالک، فلمّا کان فی عھد عمر تتا بع الناس فی ا لطلاق، فاجازہ علیهم -[134]
طاؤوس کھتے ھیں کہ ایک مرتبہ ابو صحباء نے ابن عباس سے کھا : کوئی نئی تازی خبر ھم کو سنائیں ؟ کیا آپ جانتے ھیں کہ عھد پیمبر (ص)و ابوبکر اور تین سال عھد عمر میں تین طلاق "یعنی ایک طلاق بلفظِ ثلاث"ایک طلاق محسوب ہوتی تھی ؟
ابن عباس نے کھا: ھاں ایساھی تھالیکن لوگوں نے دورا نِ خلافتِ عمر میں طلاق کے بارے میں زیادہ روی اختیار کی، لہٰذا اس (عمر)نے ان کے ھی ضرر میں یھی حکم نافذکردیایعنی ایک طلاق کو تین طلاق شمار کرنے کاحکم نافذکردیا !!
محترم قارئین !یہ تھاتین طلاقوں کا مسئلہ جودیگر معتبر کتب اھل سنت میں بھی مندرج ھے ،اسی روش کو اکثر علمائے اھل سنت اور ائمہ اربعہ نے اختیار کیا ھے اور حضرت عمر کی رائے کے مخالف فتوی دینے سے حتی الامکان پر ھیز کیا ھے، ستم ظریفی یہ ھے کہ یہ لوگ آج بھی عمر کے اس فتوی پرعمل پیر اھیں !! مگرچوں کہ یہ حکم نصِ قرآن کریم اورسنت رسول (ص)کے بر خلاف ھے لہٰذا بعض جید علمائے اھل سنت نے عمر کے اس فتویٰ کے برخلاف اشارۃًوکنایۃًمخالفت کا اظھار کیا ھے اوربعض نے تو تصریح کے ساتھ اس کی مخالفت کی ھے ،یھاں تک یہ مسئلہ اتنا طولانی ہوا کہ مصر کی عدالت عالیہ میں جید اھل سنت کے مفتیوننے اس بدعت کو ختم کرنے کا حکم صادر فرمادیا ۔
بھر کیف ذیل میں مذکورہ مسئلہ کی سیر تاریخی ھم نقل کرتے ھیں ملاحظہ ہو:
ابن رشد کھتے ھیں :
اکثریت فقھائے اھل سنت کے نزدیک وہ طلاق جو میں بہ لفظ ثلاث (تین)ہووہ واقعی تین طلاق کے حکم میں ھے اوراس کے بعد شوھراپنی مطلقہ عورت کی طرف رجوع کرنے کاحق نھیں رکھتا -[135]
کتاب"الفقہ علی المذاھب الاربعۃ"کے مؤلف کھتے ھیں :
اگر مرد عورت سے کھے : میں نے تجھے تین طلاقیں دیں ،تومذاھب اربعہ اور جمھور فقھائے ا ھل سنت کے نزدیک تین واقعی طلاق شمار کی جائیں گی اور مرد اس کی طرف اب رجوع نھیں کر سکتا ۔
"بان قال لھا : انت طالق ثلاثا لزمہ ما نطق بہ من العدد فی المذاھب الاربعۃ …"[136]
لیکن خود ابن رشد صاحب کتاب (الفقہ علی المذاھب الاربعۃ)نے اس نظریہ کی مخالفت کی ھے اور اس حکم کو اپنے اور حکمِ واقع کے خلاف جانا ھے ۔
ابن رشد نے ایک لطیف اشارہ سے دوسرے مسئلہ کو بیان کرتے ہوئے لفظ تین کے ساتھ طلاق دینے کو ردکیا ھے ، فرماتے ھیں :
یھی وجہ ھے کہ اگر کوئی لوگوں پر یہ حکم ضروری قرار دے کہ وہ ایک طلاق کو تین طلاقیں سمجھیں توگویا اس نے اس حکمت اور مصلحتِ واقعیہ کوختم کر دیاجو اس حکم کی تشریع میں — تھی !! [137]
صاحب کتاب "الفقہ علی المذاھب الاربعۃ " طرفین(مخالف وموافق)کی دلیل کی طرف اشارہ کرنے کے بعد تحریر کرتے ھیں :
یہ مسئلہ اجتھادی مسائل میں سے ھے۔
اس کے بعدآپ ابن عباس اورعمر کے اس مسئلہ میں اختلاف ذکر کرتے ہوئے اس طرح نتیجہ گیری کر تے ھیں :
اس میں کوئی شک وشبہ نھیں کہ ابن عباس بھی اپنی جگہ ایک مجتھد کی حیثیت رکھتے ھیں اور ان کی تقلید بھی مذھبی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مسائل میں ہوسکتی ھے اور ان کے قول پر عمل کر نا جائز ھے، ضروری نھیں کہ ھم عمر کی آراء وفتاویٰ پر عمل کریں،کیونکہ وہ بھی ایک مجتھد کی حیثیت رکھتے ھیں ، حتی کہ اکثر علماء و فقھاء کے فتاویٰ جو حضرت عمرکی موافقت میں ھیں موجب نھیں بن سکتے کہ ھمارے اوپر ان کی (عمر) پیروی یا تقلید لازم ھو ۔[138]

شیخ محمد عبدہ (متوفی۱۳۲۳ ھ) آیۂطلاق میں مفصل بحث کرنے کے بعدثابت کرتے ھیں :

آیۂ کریمہ میں تعددِ طلاق مراد ھے اور خلیفۂ دوم اور جو لوگ آپ کے ھم خیال ھیں ان کی رائے کی مخالفت میں حدیثِ ذیل کو سنن نسائی سے بعنوان تنقید اس طرح تحریر کرتے ھیں :

” آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص نے اپنی زوجہ کو لفظ ثلاث کی بی سے ایک طلاق دی(مثلاً میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں) تو رسول خدا(ص)لوگوں کے درمیان غیض و غضب کی حا لت میں کھڑے ہوئے اور فرما یا: ابھی سےجبکہ میں تمھارے درمیان موجود ہوں کتاب خداکامضحکہ اڑایا جارھاھے؟!! شیخ محمد عبدہ اپنی گفتگو کو یوں ختم کرتے ھیں :

”میرا مقصود مقلدین سے مجادلہ کرنا نھیں اور نہ ھی قضاۃ اور مفتیوں کو ان کی رائے سے منحرف کرنا ھے، کیونکہ ان لوگوں میں اکثر اُن دلیلوں اورحدیثوں کو اچھی طرح جانتے ھیں ،جن کو میں نے پیش کیا ھے، لیکن پھر بھی ان دلائل واحادیث شریفہ(جو کتب صحا ح ،مدارک و ماخذ میں موجود ھیں) پر عمل نھیں کرتے ، کیونکہ ان لوگوں کا شیوہ یہ ھے کہ وہ خود ساختہ اپنی کتابوں پر اعتماد کریں گے، نہ کہ کتاب خدا اورسنت رسول(ص)پر“[139]

بھر حال مصر کی شرعی عدالت نے ۱۹۲۹ ء میں ۷۳ سال قبل ا س حکم(طلاق بلفظ سہ) کو منفی قرار دے دیا، پھرچند سال کے بعد سابق وائس چانسلر آف ازھریونیورسٹی اور عظیم مذھبی راھنماجناب شیخ محمود شلتوت نے فتویٰ دیا:

” جو طلاق قیدِثلاث کے ساتھ دی جائے گی یعنی اگر کوئی کھے کہ میں تجھے تین طلاق دیتا ہوں، تو وہ ایک طلاق شمار ہوگی اور شوھر کو حق رجوع ھے کیونکہ ایسی طلاق حقیقت میں طلاق رجعی ہوتی ھے۔“[140]

قارئین کرام! جو فتاوے اور نظریے ھم نے خلیفۂ دوم کی مخالفت میں تحریر کئے، یہ کس حد تک خلیفۂ دوم اور ائمہ اربعہ کے فتاوی کے مقابل میں مؤثر ھیں ، اس کا اندازہ مرورِ زمان کے ساتھ ھو گا، جب ھمارا اسلامی معاشرہ جملہ بی وبند، بیجا تقلید ا ور اندھے تعصب سے آزاد ھو کر سو چے گا۔

۹۔ کیا رونا بدعت ھے ؟!

اپنے عزیزوں ،رشتہ داروں اورچاھنے والوں کی موت پر غم منانا اورگریہ وزاری کرنا، بشر کی عطوفت ومحبت کا لازمہ اور رقتِ انسانیت کے مقتضیات میں سے ھے ،چنانچہ دین اسلام نے بھی اپنے گزشتگان پر گریہ کرنے کو منع نھیں فرمایا ھے ، بلکہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے گریہ کیا ھے ،خصوصاً اُن افراد پر جو راہ خدا میں شھید ہوگئے تھے ، لیکن اھل سنت کے بعض منابع و مدارک سے پتہ چلتا ھے کہ خلیفۂ دوم مردوں پر گریہ کرنے سے متفق نہ تھے اور اگر ان کے سامنے اپنے گزشتگان پر کوئی روتا تھا تو اس کو منع کرتے تھے، بلکہ تازیانہ ، ڈنڈااورپتھر وغیرہ سے سخت سزادیتے تھے!لہٰذا مناسب ھے کہ ھم ذیل میں صحیحین سے اُ ن روایات کو نقل کر دیں جن میں رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے گریہ کرنے کی طرف اشارہ ھے اور اس کے بعد پھر آپ خلیفۂدوم کا بھی ردعمل اس گریہ کرنے پر معتبر منابع کی رو شنی میں ملاحظہ فرمائیں ۔

۱۔..”عن انس بن مالک؛ ان النبی(ص)نَعیٰ جعفرا وزیدا قبل ان یجئ خبرھم وعیناہُ تذر فان ۔“[141]

انس بن مالک سے منقول ھے :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نےجعفر و زید کی شھادت کی خبر لوگوں کے درمیان اس حا لت میں کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رھے تھے بیان کی، قبل اس کے کہ اُن کی خبرِشھادت میدان جنگ سے مدینہ پھنچتی ۔

۲۔ ...”عن انس بن مالک...؛ ثم دخلنا علیہ بعد ذالک وابراھیم یجود بنفسہ ،فجعلت عینارسول(ص) اللہ تَذْرِفان ،فقال لہ عبد الرحمن بن عوف:وانت یا رسول(ص) اللہ ؟ فقال:یا بن عوف! انھا رحمۃثم اتبعھا بِأ خریٰ فقال:ان العین تد مع، والقلب یحزن، ولا نقول الّاما یرضی ربُّناوانَّا بفراقک یا ابراھیم لمحزونون۔ “[142]

انس بن مالک سے منقول ھے :

جس وقت فرزند پیمبر(ص)جناب ابراھیم احتضار و جانکنی کے عالم میں تھے ،اس وقت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں گیا تو دیکھا کہ آپ(ص) کی آنکھوں سے آنسو جاری ھیں ،عبدالرحمن بن عوف نے کھا: یا رسول اللہ (ص)!آپ بھی اپنے بیٹے کی موت پر گریہ فرمارھے ھیں ؟! رسول نے کھا: اے عوف کے بیٹے !یہ گریہ رحمت،عطوفت اور محبت کی نشانی ھے ، ابن عباس کھتے ھیں : رسول(ص) پھر بھی گریہ کرتے رھے اور فرمایا: اشک

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

جاری هیں اوردل غم زدہ هے ،لیکن جس چیز سے خدا راضی نهیں وہ زبان پر نهیں لاتا،اے میرے بیٹے ابراهیم ! میں تیری جدائی میں غم زدہ ہوں ۔
۳۔۔۔”زار النبی قبر امہ فبکی وابکی من حولہ“[143]
امام مسلم نقل کرتے هیں :
جب رسول(ص)نے اپنی مادر گرامی کی قبرکی زیارت فرمائی تواس قدر روئے کہ تمام صحا بہٴ کرام جوآپ کے همراہ تھے گریہ کرنے لگے۔
بهر کیف حضرت رسول خدا (ص)اورحضرت معصومہٴ عالم فاطمہ زهرا = کے گریہ سے متعلق صحیحین میں متعدد حدیثیں وارد ہوئی هیں اور هم نے بعنوان نمونہ صرف مذکورہ تین حدیثوں کو نقل کیاهے البتہ آپ کی آسانی کیلئے بقیہ حدیثوں کا حوالہ نقل کردیتے هیں ۔ [144]
محترم قارئین !یہ تھے چند مقامات جو صحیحین میں رسول (ص)اکرم کے گریہ کے بارے میں مذکور ہوئے هیں جس کو آپ نے ملاحظہ فرمایا ،اب آپ ذرا خلیفہٴ دوم کاکردار بھی ملاحظہ فرمائیں جو کتاب صحیحین میں هی منقول هے اور ا س کے راوی حضرت عمر کے بیٹے عبداللہ ابن عمر هیں :
۱۔ وہ کهتے هیں : جب سعد بن عبادہ شدت سے مریض ہوگئے توآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیادت کے لئے تشریف لائے ،آپ کے ساتھ عبدالرحمن بن عوف ،عبداللہ بن مسعود،سعد بن ابی وقاص بھی تھے ،سعد بن عبادہ کی بد حا لی کو دیکھ کر رسول(ص)اسلام (ص)نے دریافت فرمایا :آیا روح جسد خاکی سیجدا ہوگئی یا نهیں ؟لوگوں نے کها :نهیں یا رسول اللہ !(ص) اس کے بعد رسول (ص)گریہ فرمانے لگے ،جو آپ کے ساتھ میں تھے ،وہ بھی گریہ کرنے لگے ،پھر رسول (ص)نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ خداوند متعال اشک ریزی اور دل کی غمگینی کی وجہ سے کسی کو عذاب نهیں کرتا ؟اس وقت رسول (ص)نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:خدا اس زبان کی وجہ سے انسان پر عذاب یا ترحم کرتاهے،لیکن بعض پسماندگان کے گریہ کی وجہ سے مردہ پریشان ہوتا هے۔
عبداللہ ابن عمر اس حدیث کو بیان کرنے کے بعداپنے باپ کی مخالفت ان لفظوں میں بیان فرماتے هیں :
”وکان عمر یضرب فیہ بالعصا یرمی بالحجارۃ ویحثی بالتراب!“[145]
میرے والدلوگوں کوڈنڈے،پتھراورڈھیلوں سے مارتے تھےجب وہ اپنے مردہ عزیزوںپر روتے تھے۔
مسلم نے حدیث کاآخری حصہ حذف کردیا هے ۔
صحیح بخاری میں آیاهے کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بهن کو اپنے بھائی ابوبکر پر رونے کی وجہ سے گھر سے نکال دیاتھا ۔[146]
امام احمد بن حنبل اپنی کتاب”المسند “ میں ایک حدیث کے ضمن میں عثمان بن مظعون کی موت کے بارے میں ابن عباس سے نقل کرتے هیں :
جب دختررسول اکرم(ص)جناب رقیہ نے بھی وفات پائی توآنحضرت (ص)نے فرمایا: اے میری دختر نیک اخترجاتو بھی همارے نیک سلف عثمان بن مظعون سے ملحق ہوجا!
ابن عباس کهتے هیں:جب عورتیں جناب رقیہ کی موت پر گریہ کرنے لگیں توحضرت عمر ان کو تازیانے سے مارنے لگے: جب رسول(ص)نے دیکھا تو فرمایا: اے عمر! اس کام کو چھوڑ دے ،ان کو گریہ کرنے دے، اس کے بعد عورتوں سے مخاطب ہوکر فرمایا :اے عورتو ! اپنے کو شیطان کی آواز سے محفوظ رکھو،پھر فرمایا:جو کچھ دل اور آنکھوں میں هے(تاثیر اور گریہ)وہ خدا کی جانب سے اور رقتِ قلب کی وجہ سے هے اور جو کچھ زبان اور هاتھ میں هے (یعنی وہ فعل جو انسان کے مرنے پر زبان اورهاتھ سے ظاهر ہوتاهے)وہ شیطان کی جانب هے۔
اس کے بعد جناب رقیہ کی قبر مطهر پر آنحضرت (ص)بیٹھ گئے آپ کے ساتھ شهزادیٔ کونین حضرت فاطمہ زهر ا(س)بھی بیٹھی رورهی تھیں اور رسول اسلام (ص)پیارو محبت کے ساتھ اپنے لباس کے دامن سے آپ کے آنسو پونچھ رهے تھے۔[147]

عرض مؤلف
اس واقعہ کو ابن سعد نے بھی اپنی کتاب ”الطبقات“ میں تھوڑے سے فرق کے ساتھ تحریر کیاهے اور اس میں یہ جملہ بھی آیا هے :
جب عمر نے عورتوں پر تازیانے سے حملہ کیا تو رسول(ص)نے عمر کا هاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: رک جا اے عمر!

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

”فاخذرسول اللہ بیدہ وقال مھلایا عمر“ !![148]
امام احمد بن حنبل پھر نقل کرتے ھیں :
رسول(ص)ایک دفعہ کسی جنازے کے پاس سے گزرے تودیکھا کہ عورتیں گریہ کررھی ھیں ،عمرنے ان کو منع کیاتو رسول (ص)نے فرمایا :عمر ان کو اپنے حال پر چھوڑ دے، کیو نکہ ان کے دل اپنے عزیز کی موت پر تازہ غمگین اور آنکھیں اشک آلودھیں :
”دعھن فان النفس مصابة والعین دامعة والعھد حدیث“ [149]
ابن ابی الحدید معتزلی کھتے ھیں :
عمر نے اپنے دورخلافت میں سب سے پھلی جس کو تازیانے سے ماراوہ ابوبکر کی بھن ام فروہ ھیں ، جوکہ ابوبکر کی موت پر گریہ کررھی تھیں اورجب ابوبکر کی بھن ام فروہ کو دیگر عورتوں نے مار کھاتے ہوئے دیکھا، تو سب بھاگ گئیں اور خود ام فروہ کو عمر نے مار کر نکال دیا :
”و اول من ضرب بالدرة ام فروة بنت ابی قحا فة ، مات ابو بکر فناحا لنساء علیہ“[150]

۱۰۔ حکمِ نمازِمسافراورحضرت عثمان!!
سفر میں نماز پنجگانہ میں سے چار رکعتی نمازیں (جب شرائط پائیجائیں تو) قصر ہوجاتی ھیں ، یعنی چار رکعت نمازکے بجائے دو رکعت نماز پڑھی جا ئے گی اورسفر کے درمیان کوئی فرق نھیں کہ وہ تجارت کے لئے انجام دے، یا زیارت ، حج اور جنگ و غیرہ کے لئے اوریہ حکم قرآن مجید[151]اورسنت رسول (ص)سے ثابت ھے،[152] چنانچہ یھی طریقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانۂ نبوت اور دور خلافت ابوبکر وعمر میں باقی رھا ،لیکن عثمان نے اپنے دورخلافت کے اواسط میں مقام منیٰ میں بجائے اس کے کہ وہ چار رکعتی نماز کو دورکعت نماز قصرپڑ ھتے چاررکعت ھی پڑھی ،حا لانکہ وہ مسافر تھے اور شرائط قصر بھی موجود تھے، کچھ مسلمانوں نے بھی ان کی پیروی کی ،لیکن ایک گروہ نے ان کی مخالفت کرتے ہوئے ان پر اعتراض کیا، طبری نے ابن عباس سے نقل کیا ھے کہ عثمان کے طریقہ کار پر مسلمانوں کا یہ سب سے پھلااعتراض تھا ، یھیں سے عثمان کے خلاف بغاوت کا بیج پڑا!خلاصہ یہ کہ عثما ن نے اپنے دور خلافت میں نماز مسافر کا حکم تبدیل کردیا !اور اس بارے میں کتب حدیث ،تاریخ وتفسیر میں صراحت کے ساتھ متعدد روایات پائی جاتی ھیں لیکن ھم نمونے کے طور پر صحیح بخاری اورصحیح مسلم سے صرف تین روایتیں ذکر کرنے پر اکتفاء کرتے ھیں :
۱۔۔۔”عن عبداللّٰہ؛ قال: صلیت مع النبی(ص) بمنی رکعتین وابی بکر وعمرومع عثمان صدراًمن خلافتہ، ثم اتمھا“[153]
عبد اللہ ابن عمر سے منقول ھے :
میں نے خودآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ابوبکر،عمر اور عثمان کے ساتھ مقام منیٰ میں چار رکعتی نماز کو دورکعت بعنوان قصر پڑھا،لیکن عثمان نے اپنے دور خلافت کے کچھ دن گزر جانے کے بعد منی میں چارکعتی نماز کو بجائے اس کے کہ دو رکعت قصر کر کے پڑھتے چاررکعت ھی پڑھا ۔
۲۔۔۔”عن ابراھیم ؛قال: سمعت عبدالرحمٰن بن یزید؛ یقول:صلی بناعثمان بن عفان بمنی اربع رکعات، فقیل ذالک لعبداللّٰہ بن مسعود: فاسترجع، ثم قال:صلیتُ مع رسول اللّٰہ(ص)بمنی رکعتین، وصلیت مع ابی بکر بمنی رکعتین، وصلیت مع عمر بن الخطاب بمنی رکعتین، فلیت حظی من اربع رکعات رکعتان متقبَّلتانِ۔“ [154]
عبد الرحمٰن بن یزید سے منقول ھے :
عثمان نے مقام منی میں دورکعت کے بجائے چار رکعت نماز پڑھی (اورقصر کے حکم پر عمل نہ کیا) اورجب اس واقعہ کو عبداللہ بن مسعود سے بیان کیا گیا توابن مسعود نے کلمۂاستر جاع((انا للہ واناالیہ راجعون)) پڑھا اور کھا: میں رسول(ص)کے ساتھ تھا،جب میں نے مقام منیٰ میں چاررکعتی نماز کو دو رکعت پڑھا ،اسی طرح میں نے ابوبکر وعمر کے ساتھ بجائے چاررکعت کے دورکعت اداکی، کاش کہ آج بھی ھم دو رکعت نماز ھی ادا کرتے ۔
۳۔۔۔ صحیح بخاری کی ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ھے :
عبد اللہ ابن مسعود اس بات کو نقل کر نے کے بعد” کہ ھم نے رسول ،ابو بکر و عمرکے زمانے میں دورکعت نماز پڑھی“ یہ جملہ بھی بیان کرتے ھیں:بعدمیں مسلمانوں کے سامنے اس سلسلے میں مختلف راستے پیش کردئے گئے، کاش کہ ان چار رکعتوں میں سے ھ میں وھی دورکعت نماز نصیب ہوتی تو کتنا بھتر تھا!!
((۔۔۔ ثم تفرقت بکم الطرق فیالیت حظی من اربع رکعات متقبلتان))

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

تاریخ طبری کے مؤلف کھتے ھیں :
جب ۲۹ ھ میں عثمان نے حج بیت اللہ کیلئے لوگوں کے ساتھ شرکت کی تو منیٰ میں خیمہ نصب کیا یہ پھلا موقع تھا کہ عثمان کے ذریعہ منیٰ میں خیمے لگائے گئے۔
اس کے بعد صاحب تاریخ طبری کھتے ھیں :
واقدی نے ابن عباس سے نقل کیا ھے: جب عثمان نے اپنی خلافت کے چھٹے سال میں بجائے قصر کے پوری نماز پڑھی جبکہ اپنی خلافت کے چار پانچ سال تک آپ بھی منیٰ میں چار رکعت نماز کو دو رکعت قصر پڑھتے تھے، تویھی پھلا موقع تھا کہ جب مسلمانوں نے اعلانیہ طور پر ان پرتنقید اور اعتراض کرنا شروع کیا اور بعض لوگوں نے خود حضرت عثمان سے اس بارے میں بات بھی کی،یھاں تک حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: " اے عثمان! ابھی عھد رسالت کو گزرے ہوئے زیادہ دن نھیں ہوئے ھیں ،تم خود منیٰ میں رسول (ص)کے ساتھ موجود تھے ،چنانچہ تم نے خود دیکھا کہ رسول اسلام(ص) منیٰ میں قصر نمازپڑھتے تھے اور یھی حال ابوبکر وعمر کے زمانے میں رھا ، حتی کہ تم خود منیٰ میں ابھی تک چار رکعتی نمازوں کو دو رکعت قصر پڑھتے رھے، لیکن اب تمھیں ایسا کیاھوگیا کہ تم نے اس حکم میں تبدیلی کردی ؟!!آخر تمھیں کیا ھو گیا کہ اپنی روش کو تبدیل کردیا؟!!عثمان نے کھا : میں نے مصلحت اس میں پائی اور یہ میری ذاتی رائے تھی جس پر میں نے عمل کیا۔""فقال : رأی رأ یتہ" (قال الواقدی)[155]

ایک موازنہ اور نتیجہ گیری
یہ تھے دس عدد وہ مقامات جھاں خلفائے ثلاثہ نے نص صریح کے مقابل میں اپنی رائے کا اظھار کیا اور حکم خدا و رسول کی اعلانیہ مخالفت کی !!المختصر یہ کہ حصول خلافت اور اس کی پشت پناھی کے یھی علل و اسباب اور حقائق تھے کہ جو صحیحین میں نقل ہوئے ھیں ۔
قارئین کرام !یہ اتنے واضحا ورروشن حقائق تھے کہ علامہ ابن ابی الحدید معتزلی بھی تسلیم کر نے پر مجبور ہوئے،چنانچہ ایک جگہ آپ حضرت علی (ع) اور دیگر خلفاء کے درمیان ایک موازنہ کرنے کے بعد اس طرح فرماتے ھیں :
" حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام رائے ،تدبیراور اجتماعی معاشرہ کو چلانے کے اعتبار سے تمام لوگوں کی نسبت بلند مقام کے حا مل تھے اور خلفائے ثلاثہ اس اعتبار سے آپ کا مقابلہ نھیں کرسکتے، کیونکہ حضرت علی (ع) ھی تھی نھوں نے خلیفہ ٔ دوم کی تمام مشکل ----امور میں مدد کی اور خصوصاً لشکر کشی کے بارے میں راھنمائی فرمائی،یہ علی (ع)ھی تھیجنھوں نے عثمان کو اپنی زرین نصیحتوں سے آگاہ کیا، اگر عثمان آپ کی نصیحتوں پر عمل کرتے تو کبھی بھی ان کے ساتھ قتل کا حا دثہ پیش نہ آتا۔"
اس کے بعد ابن ابی الحدید فرماتے ھیں :
"اگر چہ مسلمانوں کا ایک طبقہ اس بات کا قائل ھے کہ علی (ع) ثاقب الرائے اور صحیح تدبیر نہ رکھتے تھے!!لیکن ان کے اس قول کی وجہ یہ ھے کہ علی (ع) تمام احکام کو نافذکرنے میں قانون الٰہی کو مد نظر رکھتے تھے اور چھوٹے سے چھوٹے کا م کو بھی حکم خدا کے خلاف نھیں کرسکتے تھے اور آپ کے لئے تصور ھی نھیں ہوسکتا کہ دائرہ ٔاسلام سے خارج ہوں ،چنانچہ خو د حضرت علی (ع) کا فرمان ھے :
"اگر دین اور خوف ِخدا میرے پیش نظر نہ ہوتا تو میں دنیا ئے عرب کا زیرک ترین مرد ہوتا"
لیکن دیگر خلفاء اس محدودیت کے قائل نھیں تھے، بلکہ وہ آزاد انہ مصالحا لناس کو دیکھتے ہوئے اور اپنی مصلحت کو مد نظر رکھ کراقدام کرتے تھے اوروہ جس کام میں اپنی ترقی دیکھتے اس کو کرتے تھے چاھے یہ کام شرع کے مخالف ھو یا موافق انھیں احکام الٰہی کا کوئی پاس نہ تھا۔"
"وغیرہ من الخلفاء کان یعمل بمقتضی مایستصلحہ ویستوقفہ سواء کان موافقا للشرع ام لم یکن"
اس کے بعد ابن ابی الحدید اس طرح نتیجہ گیری کرتے ھیں :
"اس میں کوئی شک و شبہ نھیں کہ جو شخص زمانہ کی مصلحتوں کو دیکھ کر اپنی رائے اور اجتھاد کے مطابق عمل کرے اور اسلامی قوانین و حدود کا خیال نہ کرتا ہو، جو کہ اس کی دنیاوی ترقی سے مانع ہو،تو اس کی دنیا وی حا لت منظم ،پیشرفت اور ترقی یافتہ ہوگی اور وہ اپنے دنیاوی اھداف ومقاصد تک بہ آسانی پھنچ جائے گا،کیوکہ وہ آزاد ھو کر عمل کررھا ھے، اس کے سامنے کوئی موانع نھیں ھیں ، لیکن جو شخص چند ضوابط ا ورحدود میں میں ہویعنی جس کی نظر میں احکام الٰہی کا احترام ملحوظ ہو، ا س کی دنیاوی حا لت ظاھراً ترقی نھیں کر سکتی، یھی حال امیرالمومنین علی علیہ السلام کا ھے ۔ [156]

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

خاتمہ

صحیحین کی روشنی میں حضرت رسول(ص)خدا کی پیشگوئیاں

وفات رسول(ص)کے بعد مسلمانوں کا حال
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی ھی میں ان تمام حوادث وواقعات کی پیش گوئی فرمادی تھی جو آپ کے بعد مسلمانوں کے درمیان رونما ہونے والے تھے۔
منجملہ: بنی امیہ کی ظالمانہ حکومت و سلطنت [157]خارجیوں کا وجود میں آنا اورپھر ان کا حضرت امیرالمؤمنین علی علیہ السلام کے ھاتھوں قتل ہونا[158] نیزجناب عمار یاسر کا ایک باغی گروہ کے ذریعہ قتل ہونا وغیرہ...۔[159]
خلاصہ یہ کہ وہ تمام مختلف قسم کی تحریفات اور بدعتیں جو دین اسلام میں آئندہ وجود میں آ نے والی تھیں ان کی خبر اور مسلمانوں کے ایک گروہ کے اسلام سے مرتد اور منحرف ہونے کی آگاھی آنحضرت (ص)نے مسلمانوں کو پہلے سے دیدی تھی اور اس بات پر اپنے عمیق تأسف اور شدید تأثرکا اظھار بھی فرمایاتھا، ان تمام واقعات کے شواھد صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں موجود ھیں ۔
چنانچہ گزشتہ مباحث کی مناسبت سے بعض مسلمانوں کے ارتداد اور ان کی طرف سے دین اسلا م میں تحریف اور بدعت گزاری سے متعلق ذیل میں چند روا یات صحیحین سے نقل کرتے ھیں :

بعض صحا بہ کا وفا ت رسول (ص)کے بعد مرتد ہوجا نا!!
۱۔”سعید بن جبیر عن ابن عباس عن النبی(ص)؛ قال:وان اناساً من اصحا بی یؤخذ بھم ذات الشمال، فاقول:أصحا بی! أصحا بی! فیقول:انھم لم یزالوا مرتدین علی اعقابھم منذ فارقتھم ،فاقول:کما قال العبد الصالح: وکنت علیھم شھیداً ما دمت فےھم...۔ “
سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی ھے:
آنحضرت(ص) نے فرمایا: ایک گروہ میرے صحا بہ میں سے سمت شمال میں ہوگا[160]ان کی حمایت کی خاطر بارگاہ الٰہی میں عرض کروں گا ،میرے معبود یہ میرے صحا بہ ھیں یہ میرے صحا بہ ھیں ؟!خدا میریجواب میں کھے گا:اے میرے رسول(ص)!تیری وفات کے بعد یہ لوگ الٹے پیر اپنے پرانے دینِ جاھلیت کی طرف پلٹ گئے تھے ،اس وقت میں نبدہٴ صالح عیسی (ع) کے قول کو دھراؤں گا : میرے معبود! جب تک میں ان کے درمیان تھاان کے اعمال کا شاھد وناظر تھا ،لیکن جب مجھے تونے اپنی بارگاہ میں بلالیا ،تواب تو خود ھی ان کے اعمال کا مراقب وناظر ھے ،لہٰذا اگر ان پر عذاب نازل کرے گا تو میرا کچھ نھیں کیونکہ یہ تیرے بندے ھیں اگر تو ان کو معاف کر دے گا تو تُوخدا ئے قوی و حکیم ھے ۔[161]
صحیح مسلم میں جوحدیث مندرج ھے اس میں بجائے:
”انھم لم یزالوامرتدین“جملہ”انک لاتدری ما احدثوابعدک“ آیا ھے:
خدا کھے گا:اے میرے رسول (ص)!تجھے کیا معلوم انھوں نے تیری وفات کے بعد کیا کیا کرتوت کئے ؟!
صحیح بخاری اور مسلم کی ایک اور حدیث میں اَصحا بی کے بجائے ” اُصَیحا بی“کا لفظ استعمال ہوا ھے، جو عربی گرامر کے لحا ظ سے کمالِ محبت والفت یا شدیدتحقیر وتوھین پردلالت کرتا ھے،کیونکہ صیغہٴ تصغیر دونوں (محبت و توھین)کے لئے استعمال ھو تا ھے ،یعنی جن کے لئے رسول(ص)سفارش کریں گے ،وہ رسول(ص)کی نظر میں بیحد محبوب تھے ،یا پھر وہ آنحضرت (ص)کے نزدیک بھت زیادہ حقیر تھیجن کے اخلاق وکردار سے آپ (ص)راضی نہ تھے اوررضایت کے بغیر آپ(ص) نے وفات پائی۔
۲...”ابن ابی ملیکة؛قال:عن اسماء بنت ابی بکر؛قالت:قال النبی(ص):انیّ علیٰ الحوض حتی انظر من یرد علَّی منکم،وسیوخذ الناس دونی،فاقول:یارب منّی ومن امتی! فیقال:ھل شعرت ماعملوابعدک؟واللہ ما برحوا یرجعون علیٰ اعقابھم،فکان ابن ابی ملیکة یقول:اللّٰھم انا نعوذبک ان نرجع علیٰ اعقابنا اونفتن فی دیننا۔ “
ابن ابی ملیکہ اسماء بنت ابوبکر سے نقل کرتے ھیں :
رسول(ص)خدا نے فرمایا: میں روزمحشر حوض کوثر پر کھڑا ھو جاؤں گاتاکہ ان لوگوں کو دیکھونجو میرے پاس وارد ہوں گے ،لیکن کچھ لوگ ایسے ہوں گیجن کو میرے پاس سے پکڑلیا جائے گا،پس میں خد ا سے عرض کروں گا ،اے

میرے پروردگار !یہ میرے خاص ا صحا ب اور میری امت سے ھیں " فاقول یا رب منّی ومن امتی" تو خدا کھے گا:(اے میرے حبیب)تمھیں نھیں معلوم تیرے بعد انھوں نے کیا کیا کرتوت کئے؟! قسم بخدا یہ اپنے آبائی دین جاھلیت کی طرف پلٹ گئے تھے!!

اورابن ملیکہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد کھا کرتے تھے : پروردگار !! میں تیری پناہ چاھتا ہوںاس سے کہ میں اپنے پرانے دین کی طرف پلٹ جاؤں ،یا اپنے دین میں محل آزمائش قرار پاؤں - [162]

جیساکہ ھم نے عرض کیا: اس حدیث کو بخاری نےجلد۸۔۹ میں بھی تھوڑے فرق کے ساتھ نقل کیا ھے چنانچہ ھم دونوں موارد کو ذیل میں نقل کرتے ھیں ملاحظہ ہو:

۳-..."عن ابی ھریرۃ؛عن النبی؛(ص)قال:بینا اناقائم اذازُمرۃٌ،حتّی،اذا عرفتھم خرج رجل من بینی وبینھم، فقال: ھلم، فقلت:این ؟قال: الیٰ النارواللہ ،قلت وما شانُھم؟ قال:انھم ارتدُّوابعدک علیٰ ادبارھم القھقرَی۔ثم اذا زمرۃحتیٰ اذا عرفتھم،خرج رجل من بینی وبینھم فقال:ھَلُمَّ ،قلت: این؟ قال: الیٰ النار واللہ ،قلت وماشأنُھم؟ قال انھم ارتدوا بعدک علیٰ ادبارھم القھقری...-.[163]

ابو ھریرہ سے منقول ھے:

آنحضرت نے فرمایا :ایک روز میں نے خواب میں ایک گروہ کو دیکھا،جو میرے پاس لایا گیا ،جیسے ھی میں نے ان کو پہچانا تو ایک شخص ھمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ظاھر ہوااور ان لوگو ں سے کھنے لگا: جلدی آؤ میں نے کھا:انھیں کھاں لیجارھا ھے ؟کھنے لگا :قسم بخدا ان کو جھنم (آتش)کی طرف لیجارھا ہوں، میں نے کھا:آخر انھوں نے کیا گناہ انجام دیا ھے ؟!کھنے لگا :یہ آپ کے بعد الٹے پاؤں پیچھے پلٹ گئے تھے !!اس کے بعد رسول(ص)نے فرمایا:پھر دوسرا گروہ دیکھا جب میں نے ان کو پہچاناتو ایک شخص ھمارے اور ان کے درمیان سے نکلااوراس گروہ کو مخاطب قراردے کر کھنے لگا:جلدی آؤ ،جلدی آؤ، میں نے اس سے کھا :کھاں لیجارھاھے؟ وہ کھتا ھے : ان کو میں آگ (جھنم)کی طرف لیجارھاہوں ،تو میں نے کھا :آخر انھوننے کیا گناہ انجام دیا ھے ؟ تو کھنے لگا: وہ آپ کے بعد الٹے پاؤں پلٹ گئے تھے اور مذھب اسلام سے بالکل پھرگئے تھے۔

۴-..." عن ابن شھاب عن ابن المسیب؛انہ کان یحدِّث عن اصحا ب النبی(ص)؛ ان النبی(ص)قال: یرد علی الحوض رجال من اصحا بی، فَیُحَلَّؤُونَ عنہ، فاقول: یا رب اصحا بی؟ فیقول: انک لاعلم لک بما احدثوا بعدک، انھم ارتدوا علیٰ اَدبارھم القھقری؟!!" [164]

ابن مسیب سے مروی ھے:

صحا بہ کے ایک گروہ نے رسول(ص)سے نقل کیا ھے : آپ نے فرمایا: میرے صحا بہ میں سے کچھ ایسے ہوں گیجو بروز محشر حوض کوثر پر وارد ہونا چاھیں گے،لیکن ان کوروک لیا جائے گا ، میں کھوں گا:میریمعبود! یہ میرے اصحا ب ھیں ان کو کیوں روکا جارھا ھے ؟! توخدا جواب دے گا :اے میرے رسول(ص)! تم نھیں جانتے انھوں نے تمھارے بعد کیاکیاانجام دیا ؟!اے رسول !یہ وہ لوگ ھیں جنھوں نے دین اسلام کو تمھارے بعد ترک کردیا اور اپنے آباء واجداد کے مذھب پر پلٹ گئے تھے -

----

[112] فتح ا لباری جلد۹،کتاب النکاح ، باب "نھی النبی(ص) عن النکاح ا لمتعۃ اخیراً " ص۱۴۸،۱۴۵۔مصنف ابن حجر عسقلانی -

[113] تفسیر المنار جلد۵، سورہٴ نساء آیت ۲۳_۲۸۔

[114] گزشتہ مباحث کی روشنی میں یہ بات کہنا بیجا نہ ہوگا کہ کتب تواریخ واحادیث سے قطعی اور یقینی طورپر ثابت ھے کہ حضرت رسالتمآب (ص)اور خلفاء کے زمانہ میں حکم متعہ پر مسلسل عمل ہوتا رھا ،تواب حکم متعہ پر اعتراض کرنا گویا شریعت محمدی پر اعتراض کرنا ھے ،جس سے خود معترض کی شخصیت مجروح ہوتی ھے ،دوسرے کا کچھ نھیں بگڑتا ! کیا مزے کی بات ھے کہ موصوف عورت کی عزت بچانے کے لئے کوشاں ھیں ! لیکن اس سے غافل ھیں کہ اس اعتراض سے خود ان کی عزت داؤں پر لگی ہوئی نظر آتی ھے !!مترجم۔

[115] الوشیعہ ،مؤلفہ موسی جاراللہ ، ص۱۲۱۔۱۳۲۔

[116] سورۂ بقرہ ،آیت ۷۹ ،پ ۱۔

[117] الفصول المھمۃ فی تالیف الامۃ ، "فی تحریر محل النزاع فی متعۃ النساء ..." ص ۵۰۔

[118] محترم قارئین! گزشتہ مباحث کی روشنی میں آلوسی صاحب کا مذکورہ نظریہ ہوا میں تیر مارنے کے

مترادف ھے ،نہ جانے کیا موصوف کو دورہ آیا تھا کہ متعہ ٔدوری شیعہ کتب میں نظر آگیا؟!بتائیے کتب تاریخ وحدیث کو جانتے ہوئے موصوف کا قول کتنا تعصب آمیز اورحقیقت سے دور ھے ، آلوسی کو اپنے بے بنیاد الزام، برھنہ کذب، فحا ش تہمت اور صریحا فترا پردازی پر ذرہ برابر شرم بھی نہ آئی؟ ! (حیرتم بر این عقل ودانش!!)ذراھم بھی اس شیعہ مؤرخ کا نام و پتہ جاننا چاھتے ھیں جس نے متعہ کی یہ صورت بیان کی ھے ؟!! اگر اس طرح کی بے سرو پا افتراپردازی کا دروازہ اپنے گھنونے تعصب کی بنا پر بدون ِتحقیق و تفحص ، مذھب حقہ شیعہ اثنا عشری کے لئے باز کیا تو پھر سمجھ لیجئے ھم وہ سارے حقائق کھول کر رکھ دیں گیجن کو آپ کے مؤرخین نے تاریخ کے اوراق میں چھپا رکھا ھے!کیا آپ ان آباوٴ اجداد اور امھات کو بھول گئیجن کے دروازے پر فحا شیت کے لال
جھنڈے لھرایاکرتے تھے ؟قارئین کرام میرا خطاب جناب آلوسی اور ان کی اندھی تقلید کرنے والوں سے ھے غیر سے نھیں !!مترجم۔

[119] سورۂ یونس، آیت ۶۵، پ ۱۱۔

[120] الفتاوی،زواج المتعة "اساس الزواج فی القرآن "ص۲۷۳ ۔

[121] سورہ ٔجاثیہ ،نمبرآیت ۲۳ ،پ۲۵۔ ترجمہ :۔ بھلا تم نے اس شخص کو دیکھا جس نے اپنی نفسانی خواھش کو معبود بنا کر رکھا ھے اوراس کی حا لت سمجھ بوجھ کر خدا نے اسے گمراھی میں چھوڑ دیا ھے اور اس کے کان اور دل پر علامت مقدر کر دی ھے ، نہ یہ ایمان لائے گااور اس کی آنکھ پر پردہ ڈال دیا ھے ،پھر خدا کے بعد اس کی ھدایت کون کر سکتا ھے ؟تو کیا تم اتنا بھی غور نھیں رکھتے ۔

[122] صحیح بخاری ج ۳،کتاب الصوم ،کتاب الصلوٰةالتراویح ،باب(۱) "فضل من قام رمضان "ح ۱۹۰۶۔

[123] صحیح بخاری ج۳،کتاب الصوم (کتاب الصلواةالتراویح) باب "فضل من قام رمضان" ح۳۷۔ مسلم ج۲،کتاب الصلٰوةالمسافرین ، باب" ا لتر غیب فی قیام رمضان"حدیث۷۵۹۔

[124] الطبقات؛ ابن سعد ج ۳، ذکر استخلاف عمر،ص۱۸۱۔ مطبوعہ: لندن۔

[125] ارشاد الساری ج۳،کتاب الصوم باب " فضل من قام رمضان " ص۴۱۵۔

[126] تاریخ یعقوبی جلد۲، ص ۱۴۰، ایام عمر بن الخطاب ، مطبوعہ: بیروت لبنان۔

[127] تاریخ الخلفا ء، ص۱۳۱،فصل فی خلافة عمر ، مؤلفہ علامہ جلال الدین سیوطی۔

[128] کتاب سلیم بن قیس ،ص۱۶۳۔

[129] شرح نہج البلاغہ جلد ۱۲،خطبة ۲۲۳،صفحہ ۲۸۳۔

[130] عمدة القاری جلد ۱۱،کتاب الصوم ، باب "فضل من قام رمضان" ۔

[131] سورۂ بقرہ، آیت ۲۲۹،۲۳۰۔

[132] تفسیر کشاف جلد۱،تفسیر سورۂ بقرہ، آیت ۲۲۹ص۳۶۶۔

[133] صحیح مسلم جلد ۴،کتاب الطلاق ،باب(۲) "الطلاق الثلاث"حدیث۱۴۷۲ ۔

[134] صحیح مسلم جلد ۴،کتاب الطلاق ،باب(۲) "الطلاق الثلاث"حدیث۱۴۷۲ ۔

[135] بد ا یةالمجتھد کتاب الطلاق، مسئلہ۱۔

[136] الفقہ علی المذاھب الاربعة جلد ۴،مبحث تعدد الطلاق۔

[137] بدایہ المجتھد، کتاب الطلاق ،مسئلہ ۳۔

[138] الفقہ علی المذاھب الاربعة جلد ۴، مبحث تعدد الطلاق۔

[139] تفسیر المنار جلد ۲،سورہ بقرة آیت ۲۲۹۔

[140] الفتاویٰ،"الحلف بالطلاق"صفحہ ۳۰۵۔

[141] صحیح بخاری جلد ۴،کتاب المناقب، باب" علامات النبوة فی الاسلام "حدیث۳۴۳۱۔

[142] صحیح بخاری جلد ۲،کتاب الجنایز، باب" قول النبی:اِ نآَ بِکَ لَمَحْزُوْنُوْن" حدیث۱۲۴۱۔۱۱۸۹، مترجم:(صحیح بخاری جلد ۲،کتاب الجنایز،باب(۴) " الرجل ینعیٰ الیٰ اھل ا لمیت بنفسہ"حدیث۱۲۴۵۔جلد۳،کتاب الجھاد، باب" تمنی الشھادة" حدیث ۲۶۴۵،باب "من تأمر فی العرب من غیر امرة اذاخاف العدو"حدیث ۲۸۹۸۔ کتاب فضایل الصحا بة، باب "مناقب خالد بن الولید رضی اللہ عنہ" حدیث ۳۵۴۷۔ جلد ۴ ،کتاب المغازی، باب "غزوةالموة من ارض الشام" حدیث ۴۰۱۴۔)

[143] مسلم ج۳،کتاب الجنایز، باب" استیندان النبی ربہّ فی زیارت قبر امہ"حدیث ۹۷۶۔

[144] صحیح بخاری :جلد۲،کتاب الجنایز، باب" قول النبی (ص)یعذب ا لمیت ببعض بکاء ا ھلہ علیہ"حدیث ۱۲۲۴،باب "البکاء عند المریض"حدیث ۱۲۲۵۔مترجم:(صحیح بخاری ،جلد۲، کتاب المرضیٰ ، باب(۹)"عیادة

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

الصبیان" حدیث ۵۳۳۱. جلد ۶ ،کتاب الایمان و النذور، باب(۹)"قول الله تعالیٰ: واقسمو اباالله جهدا ایمانهم"(سوره انعام ،آیت ۱۰۹)حدیث ۶۲۷۹. کتاب التوحید، باب(۲)"قول الله تعالیٰ: قل ادعوا الله "(سورۂ اسراء ،آیت۱۱۰)حدیث ۶۹۴۲، باب(۲۵)"ما جاء فی قول الله : ان رحمة الله قریب من المحسنین"(سورۂ اعراف،آیت ۵۶) حدیث ۷۰۱۰. جلد ۳ ،کتاب المناقب، باب" علامات النبوة فی الاسلام "حدیث ۳۴۲۷، ۳۵۱۱.۵۹۲۸.۴۱۷۰.۳۰۴۸.)

[145] صحیح بخاری جلد ۲،کتاب الجنایز ،باب "البکاء عند المریض" حدیث۱۲۲۴.
صحیح مسلم جلد ۳،کتاب الجنایز ،باب" البکا ء علی ا لمیت" حدیث۹۲۳.۹۲۴.

[146] صحیح بخاری جلد۳،کتاب الخصومات، باب(۱)" اخراج اهل المعاصی والخصوم من البیوت بعد المعرفة"(اول باب ،حدیث نمبر نهیں هے).

[147] مسند احمد بن حنبل جلد ۱،مسند عبد الله ابن عباس ، ص۳۳۵.

[148] الطبقا ت؛ ابن سعد ج ۳ ، ، خنیس بن حذافة ص۲۹۹.

[149] مسند احمد بن حنبل جلد۲،مسند ابی هریرة ص۳۳۳.

[150] شرح نہج البلاغہ ابن ابی الحدید،جلد۱،خطبة شقشقیة ، (حتی مضی الاول لسبیلہ ، کے بعد)ص۱۸۱.

[151] وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُواْ مِنَ الصَّلاَةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُواْ إِنَّ الْكَافِرِينَ كَانُواْ لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِينًا (سوره نساء آیت ۱۰۱)

[152] صحیح مسلم جلد۲،کتاب صلوٰةالمسافرین، باب(۱)"صلوٰة المسافرین و قصرها"حدیث۶۸۷.

[153]صحیح بخاری: جلد۲،کتاب الصلوٰة ابواب التقصیر،باب(۲) "الصلوٰة بمنیٰ"حدیث ۱۰۳۲،باب (۱۱)حدیث۱۰۵۱. جلد۲،کتاب الحج، باب" الصلوٰة بمنی" حدیث۵۷۲.
صحیح مسلم جلد۲،کتاب صلوٰة المسافر ین، باب" قصرالصلوٰة بمنی"حدیث۶۹۴.۶۹۵.۶۹۶ ،(معہ متعد د اسنادوطرق) .

[154] صحیح بخاری: جلد۲،کتاب الصلوٰة ابواب التقصیر،باب(۲) "الصلوٰة بمنیٰ"حدیث ۱۰۳۲،باب (۱۱)حدیث۱۰۵۱. جلد۲،کتاب الحج، باب" الصلوٰة بمنی" حدیث۵۷۲.
صحیح مسلم جلد۲،کتاب صلوٰة المسافر ین، باب" قصرالصلوٰة بمنی"حدیث۶۹۴.۶۹۵.۶۹۶ ،(معہ متعد د اسنادوطرق) .

[155] تاریخ الطبری جلد ۳،" ذکر الخبر عن سبب عزل عثمان ..." حوادث ۲۹ھ ،ص ۳۲۲ .

[156] شرح نہج البلاغہ، جلد۱،صفحہ ۲۸،خطبة (۱)مصنفہ ابن ابی الحدید معتزلی.

[157] صحیح بخاری ،جلد۴،کتاب المناقب،باب(۲۵)" علامات النبوة فی الاسلام"حدیث ۳۴۰۹،۳۴۱۰.
جلد۹،کتاب ا لفتن، باب(۳)" قول النبی (ص):هلاک امتی علیٰ یدی اغیلمة سفهاء"ح ۷۰۵۸.

[158] صحیح بخاری ،جلد۴،کتاب المناقب،باب(۲۵)" علامات النبوة فی الاسلام"حدیث۳۶۱۰،۳۶۱۱.
صحیح مسلم جلد۳،کتاب الزکٰاة،باب(۴۸)"التحریض علیٰ قتل الخوارج"حدیث۱۰۶۶.
مترجم: (صحیح بخاری ج۴،کتاب الادب، باب(۹۵)" ماجاء فی قول ا لرجل !ویلک" ح۵۸۱۱.صحیح بخاری ج۴،کتاب التفسیر(فضائل القرآن)،باب(۳۶)" اثم من رأی بقرآنةالقرآن اوتاکل بہ اوفخر بہ " ح ۴۷۷۰،۴۷۷۱. ج ۶،کتاب استتابة المرتدین والمعاندین، با ب(۶)" قتل

[159] ا لخوارج والملحد ین بعد اقامةالحجةعلیهم" حدیث ۶۵۳۱،۶۵۳۲،۶۵۳۳،باب(۷) "من ترک قتال الخوارج للتأ لّف" حدیث۶۵۳۴،۶۵۳۵.
(۳)صحیح بخاری،ج۱،کتابالصلاةابواب المسجد، باب(۶۳)"التعاون فی بناء المسجد"ح۴۴۷.صحیح مسلم ج۸،کتاب الفتن ،باب(۱۸)" لاتقوم الساعة حتیٰ یمرالرجل بقبرالرجل"ح ۲۹۱۵،۲۹۱۶.
مترجم : صحیح بخاری جلد ۳،کتاب الجهاد، باب(۱۷) "مسحا لغبارعن الناس فی السبیل "حدیث ۲۶۵۷.

[160] اصحا ب شمال کا ذکر سوره واقعہ میں بھی ہوا ھے:

تر جمہ : اور بائیں هاتھ میں نامہ اعمال لینے وا لے هائے افسوس بائیں هاتھ والے کیامصیبت میں هیں دوزخ کی لو اور کھولتے ہوئے پانی اور سیاہ کالے دھوئیں کے سایہ میں ہوں گیجو نہ ٹھنڈا رهے اور نہ خوش آئند.سورۂ واقعہ،پ۲۷.

[161] صحیح بخاری جلد۴،کتاب الانبیاء،باب(۱۱) "واتخذالله ابراهیم خلیلا"(آیت۱۲۵) حدیث۳۱۷۱، باب "واذکر فی الکتاب مریم"(آیت ۱۶)حدیث۳۲۶۳ . جلد۶،کتاب التفسیر،تفسیرسورة مائدة ،باب" وکنت علیهم شهداء"(آیت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

١١٧)حدیث٤٣٤٩۔٤٣٥٠، تفسیرسورۂ الانبیاء(آیت١٠٤)حدیث٤٤٦٣ ۔ جلد ٨،کتاب الرقاق، باب" کیف الحشر" حدیث٦١٦١۔ صحیح مسلم جلد٨،کتاب الجنۃوصفۃ نعیمھا، باب(١٤)"فناء الدنیا وبیان الحشر" حدیث٢٨٦٠۔
[162] صحیح بخاری جلد٨،کتاب الرقاق،باب(٥٣)" فی الحوض"حدیث ٦٢٢٠۔ جلد٩،کتاب الفتن ،(١) "ماجاء فی قول اللہ : حدیث٦٦٤١۔
صحیح مسلم جلد٧،کتاب الفضایل، باب(٩)" اثبات حوض نبینا" حدیث٢٢٩٥،٢٢٩٤،٢٢٩٣وغیرھم۔
[163] صحیح بخاری جلد٨،کتاب الرقاق، باب(٥٣) "فی الحوض "حدیث٦٢١٥۔
[164] صحیح بخاری جلد٨،کتاب الرقاق باب(٥٣)" فی الحوض"حدیث٦٢١٤،٦٢١٣۔

روزمحشراھلِ بدعت کاحشر !!

١۔..."عن سھل بن سعد؛قال النبی(ص):((انی فَرَطُکم علی الحوض مَن مَرَّعَلَیَّ شَرِبَ ومن شرب لم یظمأ ابدا لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ اقوام اعرفھم ویعرفوننی ثم یُحال بنیي وبینھم))قال ابوحا زم: فسمعنی النعمان بن ابی عیاش: فقال:ھٰکذاسمعتَ من سھل؟ فقلت: نعم. فقال:اشھد علیٰ ابی سعیدالخدری لسمعتہ وھویزیدفیھا: فاقولُ:انھم منی؟فیقال: انک لا تدری ما احدثوا بعدک؟ فاقول سحقاً سحقاًلمن غیَّربعدی!! "

ابوحا زم سھل بن سعد سے نقل کرتے ھیں :
رسو ل(ص)خدانے فرمایا : میں تم سب سے پھلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا اور جو بھی اس دن (روز قیامت) میرے پاس آئے گاوہ آب حوض کوثر سے سیراب ھو گااور جو حوض کوثر سے سیراب ھو جائے گا ،پھر اس کو کبھی تشنگی نھیں محسوس ھو گی ۔
اور بالتحقیق ایک گروہ ایسا واردھو گا جنھیں میں بھی پھچانتا ھو ں گااور وہ بھی مجھے پھچانتے ہوں گے،اس کے بعد میرے اور ان کے درمیان جدائی کردی جائے گی(یعنی وہ رسول(ص)کے دیدار اورحوضِ کوثر کی سیرابی سے محروم ھو جائیں گے) ابو حا زم(ناقل حدیث)کھتے ھیں : جب نعمان بن عیاش نے اس حدیث کو مجھ سے سنا تو پوچھنے لگا: کیا تونے خود سھل ابن سعد سے اس حدیث کو سناھے ؟
نعمان کھتے ھیں : میں نے کھا :ھاں میں نے خود اس حدیث کو سن کر تجھ سے نقل کیا ھے،تو ابن عیاش اس وقت کھنے لگے : میں خدا کو شاھد قرار دے کر کھتا ہوں: میں نے خود اس حدیث کو ابوسعید خدری سے سنا ھے اور وہ اس حدیث کے آخر میں یہ جملہ بھی نقل کرتے تھے:"رسول (ص)اس وقت کھنے لگے:دور ہوجائیں رحمت خد ا سے،دور ہوجائیں رحمت خد ا سے وہ لوگ جنھوں نے میرے بعد دین اسلام میں تحریف وتبدیلی کی!!"[165]
اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم دونوں نے نقل کیا ھے، (لیکن مسلم نے متعدد طرق و اسناد کے ساتھ اور "لمن غیربعدی""کی جگہ"لمن بدل بعدی" نقل کیا ھے۔)قسطلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ھیں :
حدیث میں تغییر و تبدیلی سے مراد دین اورآئین اسلام کی تغییر وتبدیلی ھے کیونکہ رسول(ص) کی نفرین ، لعنت اورپھٹکار اسی کے لئے مناسب ھیجو دین خدا میں تبدیلی کرے اور مرتد ھو جائے ،لیکن معصیت اور تغییرِ عمل کرنے والوں کے لئے لعنت اورپھٹکا ر کا استعمال درست نھیں ھے، کیونکہ جو لوگ گنہ گار ہوں گے ،ان کو رسول خدا(ص) کی شفاعت کے ذریعہ خدا وند عالم کی رحمتِ واسعہ اور اس کا لطفِ عمیم شامل حال ہوگا ،لہٰذاحدیث میں جن لوگوں کی طرف اشارہ ھے ،وہ وھی افراد ہوسکتے ھیں جومرتدہوگئے ہوں،یھی لوگ رحمت پروردگار سے دورہوں گے ۔[166]
٢۔امام مسلم نقل کرتے ھیں :
ایک روز رسول خدا (ص)کا ایک قبرستان سے گزر ہوا توآپ نے اھل قبرستان کو سلام کیا" السلام علیکم دارقوم مؤمنین "اور فرمایا: انشاء اللہ میں بھی تم سے ملحق ہوں گا ،اس کے بعد فرمایا : میں چاھتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کو دیکھو ں ،اصحا ب نے عرض کیا: یا رسول(ص) اللہ! کیا ھم آپ کے بھائی نھیں ھیں ؟ فرمایا :نھیں تم میرے صحا بہ ہو، میرے بھائی ابھی تو پیدا بھی نھیں ہوئے ھیں ،اصحا ب نیکھا: یا رسول(ص) اللہ! وہ افراد جو ابھی پیدا بھی نھیں ہوئے آپ ان کو کیسے پھچانتے ھیں ؟رسول(ص) نے فرمایا: جو شخص سفید پیشانی کا ایک اونٹ رکھتا ہوکیا، وہ سیا ہ پیشانی والے اونٹوں کے

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

درمیان اپنے اُس اونٹ کو نہیں پہچان سکتا ؟!صحا بہ نے عرض کی: کیوں نہیں یا رسول(ص) اللہ! رسول (ص)نے فرمایا:میرے بھائی میدان محشر میں اس حا لت میں میرے پاس واردہوں گے کہ ان کی پیشانیاں وضوء کے اثر سے سفید اور نورانی ہوں گی اور ان سے پہلے میں حوض کوثر پر وارد ہوں گا ،پھر آپ نے فرمایا: آگاہ ہوجاوٴ کہ ایک گروہ میرے پاس سے حوض کوثر پر روک دیا جائے گا، جیسے کہ ایک گم شدہ اونٹ کودوسرے گلہ میں وارد ہونے نہیں دیتے ، میں ان کو آواز دوں گا، میرے پاس آجاوٴ،تو جواب دیا جائے گا: اے میرے رسول (ص)!تیرے بعد انھوں نے کیا کیا دین میں تغیرو تبدل کر دیا تھا تم نہیں جانتے؟!! میں ا س وقت کہوں گا: یہ رحمت خدا سے دور ہوں! رحمت خد ا سے دور ہوں!
((...الا لیذادن رجال عن حوضی کما یذادالبعیر الضال، انا دیھم الا ھلم فیقال: انھم قد بدلوا بعد ک، فاقول سحق ا سحقا))[167]
۳...”عن ام سلمة زوجةالنبی(ص)انھا قالت: کنت اسمع الناس یذکرون الحوض ولم اسمع ذالک من رسول(ص) اللّٰہ،... فقال رسول(ص)اللہ :انی لکم فَرَطٌ علی الحوض۔ فایا ی لایا ٔتِیَنَّ احد کم فیُذَبُّ عنی کما یُذَبُّ البعیرُ الضالُّ۔ فاقول: فیم ھذا؟ فیقال: انک لا تدری ماا حد ثوابعدک؟! فا قول: سُحْقاً!!“
زوجہٴرسول(ص)ام سلمہ سے منقول ھے:
میں نے حوض کوثر کے سلسلے میں لوگوں سے بھت کچھ سن رکھا تھا، مگر کبھی رسول خدا(ص)سے کچھ نہ سناتھا........، اتفا قاً ایک روز رسول خدا (ص)کو یہ فرماتے ہوئے سنا :اے لوگو ! میں تم سب سے پہلے حوض کوثر پر وارد ہوں گا، لہٰذا خبر دار !تم میں سے کوئی شخص ایسا ہوجو میرے پاس آئے تو وہ میرے پاس سے بحکم خدا دور کردیا جا ئے ،جس طرح گمشدہ اونٹ کو گلہ سے دور کردیتے ھیں اور پھر میں وھاں کہوں: آخر ان لوگوں کو میرے پاس سے کیوں دور کر دیا گیا ؟اور اس کیجواب میں مجھ سے کہا جائے: اے میرے رسول!(ص)تم نہیں جانتے انھوں نے تمھارے بعد کیا کیا بدعتیں اسلام میں بھر دیں تھیں ! اور پھر مجھے کہنا پڑے کہ تم رحمت خد ا سے دور ہوجا ؤ کیونکہ تم مستحق لعنت ھو !![168]

بعض صحا بہ کا اعترافِ حقیقت
یہ تھیں چند روایتیں جو بعد وفات پیغمبر(ص) مسلمانوں کے ایک گروہ کے مرتد ہونے پر صحیحین میں منقول ھیں ، ان روایا ت میں بعض کلمات ایسے ھیں ، جن سے پتہ چلتا ھے کہ یہ افراد دنیا میں رسول(ص) کے بھت زیا دہ قریب اور خاص تھے اور آنحضرت(ص)ان سے بیحد الفت ومحبت کرتے تھے،مثلاً کلمہٴ”اَصحا بِیْ،اُصَیْحا بِیْ ،مِنِّی“ وغیرہ سے ان معانی کااستفادہ ہوتا ھے ۔
چنانچہ جن اصحا ب کی طرف روایت میں ارتداد کی نسبت دی گئی ھے، اُن کا بعض روایتوں میں اشارہ بھی ملتا ھے اور بعض کتابوں میں اس راز سے پردہ اٹھا یا گیا ھے،حتیٰ کہ خود اپنی زبان سے اس بات کا اعتراف بھی کرتے ہوئے نظر آتے ھیں، بطورنمونہ ھم ذیل میں دو حدیثیں نقل کرتے ھیں جو صحیح بخاری میں مندرج ھیں :
۱۔ امام بخاری نے علاء بن مسیب اور اس نے اپنے باپ سے نقل کیا ھے:
جب میں نے براء بن عازب کو دیکھا تو اس کو جلیل القدر صحا بی ہونے کی مبارک باد پیش کی اور اس بات پر فخراور رشک کیا کہ اس نے درخت کے نیچے رسول(ص) کے ھاتھوں پر بیعت کی تھی اور برا ء کی اس بیعت اوررسول(ص)(ص)کے ساتھ اس کی قربت کواس کے لئے مایہٴافتخار و مباھات جانا، تو براء بن عازب میرا افتخاریہ جملہ سن کر کھنے لگا:اے بھتیجے یہ جو کچھ تونے کھا وہ یقیناًلائق ِصد افتخار ومباھات ھے،لیکن کیاکروں یہ ساری میری فضیلتیں رائیگانھیں ،کیونکہ تو نہیں جانتا ھم نے رسول(ص) کی وفات کے بعد کیاکیابدعتیں اسلام میں داخل کردیں !!
”فقال: یابن اخی انک لاتدری ما احدثنا بعدہ؟ !“[169]
۲۔ امام بخاری نے مسور بن مخرمہ سے روایت کی ھے :
جب عمر ابولؤ لؤ فیروزکے ھاتھوں زخمی ہوئے اوران کو اپنی موت کا یقین ہوگیا، تو وہ بھت زیادہ رونے پیٹنے لگے۔
ابن عباس نے تسلی وتشفی دیتے ہوئے فرمایا:
اگر یہ زخم تیری موت کا سبب بن جائے تو کوئی گھبرانے کی بات نہیں ،کیونکہ تیری زندگی مصاحبت رسول اسلام(ص)کی وجہ سے لائق صد افتخار ھے اوررسول اسلام(ص) بھی تجھ سے راضی تھے، ابوبکر بھی تم سے راضی تھے اور مسلمانوں کے ساتھ آپ نے ایسا برتاوٴکیا کہ بظاھر مسلمان بھی آپ کے کردار واخلاق کی وجہ سے راضی وخوش ھیں،تو پھر آپ اس قدر کیوں رو رھے ھیں ؟!! عمر نے جواباً کھا :
”اماماتراہ من جزعی فھو من اجلک واجل اصحا بک، واللّٰہ لوان لی طلاع الارض ذھباً لافتدیت بہ من عذاب اللّٰہ عز وجل قبل ان اراہ “۔ [170]

اے ابن عباس! جو کچھ تم نے کہا وہ اپنی جگہ واقعاً صحیح ودرست ھے ،مگر جس وجہ سے تم مجھے حیران و پریشان دیکھ رھے ہو، وہ تمھاری او رتمھارے خاندان کی وجہ سے ھے،قسم بخدا میں آرزو کرتا ہوں کہ یہ سارا کرۂ ارض سونا بن جاتا اور میں وہ سب راہ خدا میں سخاوت کر دیتا، قبل اس کے کہ عذاب خدا میرے اوپر نازل ہوتا!!
والحمد للّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ علی محمد واھل بیتہ الذین بھم تمت الکلمۃ وعظمت النعمۃ، اللّٰھم احشرنا فی زمرۃ المتمسکین بھم واللّائذین بفنائھم۔ (آمین رب العالمین)

مؤلف :۔ محمد صادق نجمی:۴جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ، بروز سہ شنبہ سہ پھر
مترجم: ۔ محمد منیر خان ابن شہزاد علی خان مرحوم
۱۵مارچ ۱۹۹۷ء ،گرام و پو سٹ بڑھیاّ ،ضلع کھیری لکھیم پور ، یوپی ،ھندوستان،مقیم حال قم ۔ایران۔

کتاب ہذا کے منابعِ تحقیق کی فھرست

ایک یاد دھانی

کتاب ھٰذا میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی جن نسخوں سے حوالے پیش کئے گئے ھیں ان کے سلسلہ میں ایک اھم وضاحت:
۱۔ صحیح بخاری کا پھلا ایڈیشن : اس کو بولاق پریس مصر سے سلطان عبد الحمید ثانی کے حکم سے ۱۳۱۲ھ میں مصر کے ۱۶ جیّد علماء کی نگرانی میں چھاپاگیا اور اس نسخہ کے شائع ہونے کے بعد مصر کے سات علماء اور قاضیوننے اس کی تصحیح فرمائی ۔
دوسرا ایڈیشن: یہ۱۲۷۲ھ میں ھندوستان سے شائع ہوا ،یہ بہت ھی صحیحا ور قابل اعتماد نسخہ مانا جاتا ھے،اس کی بڑی توجہ کے ساتھ غلط گیری کی گئی ھے اور اس ایڈیشن کی اھمیت کا لحا ظ رکھتے ہوئے اس کے آخر میں ۲۸ صفحا ت پر مشتمل غلط نامہ ملحق ھے، حا لانکہ اس زمانہ کی کتابوں کے آخر میں غلط نامہ وغیرہ تحریر کرنا مرسوم نہیں تھا ،یہ چیز تو آجکل رواج پائی ھے ۔
تیسرا ایڈیشن :یہ ایڈیشن شعب پریس مصر، سے شائع ہوا ، افسو س کہ اس میں تاریخ اشاعت درج نہیں ھے۔
۲۔ صحیح مسلم کاپھلا ایڈیشن: یہ ایڈیشن ۱۳۳۴ھ میں مصر سے شائع ہوا، یہ دو جلدوں پرمشتمل ھے اور علامہ محمد شکری نے اس پر نوٹ لگایا ھے۔
دوسراایڈیشن: یہ ایڈیشن محمد فو ٔاد عبد ا لباقی کی تحقیق اور شرح نووی کے حا شیہ کے ساتھ ۱۳۷۴ھ میں شائع ہوا، جو پانچ جلدوں پر مشتمل ھے۔

مترجم
اس کتاب میں قرآنی آیات کا ترجمہ ؛مفسر ومترجم قرآن مجید، حا فظ فرمان علی صاحب کے ترجمۂ قرآن سے اور خطبات نہج البلاغہ کا ترجمہ ؛ مفتی جعفر حسین صاحب طاب ثراہ کے ترجمہ ٔ نہج البلاغہ سے اخذ کیا گیا ھے، نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم کیجن جدید نسخوں کی تحقیق کرکے اس ترجمہ میں ابواب و احادیث نمبراور حوالے نقل کرنے میں استفادہ کیا گیا ھے ان کے مشخصات یہ ھیں :
۳۔ صحیحا لبخاری : تحقیق ، تصحیح وتعلیق ڈاکٹر مصطفی دیب البغاء، مدرس جامع از ھر مصر۔
مجلدات : ۶ ،ناشر: دار ابن کثیر، دمشق،شام ، بیروت لبنان۔ ایڈیشن : ۱۹۸۷ء ، ۱۴۰ھ
۴۔ صحیح مسلم : مجلدات : ۴،پھلا ایڈیشن :۱۹۵۶ء ،مطابق، ۱۳۷۵ھ،ناشر: دار احیاء التراث العربی، بیروت ،لبنان ۔ ۱۲

منابع تحقیق کی دیگر فھرست
۵۔ الام
مؤلف: محمد بن ادریس امام شافعی، ۲۰۴ھمجلد ۸،دوسرا ایڈیشن ،۱۹۸۳ ء ، ۱۴۰۳ ھ ،ناشر : دار الفکر ، بیروت، لبنان ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

۶۔ ا بو ھریرۃ
مؤلف: مرحوم علامہ فیں سیدشرف الدین ، ۱۳۷۷ھمجلد : ۱ ،ناشر : انتشارات انصاریان، قم ، مطبوعہ بھمن ۔
۷۔ الاتقا ن فی علوم القرآن
مؤلف: جلال الدین عبد الرحمن سیوطی شافعی، ۹۱۰ھتحقیق : محمد ابو الفضل ابراھیم ۔مجلدات : ۲،سن اشاعت : ۱۳۸۰ ھ ش۔ مطبع نو ر ، ناشر : فخر ، قم ایران ۔
۸۔ ادب ا لمفرد
مؤلف : محمد بن اسمٰعیل بخاری ،۲۵۶ھتحقیق : محمد فوأد عبد الباقی ۔مجلد : ۱، سن اشاعت : ۸۴۱۹ ھ ، ۱۴۰۶ھ، پھلا ایڈیشن ،ناشر : مؤسسة الکتب الثقافیة، بیروت، لبنان ۔
۹۔ الاجتہاد
مؤلف: ڈاکٹر موسی توانا افغانی(دور حا ضر کے عالم اھل سنت)۔ مجلد ۱، مطبوعہ: قاھرہ ، مصر ۔
۱۰۔ اجوبۃمسائل جاراللّٰہ
مؤلف: علامہ فیں سعیدشرف الدین،۱۳۷۷ھمجلد :۱، سن اشاعت : ۱۳۷۳ ھ ، ۱۹۵۳ ء ، دوسرا ایڈیشن،مطبوعہ : العرفان ، صیدا ،بیروت ۔
۱۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام (المعروف بہ الاحکام آمدی)
مؤلف : سیف الدین ابی الحسن علی ابن ابی علی ابن محمد آمدی ، ۶۳۱ھ ۔مجلدات : ۲ ، ناشر : دار الکتب العلمیہ، بیروت ، لبنان ۔
۱۲۔ احقاق الحق
مؤلف : شھید ثالث ،قاضی نوراللہ شوستری ھندی ، متوفی ، ۱۰۱۹ ھتحقیق و حا شیہ: آقای نجفی مر عشی ، ۱۰۱۹ھ۔
۱۳۔ ارشاد الساری،شرح صحیحا لبخاری
مؤلف: شھاب الدین احمد ابن حجر قسطلانی، ۸۵۵ھمجلدات : ۱۵ ،سن اشاعت : ۱۴۲۱ ھ ۔ ۲۰۰۰ ء ۔ ناشر : دار الفکر ، بیروت ۔
۱۴۔ الاستیعاب فی اسماء الاصحا ب (یہ اصابہ کے حا شیہ پر شائع ہوئی ھے)
مؤلف: الحا فظ ا بن عبدالبر النمیری اندلسی، ۴۶۳ھمجلدات : ۴ ،سن اشاعت : ۱۲۲۸ ھ، پھلا ایڈیشن۔ ناشر : مکتبة التجاریة کبری، قاھرہ ،مصر۔
۱۵۔ استقصاء الافحا م
۱۶۔ ا سد الغابہ فی معرفة الصحا بہ
مؤلف: ابن اثیرعز الدین ابوالحسن محمد بن محمد، ۶۳۰ ھمجلدات : ۵ ،ناشر : انتشارات اسماعیلیان ، طھران
۱۷۔ الاصابة فی تمییز الصحا بة
مؤلف: ابن حجر احمد بن علی العسقلانی، ۸۵۲ھتحقیق : عادل احمد عبد الموجود ۔مجلدات : ۸ ،سن اشاعت : ۱۴۱۵ ھ ، ناشر : دار الکتب العلمیہ ، بیروت، لبنان ۔
۱۸۔ اضواء علی السنة المحمدیة
مؤلف: شیخ محمود ابور یہ ،مصری، ۱۹۷۰ ء ۔مجلد۱، پانچواں ایڈیشن،مطبوعہ : دار الکتاب الاسلامی ۔
۱۹۔ اعیان الشیعہ
مؤلف: محسن امین ۔ سن اشاعت: ۱۳۵۴ھ ، ۱۹۳۵ء ،مطبوعہ : ابن زیدون، دمشق ۔
۲۰۔ الاغانی
مؤلف: ابو الفرج علی بن الحسین الاصفھانی ا لبغدادی، ۳۵۶ھ ۔مجلدات : ۲۱،سن اشاعت: ۱۹۵۵ ء ۔ ناشر : دارالفکر ، بیروت ۔
۲۱۔ ا لغد یر
مؤلف: علامہ فیں شیخ عبد الحسین امینی (رہ) متوفی ۱۳۹۲ ھ ۔مجلدات :۱۲ ،سن اشاعت : ۱۳۷۹ ھ ۔ مطبوعہ : دار الکتاب العربی ،بیروت ۔
۲۲۔ اقرب الموارد فی فصحا لعربیہ والشوارد
مؤلف : سعید الخوری شرتونی لبنانی عفی عنہ ۔مجلدات : ۳ ،سن اشاعت : ۱۴۰۳ ھ ۔ ناشر : مکتبہ آیة ا...مرعشی (رہ)،قم ایران ۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

۲۳۔ الامامة وا لسیاسہ(ا لمعروف بہ تاریخ الخلفاء)
مؤلف: عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری، ۲۷۶ھتحقیق : علی شیری ۔ مجلدات : ۴،سن اشاعت : ۱۴۱۳ ھ ، مطبع : امیر قم ، ناشر : انتشارات شریف رضی ، قم ،ایران۔
۲۴۔ الامام المالک
مؤلف: ابوزھرہ (دورحا ضر کے عالم اھل سنت)۔متوفی ۱۹۵۲ء ۔مجلد۱۔ سن اشاعت: ۱۳۶۷ھ، ناشر: دار الفکر العربی،۱۳۶۷ھ،مصر۔
۲۵۔ الامام الشافعی
مؤلف: محمد ابوزھرہ (دورحا ضر کے عالم اھل سنت)۔متوفی ۱۹۵۲ء ۔مجلد۱۔ سن اشاعت: ۱۳۶۷ھ، ناشر: دار الفکر العربی،۱۳۶۷ھ،مصر۔
۲۶۔ انجیل متی
۲۷۔ انجیل یوحنا
۲۸۔ انجیل لوقا
۲۹۔ ا نساب الاشراف
مؤلف: احمد بن یحی بن جابر البلاذری (متوفی تیسری صدی ہجری)۔ تحقیق : محمد باقر محمودی ۔مجلدات : ۱ ،سن اشاعت : ۱۳۹۴ ھ، پھلا ایڈیشن، ناشر: مؤسسہ اعلمی، بیروت ۔
۳۰۔ النص والاجتھاد
مؤلف: علامہ فیں سعید شرف الدین،۱۳۷۷ھ ۔تحقیق : ابو مجتبی ۔ مجلدات : ۱، سن اشاعت : ۱۴۰۴ ھ، پھلا ایڈیشن ، ۔ ناشر ابو مجتبی۔ مطبع :سید الشھداء ۔، قم ،ایران ۔
۳۱۔ اوا ئل المقالات
مؤلف: محمد بن محمد بن نعمان ابن المعلم(المعروف بہ شیخ مفید) ۴۱۳ھتحقیق : ابراھیم انصاری ۔ زنجانی خوئینی ۔ سن اشاعت : ۱۴۱۴ ھ، ۱۹۹۳ ء ۔ مجلد ۱ ، ناشر : دار المفید، بیروت ،لبنان ۔
(ب)
۳۲۔ بحا رالانوار لدر راخبار الائمة الاطھار (علیھم السلام)
مؤلف : علامہ محمد باقر مجلسی، ۱۱۱۱ھمجلدات: ۱۱۰،سن اشاعت : ۱۴۰۳ ھ ، ۱۹۸۳ء،دوسرا ایڈشن۔مطبوعہ : مؤسسة الوفاء ،بیروت، لبنان ۔
۳۳۔ ا لبدا یة وا لنھایة
مؤلف: ابن کثیر اسماعیل بن عمر دمشقی شافعی، ۷۷۴ھتحقیق : علی شیری ۔ مجلدات : ۱۴ ، سن اشاعت : ۱۴۰۸ ھ ،دوسرا ایڈیشن ۔ناشر : دار احیاء التراث العربی ، بیروت، لبنان ۔
۳۴۔ بدایة المجتھد و نھایة المقتصد
مؤلف: ابن رشدابوالولید محمد بن احمداندلسی مالکی، ۵۹۵ھتحقیق : خالد العطار ۔مجلدات :۲، سن اشاعت : ۱۴۱۵ ھ ، ناشر : دار الفکر، بیروت، لبنان ۔
۳۵۔ بلاغات النساء
مؤلف: ابوالفضل احمد بن ابی طاھر معروف بہ ابن طیفور ، ۳۸۰ ھمجلدات : ۱،ناشر : بصیرتی ، قم، ایران ۔
۳۶۔ بیان درعلوم ومسائل کلی قرآن
مترجم : محمد صادق نجمی مد ظلہ۔ مجلد ۱ ، مطبوعہ : قم، ایران ۔
(ت)
۳۷۔ تأسیس الشیعہ لعلوم الاسلامی
مؤلف: حسن صدر متوفی، ۱۹۳۵ء ۔ مجلد : ۲۔ ناشر: مرکز نشر عراقی، نجف۔
۳۸۔ تا ر یخ الخلفا
مؤلف:حا فظ جلال الدین عبد الرحمان ابن ابی بکر سیوطی شافعی، ۹۱۰ھ ۔تحقیق : محمد محی الدین عبد الحمید۔مجلدات : ۱ ،سن اشاعت : ۱۳۷۱ ھ ۔ ۱۹۵۲ ء پھلا ایڈیشن ۔ ناشر : مطبعة السعادة ، مصر ۔
۳۹۔ تاریخ ا بن خلکان
مؤلف :احمد بن محمد ابن خلکان شافعی ۶۸۱ھ

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

۴۰۔ تاریخ الخمیس فی احوال ا نفس نفیس
مؤلف: حسین بن محمد بن حسن دیار بکری مالکی قاضی مکہ، ۹۸۲ھمجلدات : ۲،ناشر: مؤسسة الشعبان ، بیروت، لبنان ۔
۴۱۔ تاریخ الیعقوبی
مؤلف: احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وھب ابن واضح(المعروف بہ یعقوبی) ، ۲۸۴ھمجلدات : ۲، ناشر : دار صادر، بیروت ۔
۴۲۔ تاریخ بغداد
مؤلف: خطیب بغدادی ، ۴۶۳ ھ ۔تحقیق : مصطفی عبد القادر ۔ مجلدات : ۸ ،سن اشاعت : ۱۸۷۹ ء ناشر : مؤسسۂ اعلمی، بیروت ۔
۴۳۔ تاریخ الطبری(تاریخ الامم والملوک
مؤلف: ابو جعفرمحمد بن جریر طبری ، ۳۱۰ھتحقیق : نخبة من العلماء والاجلاء ۔مجلدات : ۸ ،سن اشاعت : ۱۸۷۹ ء ناشر : مؤسسۂ اعلمی، بیروت ۔
۴۴۔ تدریب الراوی شرح تقریب النواوی
مؤلف:حا فظ جلال الدین عبد الرحمان ابن ابی بکر سیوطی شافعی، ۹۱۰ھ ۔تحقیق : محمد محی الدین عبد الحمید۔تحقیق : عبد الوھاب اللطیف ۔مجلد : ۱، کل صفحا ت : ۳۵۷، سن اشاعت : ۱۳۸۵ ھ ، ۱۹۶۶ ء ، دوسرا ایڈیشن ، ناشر : دار الکتب الحدیثہ ، مصر ۔
۴۵۔ تذکرۃالحفاظ
مؤلف: ابو عبد اللہ شمس الدین محمدبن احمد ذھبی دمشقی شافعی، ۷۴۸ھ ۔مجلدات : ۴ ،ناشر : مکتبة الحرم المکی (بتوسط وزارت معارف الحکومة العالية الھندية) مکہ ۔
۴۶۔ ترجمہ ٔتاریخ اعثم کوفی
مؤلف : ابو محمدبن اعثم کوفی۔مطبوعہ ایران (زیراکس وزارت اوقاف جمہوریۂ عر اق)۔
۴۷۔ تزیین الممالک فی مناقب الامام المالک
مؤلف: حا فظ جلال الدین عبد الرحمان ابن ابی بکر سیوطی شافعی، ۹۱۰ھ ۔
۴۸۔ تطھیر الجنان
مؤلف: شھاب الدین احمدبن محمدبن علی ابن حجر الھیثمی المکی، ۹۷۳ھ
۴۹۔ تفسیرابن کثیر
مؤلف : ابن کثیر دمشقی ، ۷۷۴ھ مجلدات : ۴ ،سن اشاعت : ۱۴۱۲ ھ ، مطبوعہ : دار المعرفة ، بیروت ۔
۵۰۔ تفسیراحکام القرآن
مؤلف : ابو بکر احمد بن علی رازی ، جصاص ،بغدادی حنفی، ۳۷۰ھمجلدات : ۳، سن اشاعت : ۱۴۱۵ ھ ، پہلا ایڈیشن ، مطبوعہ : دار العلمیہ بیروت، لبنان ۔
۵۱۔ تفسیر برھان (البر ھان فی تفسیرالقرآن)
مؤلف: سیدھاشم حسینی بحرانی، ۱۱۰ھتحقیق : قسم الدراسات الاسلامیہ ، مؤسسة البعثة ۔مجلدات : ۱۰، سن اشاعت: ۱۴۱۹ ھ ، ۱۹۹۹ ء ، پہلا ایڈیشن ، ناشر : مؤسسة البعثة ، بیروت ، لبنان ۔
۵۲۔ تفسیربغوی(معالم التنزیل فی التفسیر والتاویل)
مؤلف:حسن بن مسعود الفراء البغوی الشافعی ، ۵۱۰ھمجلدات۵،سن اشاعت : ۱۹۸۵ ھ، ناشر : دار الفکر ، بیروت ، لبنان ۔
۵۳۔ تفسیر تبیان(التبیان فی تفسیر القرآن)
مؤلف: شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی، ۴۶۰ھتحقیق : احمد حبیب ، قیصر عاملی۔مجلدات : ۱۰، سن اشاعت : ۱۴۰۹ ھ ، ناشر : مکتب الاعلام الاسلامی ۔
۵۴۔ تفسیر الخازن (المسمی لباب التاویل فی معانی التنزیل)
مؤلف : علاء الدین علی بن محمد بغدادی مشہور بہ خازن، ۷۴۱ھناشر: مکتبۂ تجاریہ کبری ،قاھرہ، مصر ۔
۵۵۔ تفسیر الدر المنثور (بھامشہ القرآن المجید مع تفسیرا بن عباس
مؤلف : جلال الدین عبد الرحمان سیوطی، ۹۱۰ ھ،مجلدات : ۶،سن اشاعت: ۱۳۶۵ ھ ،پہلا ایڈیشن ، مطبوعہ : الفتح جدہ ، ناشر : دار الفکر،بیروت۔
۵۶۔ تفسیر روحا لمعانی فی تفسیر قرآن العظیم والسبع المثانی

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مؤلف:محمودبن عبد اللہ بغدادی آلوسی شافعی، ۱۲۷۰ھمجلدات : ۱۵ ، سن اشاعت : ۱۴۰۵ ھ ، ۱۹۸۵ ھ ، ناشر : دار احیاء التراث العربی ، بیروت ،لبنان ۔
۵۷۔ تفسیر الطبری(الجامع البیان عن تاویل آیالقرآن)
مؤلف :ابو جعفر محمد بن جریرطبری ،۳۱۰ھ ۔تحقیق : صدقی جمیل العطار ۔مجلدات : ۳۰جزء،سن اشاعت : ۱۴۱۵ ھ ، ناشر : دار الفکر ، بیروت ،لبنان ۔
۵۸۔ تفسیر قرطبی(الجامع لاحکام القرآن)
مؤلف :ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری (یحیی بن سعدون اندلسی) قرطبی، ۵۶۷ھمجلدات : ۲۰،سن اشاعت : ۱۴۰۵ ھ ، مطبوعہ : دار احیاء التراث العربی ، بیروت لبنان ۔
۵۹۔ ا لتفسیرالکبیر
مؤلف : محمد بن عمر امام فخر الدین رازی شافعی ، ۶۰۶ھمجلدات : ۱۷،سن اشاعت : ۱۴۱۱ ھ ، ۱۹۹۰ء،پہلا ایڈیشن۔
۶۰۔ تفسیرالکشاف
مؤلف: جار اللہ محمود بن عمر زمخشری، ۵۳۸ھمجلدات : ۴، سن اشاعت : ۱۴۱۴ ھ ، ناشر : مکتب الاعلام الاسلامی ۔
۶۱۔ تفسیر مجمع البیان
مؤلف:ابی علی الفضل بن حق الطبرسی (امین الاسلام)، ۵۴۸ھ ۔تحقیق : لجنۃ من العلماء والمحققین۔مجلدات ۱۰،سن اشاعت : ۱۴۱۵ھ ، پہلا ایڈیشن ،ناشر : مؤسسۃالاعلمی مطبوعات ،بیروت ۔
۶۲۔ تفسیر مح ا سن التاویل (المشہوربہ تفسیرالقاسمی)
مؤلف: محمد جمال الدین قاسمی،متوفی، ۱۳۳۲ھمجلدات:۱۷،سن اشاعت: ۱۳۹۸ھ، ۱۹۷۸ء،ناشر: دارالفکر،بیروت ،لبنان۔
۶۳۔ تفسیر المراغی
مؤلف: احمد مصطفی المراغی ۔مجلدات : ۱۰ ،(۳۰جزء) سن اشاعت : ۱۹۸۵ھ، ناشر : دار احیاء التراث العربی ، بیروت ، لبنان ۔
۶۴۔ تفسیرالمنار
شیخ محمدعبدہ مصری ۱۳۲۳ھ، وترتیب کردہ : رشید رضا مصری ۔مجلدات : ۱۲،دوسرا ایڈشن ، دارالمعرفۃ، بیروت، لبنان ۔
۶۵۔ تفسیرالمیزان
مؤلف : علامہ محمد حسین طباطبائی(متوفی ۱۴۰۲ ھ)۔مجلدات : ۱۰،ناشر : جامعۃ المدرسین ، حوزہٴ علمیہ ، قم ایران
۶۶۔ تفسیرنورالثقلین
مؤلف:المحدث النحریر الشیخ عبد علی بن جمعۃ العروسی الحویزی، ۱۱۱۲ھتحقیق : ہاشم رسول محلاتی ۔مجلدات : ۵۔ سن اشاعت : ۱۴۱۲ ھ ،چوتھا ایڈیشن ،اشر : مؤسسۂ اسماعیلیان ، قم ایران ۔
۶۷۔ التقریب
مؤلف: فاضل نووی دمشقی ،۶۷۶ ھمجلد۱ ،سن اشاعت : ۱۹۸۷ ء پہلا ایڈیشن، ناشر : دار الکتب العلمیہ ، بیروت ۔
۶۸۔ تہذ یب التہذ یب
مؤلف: شہاب الدین احمدبن علی ابن حجر عسقلانی ، ۸۵۲ ھ ۔ مجلدات : ۱۲، سن اشاعت : ۱۴۰۴ ھ ، پہلا ایڈیشن ۔ناشر : دار الفکر، بیروت، لبنان ۔
۶۹۔ تہذیب الاسماء واللغات
مؤلف: فاضل نووی متوفی، ۶۷۶ ھ ۔مجلدات : ۱، کل صفحا ت : ۲۰۲، ناشر : ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ ، مصر ۔
۷۰۔ توریت
....

(ج)
۷۱۔ جامع بیان العلم وفضلہ
مؤلف: الحا فظ ابن عبدالبر اندلسی، ۴۶۳ھ،مجلدات : ۲، سن اشاعت : ۱۹۶۸ ء، دوسرا ایڈیشن، ناشر : مکتبہٴ سلفیہ ، مکہ۔
۷۲۔ جامع احادیث الشیعۃ
مؤلف: آقا حسین طباطبائی بروجردی ۔مجلدات : ۳۱،سن اشاعت : ۱۴۱۷ ھ ، مطبع مہر ، قم ، ایران ۔
....

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

(د)
۷۳۔ در ا سات فی الکافی والصحیحا لبخاری
مؤلف : ہاشم معروف ا لحسینی(دور حا ضر کے مشہور مؤلف)۔ مجلد ۱، سن اشاعت : ۱۳۸۸ ھ ، ۱۹۶۸ ء ، پہلا ایڈیشن ،مطبع : صور الحدیثۃ ، لبنان الجنوبی ۔
۷۴۔ در ثمین فی مبشرات نبی الامین
۷۵۔ دائرۃ المعارف القرن العشرین
مؤلف: محمد فرید وجدی ۔مجلدات : ۱۰، سن اشاعت : ۱۹۷۱ ء ۔ تیسرا ایڈیشن ۔ ناشر : دار المعارف ۔ بیروت، لبنان ۔
۷۶۔ ذخائرا لعقبی فی مناقب ذوی القربی۔
مؤلف :احمدبن عبداللہ(المعروف بہ) محب الدین طبری، ۶۹۴ ھمجلد : ۱، سن اشاعت : ۱۳۵۶ ھ ،مطبوعہ : مکتبۃ القدسی ، لحسام الدین ، قاھرہ ،مصر ۔
۷۷۔ الذریعۃ الی تصانیف الشیعۃ
مؤلف: علامہ شیخ ، آقا بزرگ الطھرانی، ۱۳۸۹ ھ ۔مجلدات : ۱۶ ،سن اشاعت : ۱۴۰۳ ھ، تیسرا ایڈیشن ، ناشر : دار الاضواء ، بیروت ،لبنان ۔
۷۸۔ ربیع الابرارو نصوص الاخبار(زیراکس رسالۂ دیوان والاوقاف احیاء التراث العربی ، عراق)
مؤلف: جار اللہ زمخشری، ۵۳۸ھتحقیق : ڈاکٹر سلیم نعیمی ۔مجلدات: ۵،ناشر : انتشارات شریف رضی ، قم ایران ۔
۷۹۔ رجال نجاشی
مؤلف : شیخ ابو العباس ، احمد بن علی ، النجاشی الاسدی الکوفی متوفی، ۴۵۰ ھ ،تحقیق : موسوی شبیری زنجانی ۔ مجلد ۱ ،پانچواں ایڈیشن ، ناشر : مؤسسۂ نشر الاسلامی ،التابعہ لجامعۃ المدرسین، قم ،ایران ۔
۸۰۔ روضۃ ا لکافی(الکافی)
مؤلف:ثقۃالاسلام شیخابو جعفر محمد بن یعقوب بن اسحا ق کلینی رازی ، ۳۲۹ ھ تحقیق : علی اکبر غفاری ۔مجلدات:۸، سن اشاعت : ۱۳۸۸ ھش، تیسرا ایڈیشن ،مطبع : حیدری ۔ ناشر : دار الکتب الاسلامیہ، آخوندی ، طھران ۔
۸۱۔ الر یا ض النضرۃ فی مناقب العشرۃ
مؤلف :احمدبن عبداللہ(المعروف بہ) محب الدین طبری، ۶۹۴ ھتحقیق : عیسی عبد اللہ محمد مانع الحمیری۔مجلدات : ۲ ،سن اشاعت : ۱۹۹۶ ء ، پہلا ایڈیشن ، ناشر : دار الغرب الاسلامی،بیروت۔
۸۲۔ ریح ا نۃالادب فی تراجم المعروفین بالکنیۃ واللقب
مؤلف: استادو متتبع فیں مدرس تبریزی،۱۳۷۳ ھمجلدات : ۶،شفق پریس ، تبریز ، ایران ۔
....

(س)
۸۳ سرالعالمَین و کشف ما فی الدارَین
مؤلف: ابو حا مد محمد بن محمد بن محمد امام غزالی متوفی، ۵۰۵ ھمجلد :۱، سن اشاعت : ۱۹۶۵ء،دوسرا ایڈیشن،مطبوعہ : نعمان پریس ،النجف الاشرف، عراق۔
۸۴۔ السنۃ قبل التدوین
مؤلف: ڈاکٹر محمد عجاج الخطیب ۔مجلدات : ۱، پانچواں ایڈیشن،ناشر : دار الفکر، بیروت، لبنان ، ۔
۸۵۔ سنن ا بن ماجہ
مؤلف :محمدبن یزید بن ما جہ قزوینی ، ۳ ۲۷ ھتحقیق : محمد فوأد عبدالباقی ۔ مجلدات ۲، ناشر : دار الفکر ،بیروت ، لبنان ۔
۸۶۔ سنن ا بی داؤد
مؤلف:سلیمان بن اشعث ابی داؤدسجستانی ،۲۷۵ھتحقیق : سعید محمد لحا م ۔مجلدات : ۲،سن اشاعت : ۱۹۹۰ء، ۱۴۱ ھ،پہلا ایڈیشن ،مطبوعہ: دار الفکر ،بیروت ۔
۸۷۔ سنن الترمذ ی
مؤلف :محمدبن عیسی ترمذی ، ۲۷۹ ھتحقیق : عبد الو ھاب عبد اللطیف ۔ مجلدات: ۵،سن اشاعت: ۱۴۰۳ ۔مطبوعہ: دار الفکر، بیروت

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

۸۸۔ سنن دارمی
مؤلف : ابو محمدعبداللہ بن بہرام دارمی، ۲۵۵ ھمجلدات : ۲ ، مطبوعہ :مطبعة الاعتدال ،دمشق، شام ۔
۸۹۔ سنن نسائی
مؤلف: احمدبن شعیب نسائی ، ۲۷۹ ھمجلدات :۸،سن اشاعت : ۱۹۳۰ ء، ۱۳۴۸ ھ ، مطبوعہ : دار الفکر، بیروت ، لبنان ۔
۹۰۔ السیرة النبویة
مؤلف:ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب الحمیری ، ۲۱۸ ھتحقیق : محمد محی الدین ، عبد المجید ۔ مجلدات: ۴،سن اشاعت :۱۳۸۳ ھ ۔ ناشر : مکتبۂ محمد علی صبیح و اولادہ ۔
۹۱۔ السیرة الحلبیة
مؤلف: علی بن برہان الدین الحلبی الشافعی۔ محشی : احمد زینی دحلان ۔مجلدات : ۴،ناشر : مکتبہٗ اسلامی، بیروت ۔
....

(ش)
۹۲۔ ا لشافی فی الامامة
مؤلف: ذو المجد ین ابوالقاسم علی بن الحسین سید مرتضی علم الھدی ، ۴۳۶ھمجلدات : ۴،سن اشاعت : ۱۴۱۰ ھ، دوسرا ایڈیشن ، ناشر : مؤسسۂ اسماعیلیان ،قم۔
۹۳۔ شرحا لسنة
مؤلف: حسین بن مسعود شافعی بغوی،۵۱۶ ھمجلدات:۸، سن اشاعت:۱۴۱۴ھ، ۱۹۹۴ءناشر: دار الفکر،بیروت ،لبنان۔
۹۴۔ شرح تجرید قوشچی
مؤلف: مو لاعلاء الدین علی بن محمدقوشچی، ۸۷۹ھمجلد ۱،سال اشاعت: ۱۲۸۵ ھ ۔
۹۵۔ شرح مشکاة شریف
مؤلف: نور الدین ہروی ۔
۹۶۔ شر ح صحیح مسلم
مؤلف : یحیی بن شرف الدین(المعروف بہ فاضل نووی)، ۶۷۶ ھ،مجلدات:۱۸، سن اشاعت : ۱۴۰۷ھ ، ۱۹۸۷ ء ۔ دوسرا ایڈیشن ۔ مطبوعہ : دار الکتاب العربی ، بیروت، لبنان ۔
۹۷۔ شر ح نہج ا لبلاغہ
مؤلف: عز الدین عبدالحمیدمعروف بہ ابن ابی الحدید معتزلی، ۵۸۶ھ ۔تحقیق : محمد ابو الفضل ابراہیم۔مجلدات : ۲۰ ، سن اشاعت :۱۳۷۸ ھ ، ۱۹۵۹ ء ،ناشر : دار احیاء الکتب العربیة ، بیروت ۔
۹۸۔ شیخ المضیرة
مؤلف: شیخ محمود ابوریہ ، مصری، ۱۹۷۰ ء ۔مجلد : ۱ ، مطبوعہ : دار المعارف ، بیروت ،لبنان، تیسرا ایڈیشن ۔
....

(ص)
۹۹۔ الصدیق ابوبکر
مؤلف : محمد حسین ہیکل ،ناشر : دار المعارف مصر ، چھٹا ایڈیشن
۱۰۰۔ الصواعق المحرقة علی اہل الرفض والضلال الزند قة
مؤلف: شہاب الدین احمد بن محمد بن علی ابن حجر الہیثمی المکی، ۹۷۳ھتحقیق : عبد الرحمن بن عبداللہ الترکی و کامل محمد الخراط ۔مجلدات : ۴ ،سن اشاعت : ۱۹۹۷ ء، پہلا ایڈیشن ۔
....

(ض)
۱۰۱۔ ضحی الاسلام
مؤلف : احمد امین متوفی، ۱۹۵۴ء ۔مجلدات : ۴، سن اشاعت : ۱۳۵۷ھ، ۱۹۳۸ء، ناشر: لجنة التالیف والترجمة والنشر،قاہرہ ،مصر۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

....

(ط)
۱۰۲۔ طبقات ا بن سعد(الطبقات الکبری)
مؤلف: ابن سعد محمد بصری کاتب واقدی، ۲۳۰ھ۔مجلدات : ۸ ، ناشر : دار صادر ،بیروت، لبنان ۔
۱۰۳۔ الطبقات شعرا نی(الطبقات الکبری)
مؤلف: عبد الوھاب بن احمد بن علی انصاری شافعی مصری ۔ناشر : دار العلم للجمیع ،سعودیہ ۔
....

(ع)
۱۰۴۔ عارضة الاحوذی شرح سنن الترمذی
مؤلف: حا فظ ابن عربی ، ۵۴۳ ھ ۔ مجلدات : ۸ ،سن اشاعت : ۱۴۲۰ ھ، ۲۰۰۰ ء، چھٹا ایڈیشن ، ناشر: دار الفکر، بیروت ، لبنان ۔
۱۰۵۔ عبد ا للہ بن سبا و اساطیر اخری
مؤلف: علامہ مجاھدسید مرتضی عسکری دام ظلہ ۔مجلدات : ۲،سن اشاعت : ۱۴۱۳ ھ ، ۱۹۹۲ ء ، ناشر : نشر التوحید ، قم ، ایران ۔
۱۰۶۔ عبقریةالصدیق
مؤلف : عبّاس محمود العقاد ۔مجلدات : ۱،ناشر دار الکتب العربی ،کل صفحا ت: ۲۱۲، مطبوعہ : بیروت۔
۱۰۷۔ عقدالفرید
مؤلف: احمدبن عبد (عبد ربہ) اندلسی مالکی، ۳۳۸ھمجلدات : ۷۔ ناشر : دار الکتاب الکتب العربی ،بیروت ،لبنان۔ سن اشاعت: ۱۴۰۳ھ، ۱۹۸۳ء۔
۱۰۸۔ العلو لعلی الغفار
مؤلف: محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز (المعروف بہ شمس الدین الذھبی) متوفی ۷۴۸ ھ ۔مجلد ۱،سن اشاعت : ۱۳۸۸ ھ، دوسرا ایڈیشن ۔ناشر سلفیہ کتابفروشی ،مدینہ منورہ ۔
۱۰۹۔ عمدة القاری شرح صحیحا لبخاری
مؤلف: بدر الدین عینی ، ۸۵۵ ھ ۔ مجلدات : ۱۲ ،مطبوعہ : دار الفکر، بیروت ،لبنان ۔
۱۱۰۔ عون المعبود شرح سنن ابی داؤد
مؤلف : عبد الرحمن شرف الحق محمد اشرف صدیقی عظیم آبادی، ۱۲۲۲ ھ ۔تحقیق : عبد الرحمن محمد عثمان۔ مجلدات: ۱۴ ،سن اشاعت : ۱۴۲۱ ھ ، ناشر : دار احیاء التراث العربی ، بیروت ۔
....

(ف)
۱۱۱۔ الفتاوی الحدیثہ(معہ حا شیہ کتاب ”الدررالمنتثرة فی الاحادیث المشتھرة“مؤلفہ جلال الدین سیوطی)
مؤلف: شھاب الدین احمد بن محمد بن علی حجرمکی ھیثمی ، ۹۷۳ ھمجلد۱، کل صفحا ت ،۲۴۱،ناشر:دار الفکر ، بیروت ،لبنان۔
۱۱۲۔ الفتاوی
مؤلف: شیخ محمودشلتوت مصری (دور حا ضر کے عالم اھل سنت) مجلدات: ۱، سولھواں ایڈیشن ، ۱۹۹۱ ء،ناشر: دارالشروق ،مصر ۔
۱۱۳۔ فتحا لباری ،شرح صحیح بخاری
مؤلف : ابن حجر عسقلانی شافعی، ۸۵۲ھمجلدات : ۱۳ ، دوسرا ایڈیشن ، مطبوعہ : دار المعرفة، بیروت، لبنان ۔
۱۱۴۔ فتح ا لمجید شرح کتاب التوحید
مؤلف: شیخ عبد الرحمن ۔مجلدات : ۱،سن اشاعت : ۱۲۵۸ ھ ، مطبوعہ: قاھرہ ،مصر ۔
۱۱۵۔ فتح ا لمنعم شرح زاد المسلم فیما ا تفق علیہ البخاری و مسلم

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

مؤلف : محمد حبیب اللہ المشہوربہ ما یابی،۱۳۶۳ھ
۱۱۶۔ الفرق بین الفرق و بیان الفرقۃ الناجیۃ
مؤلف: عبد القاہر بن طاہر بن عبد البغدادی اسفرائینی متوفی، ۴۲۹ ھتحقیق : محمد محی الدین ۔مجلد ۱ ،ناشر: دار المعرفۃ ،بیروت، لبنان ۔
۱۱۷۔ الفصول المھمۃ فی تالیف الامۃ
مؤلف: علامہ فیں سعید شرف الدین۔ چھٹا ایڈیشن،مطبوعہ طھران ۔
۱۱۸۔ الفقہ علی المذاہب الاربعۃ(اس کتاب کے ساتھ" مذھب اھل البیت "نامی کتاب بھی شائع ہوئی ھیجس کے مؤلف ؛ سید محمد غروی ھیں)۔
مؤلف: الشیخ عبد الرحمن الجزیری(دور حا ضرکے عالم اھل سنت)مجلدات : ۵ ،سن اشاعت : ۱۴۱۹ ھ، ۔ ۱۹۹۸ ء ، ناشر : دار الثقلین ، بیروت ، لبنان ۔
۱۱۹۔ الفھرست
مؤلف : ابو جعفر محمد بن الحسن الطوسی متوفی، ۴۶۰ ھ ۔ تحقیق : مؤ سسۃ نشر الفقاہۃ ، شیخ جواد القیومی ۔ مجلدات : ۱،سن اشاعت : ۱۴۱۷ ھ ، پھلا ایڈیشن ، ناشر : مؤسسۃ نشر الفقاہۃ ، قم ایران ۔
....

(ک)
۱۲۰۔ الکامل فی ا لتاریخ (مشہوربہ تاریخ کامل)
مؤلف : ابن اثیر عزالدین ابو الحسن علی بن محمد ، ۶۳۰ھ ۔تحقیق : ابو الفداء عبد اللہ قاضی ۔ مجلدات : ۱۰ ،سن اشاعت : ۱۴۱۵ ھ ، ۱۹۹۵ ء ،دوسرا ایڈیشن، ناشر : دار الکتب العلمیہ، بیروت۔
۱۲۱۔ کتاب سلیم بن قیس
مؤلف: سلیم بن قیس ھلالی، ۹۰ھ ۔ تحقیق : شیخ محمد باقرا نصاری، زنجانی خوئینی۔ مجلد ۱، مطبوعہ:قم ،ایران۔
۱۲۲۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون
مؤلف: مصطفی بن عبد اللہ قسطنطینی رومی حنفی (المشھور بہ حا جی خلیفہ و کاتب چلبی) متوفی ۱۰۶۷ھتحقیق : ابراھیم الزیبق ۔مجلدات : ۲، سن اشاعت: ۱۴۱۳ ھ ، ۱۹۹۲ ء ، پھلا ایڈیشن ۔
۱۲۳۔ کفایۃ الطالب
مؤلف:محمد بن یوسف گنجی شافعی، ۶۵۸ھتحقیق : محمد ھادی امینی ۔مجلدات :۱، سن اشاعت : ۱۹۹۳ ء، ناشر : شرکۃ الکتبی، بیروت ،لبنان۔
۱۲۴۔ کنزالعمال
مؤلف: علاء الدین علی متقی ھندی ،متوفی، ۹۷۵ ھ،تحقیق : شیخ بکری حیانی ۔مجلدات : ۱۴،مطبوعہ : مؤسسۃ الرسالہ،بیروت ،لبنان۔
۱۲۵۔ الکنی والالقاب
مؤلف: مورخ ومحقق کبیر مرحوم شیخ عبّاس قمی، ۵۹ ۱۳ ھمجلدات : ۳۔
....
(ق)
۱۲۶۔ قبول الاخبارومعرفۃ الرجال
مؤلف: ابی القاسم عبد اللہ احمد بن احمد بن محمود الکعبی البلخی ، ۳۱۹ھ تحقیق:ابی عمرو الحسینی بن عمر بن عبد الرحیم ۔مجلدات : ۲، سن اشاعت: ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۰ء، ناشر: دار الکتب العلمیہ،بیروت ، لبنان ۔
۱۲۷۔ قواعد التحدیث من فنون مصطلحا لحدیث
مؤلف : محمد جمال قاسمی ۔تحقیق :محمد بہجۃ البیطار ۔مجلدات : ۱،کل صفحا ت : ۴۱۵، سن اشاعت : ۱۳۸۰ ھ ، ۱۹۶۱ ء دوسرا ایڈیشن ، ناشر : دار الاحیاء الکتب العربیہ (عیسی البابی الحلبی وشرکائہ، قاھرہ ، مصر ۔
۱۲۸۔ القول الصراح
مؤلف: شیخ الشریعۃ اصفھانی،تحقیق: جعفر سبح ا نی ۔مطبوعہ: قم ۔
....

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

(ل)
۱۲۹۔ لسان المیزان
مؤلف: شہاب الدین احمدبن علی ابن حجر عسقلانی، ۸۵۲ ھ ۔مجلدات : ۷ ،سن اشاعت : ۱۳۹۰ ھ ، ۱۹۷۱ ء،دوسرا یڈیشن ،ناشر: مؤسسہ اعلمی،بیروت ،لبنان۔
۱۳۰۔ اللیالی المصنوعة فی احادیث الموضوعة
مؤلف: علامہ جلال الدین سیوطی۔
....

(م)
۱۳۱ ا لمتعة "واثرها فی الاصلاحا لاجتماعی"
مؤلف: استاد توفیق الفکیکی عراقی ۔ تحقیق: ھشام شریف ھمدر ۔مجلد۱۔سن اشاعت : تیسرا ایڈیشن ، ۱۴۰۹ ھ ، ۱۹۸۹ ء ، ناشر : دار الاضواء ، بیروت ، لبنان ۔
۱۳۲۔ المحبرورقة الاصل الخطیة
مؤلف: محمد بن حبیب بغدادی، ۲۴۵ھ۔مجلد ۱۔
۱۳۳۔ مروج الذھب
مؤلف: ابوالحسن علی بن الحسین المسعودی، ۳۳۳ ھ۔تحقیق : محمد محی الدین عبد الحمید ۔مجلدات : ۲،سن اشاعت : ۱۳۸۴ ھ ۔ ۱۹۶۴ ء ،چوتھا ایڈیشن ، ناشر : مؤسسہ سعادہ ،مصر ۔
۱۳۴۔ المراجعات
مؤلف: علا مہ فیں سعید شرف الدین،۱۳۷۷ھ۔تحقیق : حسین رازی ۔ مجلد : ۱،سن اشاعت : دوسرا ایڈیشن ، ۱۴۰۲ ھ ، ۱۹۸۲ ء ، ناشر : الجمعیة الاسلامیة ، بیروت ۔
۱۳۵۔ مصابیحا لسنة
مؤلف:حسین بن مسعود شافعی بغوی،۵۱۶ ھ۔مجلدات: ۴،ناشر: دارالقلم، بیروت، لبنان۔
۱۳۶۔ ا لمسندلاحمد
مؤلف: ابو عبداللہ احمدبن حنبل شیبانی ، ۲۴۱ ھ ۔مجلدات : ۴ ،مطبوعہ : دار صادر ، بیروت ،لبنان ۔
۱۳۷۔ مسندطیالسی
مؤلف: ابو داود سلیمان طیالسی ،۲۰۴ھ۔مجلد : ۱،مطبوعہ : دار الحدیث ، بیرت ۔
۱۳۸۔ المستدرک علی الصحیحین(مستدرک حا کم)
مؤلف: محمد بن محمد الحا کم نیشاپوری ، ۴۰۵ ھ،تحقیق : ڈاکٹر یوسف مرعشلی ۔مجلدات : ۴،سن اشاعت : ۱۴۰۴ ھ ، مطبوعہ : دار المعرفة ،بیروت ،لبنان ۔
۱۳۹۔ المفردات فی غریب القرآن (المعروف بہ مفردات راغب)
مؤلف : ابوالقاسم حسین بن محمد راغب اصفہانی، ۵۶۵ھ۔سن اشاعت : ۱۴۰۴ ھ ، پہلا ایڈیشن ۔ مجلد ۱، ناشر: دفتر نشر الکتاب ، قم ایران ۔
۱۴۰۔ مقدمہ ا بن خلدون
مؤلف : عبدالرحمن بن محمد خلدون مالکی، ۸۰۸ ھ۔مجلد ات : ۲ ،چوتھا ایڈیشن ۔ مطبع : دار احیاء التراث العربی ، بیروت ۔
۱۴۱۔ من لا یحضرہ الفقیہ
مؤلف: ابو جعفر محمد بن علی بن بابویہ صدوق ، ۳۸۱ ھ۔تحقیق : علی اکبر غفاری ۔مجلدات : ۴ ،سن اشاعت : ۱۴۰۴ ھ ، دوسرا ایڈیشن ،ناشر:جامعة المدرسین ، قم ایران۔
۱۴۲۔الملل والنحل
مؤلف: محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر شہرستانی، ۵۴۸ھ۔مجلدات : ۲، سن اشاعت : ۱۴۰۴ ھ ،پہلا ایڈیشن، ناشر : دار المعرفة، بیروت،لبنان ۔
۱۴۳۔ منہج الصادقین فی الزام المخالفین
مؤلف : ملا فتح ا للہ کاشانی ،۔۹۷۷ ھ ۔مجلدات: ۱۰،سن اشاعت : ۱۳۴۴ ھ،ش، دوسرا ایڈیشن ،ناشر : کتابفروشی اسلامیہ ،

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

طهران ۔
۱۴۴۔ منهاج السنةالنبوية
مؤلف:احمد بن عبد الحليم بن تيمية الحرانی، ۷۲۸ ھتحقیق : محمد رشاد سالم ۔ مجلدات : ۱۰ ،سن اشاعت: ۱۴۰۴ ھ ۔ پہلا ایڈیشن ، ناشر : مؤسسۂ قرطبہ ریاض،سعودیہ عربیہ ۔
۱۴۵۔ الموضوعات
مؤلف : علی ابن جوزی، ۵۹۷ ھ ـتحقیق : عبد الرحمن محمد عثمان ـمجلد ات : ۳ ،سن اشاعت : ۱۳۸۶ ھ ۔ ناشر : محمد عبد المحسن صاحب مکتبہ سلفیہ (مدینہ منورہ)
۱۴۶۔ الموطاء
مؤلف : ابو عبداللہ مالک بن انس ، ۱۶۹ ھتحقیق : محمد فوأد عبد الباقیـمجلدات : ۲ ، سن اشاعت : ۱۴۰۶ ھ ، پہلا ایڈشن ،مطبوعہ : دار احیاء التراث العربی ، بیروت، لبنان ۔
۱۴۷۔ میزان الاعتدال فی نقد الرجال
مؤلف: ابو عبد اللہ شمس الدین محمدبن احمد ذهبی دمشقی شافعی، ۷۴۸ ھتحقیق : علی بجاوی ـمجلدات : ۴، سن اشاعت : ۱۳۸۲ ھ ، پہلا ایڈیشن، ناشر : دار المعرفة ، بیروت ۔
....

(ن)
۱۴۸۔ النهایہ فی غریب الحدیث
مؤلف : مجد الدین محمد بن محمد مشہور بہ ابن اثیر ، ۶۰۶ ھتحقیق : طاهر احمد زاوی ومحمود محمد الطناحیـ مجلدات : ۵، سن اشاعت : ۱۳۶۴ ھ ، مطبوعہ : مؤسسہ اسماعیلیان ، قم (زیراکس دار الکتب العلمیہ ، بیروت)
....

(و)
۱۴۹۔ الوشیعہ فی نقد عقائد الشیعة
مؤلف:موسی جار اللہ
۱۵۰۔ وفیات الاعیان وابناء ا بناء الزمان
مؤلف:شمس الدین احمد بن محمدابن ابی بکر ابن خلکان شافعی، ۳۱۴ ھتحقیق : احسان عباس ۔ مجلدات : ۸،سن اشاعت : پہلا ایڈیشن ، ۶۸ ۱۹ء، ناشر: دار الثقافة ، بیروت۔
۱۵۱۔ ہدی الساری (مقدمہ فتح ا لباری)
مؤلف : ابن حجر عسقلانی شافعی،۸۵۲ھ،مجلد :۱ ، دوسرا ایڈیشن ، مطبوعہ : دار المعرفة ،بیروت ،لبنان ۔

---

[165] صحیح بخاری جلد ۸کتاب الرقاق ،باب" فی الحوض "حدیث۲ ۶۲۱ ۔ جلد ۹ ،کتاب الفتن، باب(۱)حدیث ۶۶۴۳۔ صحیح مسلم جلد ۷ ،کتاب الفضایل ،باب" اثبات حوض نبینا(ص)"حدیث۲۲۹۰۔
[166] ارشادالسّاری جلد ۹،کتاب الفتن، باب(۱)حدیث ۶۶۴۳۔ صفحہ ۳۴۰ ۔
[167] صحیح مسلم جلد۱،کتاب الطهارة، باب" استحباب اطالة الغرَّةوالتحجیل فی الوضوء" حدیث۲۴۶۔۲۴۷۔۲۴۸۔۲۴۹،و دیگر طریق متعددہ۔
[168] صحیح مسلم جلد ۷ ،کتاب الفضایل، باب(۹)"اثبا ت حوض نبینا"حدیث۲۲۹۵۔
(یہ حدیث متعدد طرق و اسناد کے ساتھ نقل کی گئی ہے)
[169] صحیح بخاری جلد ۵،کتاب المغازی،باب" غزوة الحد یبیة" حدیث۳۹۳۷،اسدالغابة جلد۱باب الباء والراء ،ب ۔ د ۔ ع : البراء بن عازب بن الحا رث ۔ تہذیب التہذیب جلد۱، ۴۷۸۵(البراء)(السة)ص۴۲۵۔
نوٹ: براء بن عازب ان صحا بہ میں سے ہیں جو جنگ احد اوردیگر ۱۳/یا۱۴/ جنگوں میں رسول (ص)کے ساتھ شریک ہوئے، چنانچہ جب آپ جنگ بدر میں شریک ہونا چاہے توآنحضرت (ص)نے ان کو کم سن ہونے کی وجہ سے منع کردیا تھا،آپ کی وفات ۷۲ ھ میں ہوئی)۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com

[170] صحیح بخاری،ج۵،کتاب فضائل الصحا بة،باب” مناقب عمربن الخطاب“حدیث۳۴۸۹۔

Presented by http://www.alhassanain.com & http://www.islamicblessings.com